خلیفہ اخی سراج الدین عثمان و الد گرامی و مرشد سامی شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی

مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی کے اقوال و ارشادات کا مجموعہ

بنام

ارشاداتِ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی

جمع و ترتیب مع تشریح و توضیح

علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی

صدر المدرسین و صدر دار الافتاء دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام التفات گنج امبیڈکر نگر (یوپی)

ناشر

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد، دکن

مرید وخلیفۂ مصنف ہدایت النحو آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان،
مرشد غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی،
والد گرامی ومرشد سامی شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی،

مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی

کے اقوال وارشادات کا مجموعہ

بنام

ارشادات مخدوم العالم

شیخ علاء الحق پنڈوی

جمع وترتیب مع تشریح وتوضیح

عبد الخبیر اشرفی مصباحی

صدر المدرسین، شیخ الحدیث وصدر دار الافتاء- دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام
التفات گنج، امبیڈکر نگر، یوپی

ناشر

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد، دکن

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ کتاب بزبان اردو: 122 ❁ سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 44

❁......نام کتاب : **ارشادات مخدوم العالم - شیخ علاء الحق پنڈوی**
❁......مصنف : علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی
❁......تحریک ونگران : محمد بشارت علی صدیقی اشرفی، جدہ، حجاز مقدس-
❁......پروف ریڈنگ : بشارت صدیقی اشرفی-
❁......اشاعت اول : 1441ھ/2020ء (بموقع عرس مخدوم ملت محدث اعظم ہند قدس سرہ)
❁......ناشر : **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد-**
❁......صفحات : 304
❁......ہدیہ : 200

❁ ملنے کے پتے ❁

☆......مصنف کتاب-علامہ مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی- 09932807264
☆......مکتبہ شیخ الاسلام، احمد آباد، گجرات- 09624221212
☆......سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی- 09867934085
☆......اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد- 09502314649
☆......مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغلپورہ، حیدرآباد- 09966352740
☆......مکتبہ نورالاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدرآباد- 09966387400
☆......مکتبہ فیضان اشرفی، جامع اشرف، کچھوچھہ شریف- 09451619386
☆......عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد- 09440068759
☆......مدنی فاؤنڈیشن، ہبلی، کرناٹک- 08147678515
☆......حافظ جنرل بک اسٹور، اسلامپور، اتر دیناجپور- 09753077836

باسمہ تعالیٰ

انتساب مؤلف

والدبزرگوار

حضرت منشی مطیع الرحمان چشتی

کے سال عمرہ ۱۷ رفروری تا ۶ رمارچ ۲۰۱۹ء کے موقع پر کتاب کی تکمیل کی خوشی میں

❁ شہر رسول ﷺ کی مشکبار ہواؤں اور فضاؤں کے نام جو زائرین طیبہ کے مشام جان کو معطر کرتی ہیں۔

❁ شہر رسول ﷺ کے جھنڈ در جھنڈ کبوتروں اور چڑیوں کے نام جو در پاک حبیب میں درود و تسبیح کے نغمے گاتی ہیں۔

❁ شہر رسول ﷺ کی مسجدوں کے بلند میناروں اور دل کش و دل فریب نظاروں کے نام جو دیار حبیب کی عظمت دکھاتے ہیں۔

❁ شہر رسول ﷺ کے ریگ زاروں اور کنکروں کے نام جنھیں قدم ناز مصطفیٰ ﷺ کے بوسے لینے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

طالب دعا

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

❁❁❁

انتساب ناشر

امام اعظم
ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

غوث اعظم
سید محی الدین عبد القادر جیلانی

ہم شبیہ غوث اعظم
سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

مجدد اعظم
اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی

محدث اعظم
سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

سرکار کلاں
سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض دل

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے- بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود و سلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت وطریقت پر-

ارشادات مخدوم العالم - عطائے سرکار کلاں، انتخاب مخدوم سمناں- علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مدظلہ العالی کی ایک **علمی و تحقیقی** تصنیف ہے جس میں انہوں نے خلیفۂ آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان، مرشد غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی، والد گرامی و مرشد سامی شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی، مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کے **104** اقوال وارشادات جمع کیے ہیں۔

الحمد للہ اس کتاب کو یہ اعجاز بھی حاصل ہو رہا ہے کہ تقریبا 600 سال بعد پہلی بار مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کے **علمی و عرفانی** اقوال وارشادات عالمانہ شرح کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں۔ملفوظاتی ادب اور اسلاف شناسی میں یہ کتاب ایک گراں قدر اضافہ ہے۔اس کتاب کی تیاری کے لیے 70 سے زاید کتب، مصادر و مراجع کی طرف رجوع کیا گیا اور مکمل دو سال کی کڑی محنت و تحقیق کے بعد آپ حضرات کی خدمت میں یہ تحقیقی کتاب پیش کی جارہی ہے۔

ارشادات مخدوم العالم میں تین ابواب ہیں۔ **باب اول** کے تحت ارشادات بروایت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جمع ہیں۔ اس باب میں 3 فصول ہیں۔ **فصل اول میں ملفوظات مخدوم اشرف - لطائف اشرفی فی طوائف صوفی** سے کل 38 ارشادات جمع کیے گئے ہیں، **فصل دوم** میں 5

ارشادات کا انتخاب **مکتوبات مخدوم سید اشرف** سے ہے اور فصل سوم میں 1 ارشاد **رسالہ حجۃ الذاکرین** مصنفہ مخدوم سید اشرف سے لیا گیا ہے۔ اس طرح 44 اقوال وارشادات مخدوم العالم بروایت غوث العالم ہوئے۔

باب دوم کے تحت ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی بروایت شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی جمع ہیں۔ اس باب میں تصنیفات شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی سے 43 ارشادات جمع کیے گئے ہیں۔ 12 ارشادات کتاب **انیس الغربا** سے، 14 ارشادات **مکتوبات نور قطب عالم** سے اور 17 ارشادات واقوال **مونس الفقرا** سے لیے گئے ہیں۔

باب سوم کے تحت دو فصل ہیں۔ فصل اول میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی مشہور کتاب - **اخبار الاخیار** سے 10 ارشادات مخدوم العالم نقل کیے گئے ہیں اور فصل دوم میں 5 ارشادات کتاب **ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم** سے منتخب ہوئے ہیں۔ اس طرح اس باب میں 15 ارشادات محفوظ ہوئے ہیں۔

اس عظیم کارنامے کے ذریعے علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مدظلہ العالی نے ہم اہل سلسلہ چشتیہ سراجیہ کی طرف سے ایک قرض ادا کر دیا، جس کے لیے وہ تمام محبان اولیاء بالخصوص وابستگان سلسلہ چشتیہ سراجیہ کی جانب سے شکر و سپاس کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مدظلہ العالی کی یہ کاوش اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرے گی اور مولانا اپنا یہ علمی سفر جاری رکھیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی انہیں جزائے خیر سے ہمیشہ نوازتے رہے۔ آمین!

میں بے حد مشکور وممنون ہوں کنزی، سندی، مرشدی۔ **حضرت شیخ الاسلام علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی** مدظلہ العالی؛ **قائد ملت، حضرت علامہ ومولانا الحاج شاہ سید ابوالمختار محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی** مدظلہ العالی [سجادہ نشیں خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں، کچھوچھہ مقدسہ، امبیڈکرنگر]؛ **حضرت علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی** مدظلہ العالی [صدر شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد]؛ **عالی جناب محترم ڈاکٹر عبد السلام جیلانی صاحب** [استاد شعبہ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ]؛ عالم ربانی، جامع معقولات ومنقولات، **حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی**

مدظلہ العالی [دارالعلوم امجدیہ، گھوسی، ضلع مئو، یو. پی] ؛ **استاذ العلماء محقق عصر حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی** مدظلہ العالی [محقق السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف؛ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف] ؛ **فاضل جلیل، حضرت علامہ مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی** مدظلہ العالی [مفتیِ نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد بھیونڈی؛ شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ (ممبئی) مہاراشٹر] کا جنہوں نے اس کتاب پر اپنے گراں قدر تاثرات اور کلمات لکھ کر کتاب کی علمی شان میں مزید اضافہ فرما دیا ہے۔

ارشادات مخدوم العالم کی اشاعت پچھلے سال یعنی مارچ 2019 میں ہی طے پائی تھی مگر مخدوم شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی کی تصنیف کردہ ایک کتاب **-مونس الفقرا** کے بارے میں علم ہوا کہ یہ دستیاب ہوسکتی ہے، اور اس طرح حضرت مخدوم العالم کے مزید اقوال و ارشادات ملنے کی امید جاگ گئی اور **ارشادات مخدوم العالم** کی اشاعت ملتوی کردی گئی۔ الحمدللہ **مونس الفقرا** کچھ مہینے پہلے آخر کار دستیاب ہوگئی اور مزید 17 ارشادات اب شامل کتاب ہو گئے ہیں۔

الحمدللہ تعالیٰ اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد دکن** حاصل کر رہی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت کو قبول فرمائے، ہر کام کو پائے تکمیل تک پہنچائے، ناشرین وار اکین **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد دکن** کو مزید دینی و علمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور احباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کو نفع و فیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر غوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف، حجاز مقدس۔

۞۞۞

گلہائے برکت

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا

مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اولیائے کاملین علیہم الرحمۃ اجمعین کے فرمودات وملفوظات، تاریخ وتہذیب، تصوف واحسان اور روحانیت وخانقاہی نظام کے عکاس ہوتے ہیں۔ یہ وعظ ونصیحت، تلقین و ارشاد اور پند ونصائح کے خزینے ہیں اور اس باب میں گراں قدر شمار کئے جاتے ہیں۔ اہل علم وبصیرت نے فرمودات مشائخ کو ہمیشہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے اور ان کی جمع وتدوین کا اہتمام کیا ہے اور ان کے فقدان کو نا قابل تلافی نقصان تصور کیا ہے۔

اللہ عزوجل کے ساتھ صوفیائے کرام کے تعلقات اپنی صفائی قلب اور پاکیزگیِ روح کی وجہ سے زیادہ استوار ہوتے ہیں، دنیا اور اہل دنیا کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہوتی، وہ دنیا سے وابستگی اور مخلوق کی خدمت صرف خدائے تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں، ان کے فرمودات وارشادات رسمی وتجارتی اور منافع دنیا حاصل کرنے لیےنہیں

ہوتے ہیں بلکہ وہ نظام فطرت، اصول معاشرہ، مذاق تصوف کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور اپنے اندر مطالب ومعانی کا ایک جہاں سمیٹے ہوتے ہیں۔ان کی باتیں ان کے دل سے نکلتی ہیں اور سیدھے دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

دل سے جو بات نکلتی اثر رکھتی ہے پرنہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی شیخ علاء الحق والدین پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ کسی کتاب یا مجموعۂ ملفوظات کا ذکر ہمارے مطالعہ میں نہیں آیا۔تذکرہ نویس علما اور سوانح نگار فضلا نے باضابطہ طور پر ان کی سوانحی حالات کو قلم بند بھی نہیں کیا ہے۔چند سال پیشتر اراکین اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدرآباد نے مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی زید علمہ کی خدمات حاصل کرکے حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی کی سوانح حیات مرتب کرواکر شائع کرکیا ہے۔یہ ان کا حسن اقدام ہے۔زیر نظر کتاب **''ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی''** بھی مولانا موصوف کی تصنیف ہے جس کو انہوں نے بڑی عرق ریزی کر کے لطائف اشرفی، مکتوبات اشرفی، مکتوبات نورقطب عالم وغیرہ کتابوں میں تلاش وجستجو کر کے اکٹھا کیا ہے۔مولانا موصوف باہمت جواں سال عالم ہیں تحقیقی انداز میں لکھنے کا شعور رکھتے ہیں۔صوفی مزاج فاضل ہیں صوفیا اور مشائخ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اوران کے مقامات ودرجات کے آداب سے واقف ہیں۔اللہ عزوجل اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مولانا موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے، مزید دینی وعلمی اور تصنیفی خدمات کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین۔

ابوالحمزہ محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ

جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ

کچھوچھا شریف

۲۲؍جمادی الآخرۃ ۱۴۴۰ھ

۲۸؍فروری ۲۰۱۹ء

غنچھائے شفقت

قائد ملت، حضرت علامہ ومولانا شاہ ابوالمختار

سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی

مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں، کچھوچھہ مقدسہ، امبیڈکر نگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

پنڈوہ شریف، بنگال، ہمارے مورث اعلی غوث العالم محبوب یزدانی، مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیر خانہ ہے۔ اس سرزمین سے ہمارے آباء اجداد نے ہمیشہ اپنا رشتہ قائم رکھا اور آج بھی قائم ہے۔ یہ ہمارے مخدوموں کی نگری ہے، روحانیت کا مرکز ہے، یہاں کی محبت خانوادۂ اشرفیہ کے دل ودماغ اور قلب وروح میں رچی بسی ہے۔

مشائخین پنڈوہ شریف کا فیضان صرف کچھوچھہ مقدسہ ہی تک محدود نہیں رہا؛ بلکہ اندورن ملک مختلف ریاستوں میں یہاں کے تربیت یافتہ خلفاء نے اپنا فیض لٹایا، بیرون ملک لنکا وبرما، چین وبھوٹان اور بنگلہ دیش وغیرہ ممالک میں رشدوہدایت کے جھنڈے نصب کئے، آج بھی الحمدللہ ان جگہوں پر ان بزرگوں کا فیضان جاری وساری ہے۔

مشائخینِ پنڈوہ کے سربراہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق والدین پنڈوی علیہ الرحمہ ہیں، انہوں نے اپنی گفتار اور اپنے کردار سے زندگی کا ایک بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ تسلیم ورضا، توکل وقناعت، ایثار واستقامت اور خلوص وخدمت ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ مولانا عبد الخبیر اشرفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حیات وکردار پر ”**حیات مخدوم**

العالم' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔اب وہ ان کی گفتار پر کتابی شکل میں ان کے ارشادات وفرمودات کو لائے ہیں جو ایک قابل ستائش اقدام ہے، ان کی گزشتہ تصنیفات کی طرح یہ کتاب بھی نظر استحسان سے دیکھی جائے گی ،ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ بیتی یا ذاتی سرگزشت کسی کی بھی ہو، سننے میں بھلی لگتی ہے، عام دنیادار طبقہ جب اپنی یا کسی اور کی داستاں بیان کرتا ہے، سننے والے بڑے غور سے سنتے ہیں، انہیں کیف وسرور کا احساس ہوتا ہے، ان کے جذبات ابھرتے دیتے ہیں اور داد وتحسین سے نوازتے ہیں۔اور اگر سرگزشت بیان کرنے والا علم وہنر کا جامع ہو، تسلیم ورضا کا پیکر ہو، اور سرگزشت اپنی یا ایسوں کی بیان کرتا ہو جو فنائیت کی منزل پر فائز ہو، محبوبیت کے مقام پر رونق آرا ہو تو اس کی دل آویزی وچاشنی حدود بیان سے باہر ہوجاتا ہے۔زیر نظر کتاب میں ایسے مقامات میں بھی آئے ہیں جہاں آپ بیتی یا سرگزشت کا احساس ہوتا ہے- زبان مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی ،سرگزشت غوث العالم مخدوم اشرف جہاں گیر کی ، یا زبان غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی یا شیخ نور قطب عالم پنڈوی کی اور سرگزشت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی۔روحانیت کا ایک سلسلہ ہے جو محویت کا سماں پیدا کرتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ کی حیثیت محض ایک ناقل کی نہیں ہے؛ بلکہ وہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ بھی کرتے ہیں جس کو انہوں نے ''توضیح وتشریح'' کا عنوان دیا ہے۔اس سے کتاب کی اہمیت وافادیت عام ہوگئی ہے۔اللہ کریم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس خدمت کو قبول فرمائے ،مؤمنین کے لیے نفع بخش بنائے اور مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے جملہ معاونین کو دارین کی جزا سے نوازے-آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فقیر اشرفی گدائے جیلانی

ابوالمختار سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی

۲۴رفروری۲۰۱۹ء

باران کرم

حامل علوم عقلیہ ونقلیہ، ماہر لسانیات حضرت علامہ

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

صدر شعبۂ عربی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی-حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

عزیز القدر مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی صانہ اللہ الحفی من کل شر جلی وخفی معروف محقق، مصنف اور قلمکار ہیں، ان کی کئی علمی کاوشیں شائع ہو کر اہل علم سے داد وتحسین حاصل کر چکی ہیں، ان کا تازہ علمی شاہکار'' **ارشادات مخدام العالم شیخ علاء الحق پنڈوی**'' ہے، جس میں مختلف مصادر سے آنحضرت کے ملفوظات وارشادات کو جمع کیا گیا ہے۔

یہ کتاب اسلامیان ہند میں ملفوظات نویسی کی روشن و مستحکم روایت میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ ملفوظاتی ادب اپنی علمی وروحانی اہمیت وافادیت کے ساتھ ساتھ بے شمار دینی سماجی اور تاریخی حقائق کا بھی آئینہ دار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے عربی فارسی ترکی اور اردو زبانوں میں ملفوظاتی ادب کو انتہائی بلند مقام حاصل ہے۔ ادب کی اس صنف کی تشکیل و ترویج میں صوفیائے صافیہ کا نمایاں حصہ ہے اگر آپ اس صنف ادب پر نظر ڈالیں تو صوفیا کے ملفوظات آپ کو سب سے نمایاں طور پر نظر آئیں گے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ملفوظاتی ادب صوفیا کے ملفوظات سے ہی عبارت ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

فوائد الفواد، سرور الصدور، خیر المجالس، لطائف اشرفی، جوامع الکلم، نفائس الانفاس، معدن المعانی، نزہۃ المجالس، لطائف قدوسی، تحفۃ السعداء، اور ملفوظات شاہ مینا لکھنوی، وشاہ عالم گجراتی، وشیخ وجیہ الدین گجراتی، وشاہ رکن الدین شطاری، وخواجہ نظام الدین اورنگ آبادی، وشاہ عبدالرزاق بانسوی وغیرہ ملفوظاتی ادب کا وہ گنجینہ بے بہاو گرانمایہ ہیں جن سے آج بھی متلاشیان حقیقت وسالکان طریقت مستفیض ہو رہے ہیں۔ یہ کتابیں دراصل ان نفوس قدسیہ کی صحبت کا مزا اوران کی رفاقت کا فائدہ دیتی ہیں۔

زیرنظر کتاب ''**ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی**'' فنی اعتبار سے تو 'ملفوظ' کے زمرے میں نہیں آتی لیکن اپنی حقیقت اور افادیت کے لحاظ سے اس سے مختلف نہیں ہے۔ملفوظ: لغوی طور پر فعل ''**لفظ یلفظ**'' سے اسم مفعول یعنی منطوق بمعنی بولی، کلام اور گفتگو ہے، اصطلاحی طور پر اس کلام کو کہتے ہیں جسے کسی مرید یا شاگرد نے شیخ یا استاد کی مجالس وعظ و درس میں سنکر مرتب و مدون کیا ہو عموما اس کی ترتیب مجالس کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ جبکہ یہ ارشادات نہ براہ راست سنے گئے ہیں نہ اس میں کسی مجلسی ترتیب کی رعایت ہے بلکہ یہ حضرت شیخ سے سننے والوں کے ملفوظات ومکتوبات ومصنفات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ہم انھیں ملفوظات بالواسطہ کہہ سکتے ہیں۔

مؤلف دام اقبالہ وزادت افضالہ نے ان ارشادات کو بے حد علمی اور منہجی طریقے پر مرتب کیا ہے۔جن کتابوں سے ان ارشادات کو نقل کیا ہے ان کا اوران کے مؤلفین کا بھرپور تعارف کرایا ہے۔حواشی میں علمی مسائل وقضایا کی توضیح کی گئی ہے، اعلام شخصیات کا ترجمہ درج کیا گیا ہے، اورارشادات کی متن میں ہی بھرپور توضیح وتشریح کی گئی ہے اوراتنے شرح و بسط کے ساتھ کی گئی ہے کہ اگراس کتاب کو شرح ارشادات شیخ العالم کے نام سے معنون کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ کتاب ایک گرانقدر علمی کام ہے اور 'بہ قامت کہتر اور بہ قیمت بہتر' کا عمدہ نمونہ ہے، مؤلف کی تحقیق وجستجو اور محنت شاقہ کا ثمرہ ہے، کیونکہ ان منتشر ارشادات کو مختلف ضخیم کتابوں سے ڈھونڈ کر جمع کرنا بڑے صبر ومثابرہ کا متقاضی ہے اور یہ صفت ایک محقق کی ذات میں مطلوبہ صفات کی فہرست میں سب سے اوپر ہے۔

کتاب کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں حوالوں کا خوب اہتمام کیا گیا ہے اور

ہوامش کا مفصل التزام کیا گیا ہے۔ حضرت والا کا کوئی ارشاد ہو، یا کسی شخصیت، کتاب یا قضیے کا تعارف ہو پورے حوالے کے ساتھ ہے، بلکہ امانت علمی کے تقاضوں کی تکمیل کے طور پر ارشادات کے فارسی متن کو بھی درج کر دیا گیا ہے تا کہ ترجمۂ محض پر اعتماد کرنا قاری کی مجبوری نہ ہو یا اسے اصل متن کی تلاش کی زحمت نہ ہو۔ پوری کتاب میں جو بات کہی گئی ہے حوالوں کے ساتھ کہی گئی ہے، یہ امر علم کی برکت کا موجب بھی ہے اور کتاب کی ثقاہت کی دلیل بھی، مزید براں طالب علم کے لئے مزید استفادے اور متعلقہ مصادر سے واقفیت کا ذریعہ بھی ہوتا ہے۔

فاضل مؤلف تمام محبان تصوف و اہل تصوف بالخصوص وابستگان سلسلہ علائیہ اشرفیہ کے شکریے کے مستحق ہیں جن کے بدولت یہ دولت ہاتھ آئی اور جن کی محنت و کاوش سے یہ کام سرانجام پایا۔ اللہ تعالی ان کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور انھیں مزید توفیقات سے نوازے۔

و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا و حبیبنا محمد و آلہ و من والاھم و احبھم الی یوم الدین وسلم تسلیماً

خاکپائے صاحبدلاں

پروفیسر سید علیم اشرف جائسی

صدر شعبۂ عربی - مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد -

۱۰ - مارچ ۲۰۱۹

❁❁❁

تقریظ جلیل

عالی جناب محترم

ڈاکٹر عبد السلام جیلانی

استاد شعبہ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی ملقب بہ مخدوم عالم (وصال: ۱۳۹۸ء) اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ عالم، فقیہ، خطیب اور شیخ طریقت تھے۔ آپ کے والد گرامی بنگال کی غوری سلطنت میں وزارت کے عہدے پر فائز تھے۔ اس لئے آپ کی پرورش و پرداخت ناز و نعمت میں ہوئی مگر آپ کی طبیعت کا میلان درویشی کی طرف تھا اس لئے تحصیل علوم کے بعد آپ نے سلوک کی راہ اختیار فرمائی اور اپنے عہد کے بلند پایہ صوفیہ میں شمار ہوئے۔ جب آپ کی بزرگی کی شہرت ہندوستان سے باہر پھیلی اور والئ سمنان (ریاست ایران) حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ عنہ کے کانوں تک پہنچی تو آپ کے دل میں اس بزرگوار سے ملنے اور فیض حاصل کرنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ نے سلطنت کی ذمہ داری اپنے برادرِ عزیز حضرت سید شاہ محمد کے سپرد کی اور گوہر مقصود کی تلاش میں ملک ہند کی طرف نکل پڑے۔ مختلف علاقوں اور مقامات کی سیر کرتے ہوئے سرزمین (بنگال) پہنچے۔ بارگاہِ علائیہ میں حاضر ہوئے، شرفِ قبولیت سے سرفراز ہوئے، بارہ سال تک خدمت شیخ میں مشغول

رہے اور فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ پھر باذن شیخ کچھوچھہ شریف آ گئے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ اس دوران آپ نے مخدوم عالم کے جن اوصاف حسنہ کو ملاحظہ فرمایا اور ارشادات وفرمودات کوسماعت فرمایا انھیں اپنے مریدین کی مجلسوں میں بیان فرمایا جولطائف اشرفی ومکتوبات اشرفی میں محفوظ ہیں۔

چودھویں صدی عیسوی کا زمانہ فارسی زبان کا زمانہ تھا، عوام وخواص میں فارسی کا چلن تھا، درس وتدریس، مراسلت اور دفتری اموراسی زبان میں انجام دیئے جاتے تھے اس لئے حضرت مخدوم عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وفرمودات بھی فارسی زبان میں پائے جاتے ہیں لیکن اب فارسی زبان کا چلن ختم ہوتا جا رہا ہے، عوام تو عوام، خواص بھی سے اس نا آشنا ہوتے جا رہے ہیں اس لئے فارسی زبان میں جو ہمارا علمی، تہذیبی اور تاریخی سرمایہ محفوظ ہے اس کو سمجھنا بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ فاضل نوجوان مفتی عبدالخبیر صاحب مصباحی جو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں انھوں نے اس طرف توجہ کی اور خانوادہ چشتیہ اشرفیہ کے بہت سے علمی وادبی سرمایے جواب تک منظر عام پر نہیں آئے تھے ،ان میں سے بعض کو منظر عام پر لا چکے ہیں اور لا رہے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ''حضرت مخدوم عالم کے ارشادات وفرمودات واقوال'' کی تالیف ہے۔ مفتی صاحب نے اس کتاب میں حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستیاب شدہ اقوال وارشادات کو یکجا کر کے اس کا ترجمہ اوراس کی تشریح کی ہے اور آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور اقوالِ سلف صالحین سے اسے مدلل ومفید بنانے کی کوشش کی ہے اور میری نگاہ میں اس کوشش میں وہ کامیاب نظر آتے ہیں، اس لئے اہل علم کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ موصوف ایک عظیم دانش گاہ کے فارغ التحصیل ہیں، طویل عرصے سے درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور تحقیق وتدوین کے اصول سے بھی واقف نظر آتے ہیں جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دلائل عالمانہ لائے گئے ہیں اور الفاظ سہل وآسان استعمال کئے گئے ہیں، جس سے عام قاری بھی استفادہ کرسکتا ہے۔ ہم یہاں پر بطور مثال اس کتاب کے دو اقتباسات پیش کرتے ہیں جس سے قارئین پوری

کتاب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

مؤلف کتاب عبادت و ریاضت اور محنت شاقہ سے متعلق حضور مخدوم عالم کا ایک ارشاد نقل کر کے اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ ''تعجب ہے کہ آج کل اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں کہ بغیر خدمت کے ہی چاہتے ہیں کہ نعمت حاصل کریں۔ بے رنج کسی کو خزانہ نہیں ملتا۔'' (ارشادات مخدوم عالم، ص: ۲۳) اس کے بعد اس کی تشریح میں صرف ایک محاورہ ''محنت کامیابی کی ضمانت ہے'' پیش کرتے ہیں جو پورے اقتباس کے مفہوم و مدعا کو بیان کر دیتا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ مولانا کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کی ایسی تشریح کی جائے کہ قارئین تک بات جلد پہنچ جائے، لیکن ناچیز کے خیال میں اس ارشاد کے اندر ایک سماجی اور تہذیبی پہلو بھی پوشیدہ ہے اسے بھی بیان کیا جانا چاہئے تا کہ قارئین کو اس وقت کے حالات سے واقفیت ہو سکے، مخدوم عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے دو باتیں مزید ظاہر ہوتی ہیں جن سے سماجی حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ کم ہمت و بلند ہمت لوگ ہر زمانے میں پائے جائے ہیں اور اس زمانے میں بھی پائے جاتے تھے مگر مخدوم عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملے ''آج کل اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں'' سے پیدا چلتا ہے کہ اس وقت ایسے لوگ کم تعداد میں پائے جاتے تھے۔ دوسرے یہ کہ مخدوم عالم رحمۃ اللہ علیہ خلوت نشیں ہو کر صرف ورد و وظائف میں ہی مشغول نہیں رہتے تھے بلکہ سماجی حالات سے بھی واقف تھے اور سماج کے ایسے افراد کی اصلاح بھی فرماتے تھے۔

دوسری جگہ بدگمانی سے بچنے اور حقوق پیر ادا کرنے کے متعلق مخدوم عالم کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ''حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دعا سیکھی تھی اور پیر و مرشد کے ارشاد کے بموجب اس کو اپنے وظائف میں شامل کر لیا تھا اور اس کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے مگر اس دعا میں ایک لفظ پر اعراب بظاہر غلط نظر آتا تھا۔ علمائے نحو آپ سے ہر چند کہتے تھے کہ آپ اعراب بدل دیں لیکن آپ نے اعراب نہیں بدلا اور اسی اعراب کے ساتھ وہ دعاء پڑھتے رہے۔۔۔اس کے بعد آپ (حضرت شیخ نظام الدین اولیاء) نے فرمایا: اگر میں اسے غلط سمجھوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے اپنے پیر کو غلطی سے منسوب کیا اور یہ محال ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد

تحقیق و تدقیق نحوی سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ وہی اعراب جس کے ساتھ حضرت پڑھا کرتے تھے اس لفظ پر صحیح ہے۔ (ارشادات مخدوم عالم، ص:۱۹) مولانا موصوف اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''سلطان المشائخ سید محمد نظام الدین بدایونی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق پیر کی مکمل رعایت کی اور اپنے عمل سے حاضرین کو بھی درس طریقت عطا فرمایا۔'' اس کے بعد حقوقِ پیر سے متعلق حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ بھی اس کی تائید میں پیش کیا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ وابستگانِ اہل طریقت کو اسے قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی مگر بہتر ہوتا ہے کہ اس پورے وظیفے کو نقل کر کے مذکورہ لفظ کے اعراب پر علماءِ نحو کے اختلاف کو بھی بیان کر دیا جاتا تو اس سے اہل علم پر بھی سچائی عیاں ہو جاتی اور یہ واضح ہو جاتا کہ حضرت شیخ المشائخ کا یہ عمل صرف اطاعت پیر پر مبنی نہیں تھا بلکہ یہ حقیقت اور سچائی پر مبنی تھا اور آپ علم نحو پر پوری طرح دسترس بھی رکھتے تھے۔[۱]

بہر حال: مؤلف موصوف کی کاوش قابل ستائش ہے، رب العزت کی بارگاہ میں دعاء ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کے قلم میں اور زور عطا کرے اور کتاب کو مقبول عام کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر عبد السلام جیلانی
استاد شعبہ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

❁❁❁

---

[۱] غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے، سلطان الاولیا سید محمد نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ کی دعا کا ذکر مکتوبات اشرفی میں خود اپنے قلم سے اور لطائف اشرفی میں ان کے خلیفہ شیخ نظام یمنی نے ان سے سن کر لکھا ہے۔ مگر دونوں مصادر میں وہ دعا نہیں لکھی گئی صرف واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ ہم نے دیگر بعض مصادر مثلاً سیر الاولیا، نظامی بنسری وغیرہ دیکھا، ہمیں دستیاب نہ ہوئی۔ محترم ڈاکٹر صاحب سے ٹیلفونک گفتگو کے دوران اپنی کوشش کا ذکر کیا، آپ نے مناسب لفظوں میں اپنی تقریظ میں تبدیلی کا حکم دیا، ہم نے ادباً ایسا کرنے سے گریز کیا اور ان کی تقریظ بلفظہ باقی رکھی۔ ع.خ. اشرفی۔

کلمات تبریک

عالم ربانی، جامع معقولات ومنقولات، حضرت علامہ

مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی

دارالعلوم امجدیہ، گھوسی، ضلع مئو، یوپی۔
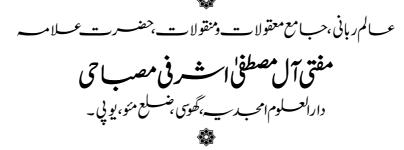
باسمہٖ وحمدہٖ تعالیٰ

یہ دنیا فانی ہے اورلہو ولعب کی آماج گاہ، زندگی تو آخرت کی زندگی ہے کہ وہی دائمی ہے۔قرآن کریم کاارشاد کریم ہے:

”وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ“

(العنکبوت:٦٤)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔اس لیےقرآن مقدس، احادیث مبارکہ اوراقوال اسلاف وائمہ میں آخرت کی تیاری پرتاکید بلکہ شدید تاکید کی گئی ہے اوراس کے لیےعقائدونظریات میں جادۂ حق پرقائم رہنے اورعملیات میں پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے گھاٹے میں ہونے کے باوجود استثنا صرف انھیں انسانوں کا فرمایا گیاہے جوایمان وعمل صالح کے وصف سے متصف ہوں کہ آیت کریمہ ہے:

”اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ“ (العصر:٢،٣)

اس پرشاہدعدل ہے۔

صوفیاے کرام کی زندگی پاکیزگی کاعملی نمونہ ہے۔جس نے سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پرعمل کیا اس نے اسوۂ رسول پرعمل پیرا ہونے کی سند حاصل کرلی۔صوفیانے اپنی زندگی کا قیمتی لمحہ لوگوں کی اصلاح میں گزاری، ان کی تعلیم، ان کی تربیت، ان کے ارشادات،

ان کے ملفوظات، ان کے قلمی رشحات، ان سب کا حاصل وخلاصہ یہی ہوگا کہ تم اپنی زندگی کو ایمان کامل اور عمل صالح سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ امت کی اصلاح کے نور سے منور کرلو تاکہ آخرت کی بہاریں تمھاری مہمانی کے لیے منتظر رہیں۔

برصغیر ہندو پاک خصوصاً علاقہ بہار و بنگال میں ایمان و عمل صالح کی تبلیغ فرمانے اور اس حوالے سے دلوں کی سرزمین کو فتح کرنے میں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل اخی سراج الدین آئینہ ہند، پھر ان کے خلیفۂ اجل مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی (علیہما الرحمۃ والرضوان) نیز ان کے نور نظر، قطب وقت حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ اور مخدوم العالم کے خلیفۂ اجل غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہٗ العزیز کا نام نامی اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ اہل سنت کا بچہ بچہ ان کی ولایت وتصرف سے آگاہ ہے۔ ان بزرگوں کا سب سے بڑا کارنامہ لوگوں کو خدائے وحدہٗ لاشریک کے آگے جھکانا پھر انھیں اتباع رسول کا پابند بنا کر خدا کی محبوبیت کا مستحق بنانا ہے۔

ان بزرگوں کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک جملہ شریعت وطریقت کے دونوں نہروں سے سیراب ہوتا ہے اس لیے اس کی تاثیر بھی حیرت انگیز ہوتی ہے۔

محب مکرم مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی زید مجدہٗ کی یہ سعادت ہے کہ انھوں نے حضور آئینۂ ہند، حضرت مخدوم العالم اور نور قطب عالم رحمہم اللہ تعالیٰ کی حیات وخدمات کو تو قلم بند کیا ہی ہے، ان کے ملفوظات کریمہ کی اشاعت کی جانب بڑے اخلاص ومحبت کے ساتھ متوجہ ہیں۔ سر دست مخدوم علاء الحق والدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعض ملفوظات کو انھوں نے جمع کیا ہے۔ طبیعت چوں کہ اخاذ ہے اور طرز سوانحیات سے واقفیت ہو چلی ہے اس لیے بزرگوں کے ملفوظات کو پیش کرنے کا انداز بھی قابل تحسین ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف زید مجدہٗ کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ ملفوظات کا باقی ماندہ کام کو پورا کرنے کی توفیق بخشے، قلم میں مزید توانائی عطا کرے اور ان ملفوظات کے فیضان سے جملہ اہل سنت کو متمتع فرمائے۔ آمین۔

دعا گو و دعا جو: **آل مصطفیٰ مصباحی**

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، یو پی - ۱۵ر جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ/ ۲۱ر فروری ۲۰۱۹ء

کلمات تصدیق

استاذ العلماء محقق عصر حضرت علامہ

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی

مدظلہ العالی

محقق السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ محمد المختار وعلی آلہ وصحبہ الاخیار والاطہار

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے عظیم اور مشہور خلفاء میں حضرت سراج الدین اخی آئینۂ ہند رحمۃ اللہ علیہ کا نام، مشائخ چشت کے درمیان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کے توسط سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ آپ کے سب سے ممتاز اور بلند رتبہ خلیفہ کا نام ہے، شیخ عمر بن اسعد پنڈوی بنگالی، جو شیخ علاء الحق پنڈوی سے معروف ومشہور ہیں۔

شیخ علاء الحق پنڈوی قدس سرہ [متوفی ۸۰۰ھ مطابق ۱۳۹۸ء][1] کے کمال اور بزرگی کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف

---

[1] حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا سال وصال اکثر تذکرہ نویسوں نے یہی [۸۰۰ھ مطابق ۱۳۹۸ء] لکھا ہے، مشہور بھی یہی ہے مگر یہ موافق تاریخ نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''حیات مخدوم العالم'' مطبوعہ اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد سال اشاعت ۲۰۱۷ء کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ لنورانی کے شیخ ومرشد برحق تھے۔حضرت محبوب یزدانی نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت پر سمنان (ایران) کے تخت وتاج کو چھوڑ کر ہندوستان کا سفر کیا تھا اور پنڈوہ شریف (ضلع مالدہ، مغربی بنگال) پہنچ کر شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وارادت اور خلافت کا شرف حاصل فرمایا تھا۔جس شیخ کا مرید غوثِ زمانہ ہو، مقامِ محبوبیت پر فائز ہو، کشورِ ولایت کا جہانگیر ہو اُس کی عظمت ورفعت کا کیا عالم ہوگا ہر صاحبِ علم ومعرفت اندازہ کرسکتا ہے۔

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وسیرت پر ماضی قریب وبعید کے سوانح نگاروں اور تذکرہ نویسوں نے باضابطہ کوئی کام نہیں کیا ہے۔مختلف زبانوں میں ضمنی طور پر کچھ تذکرے بعض کتابوں میں ملتے ہیں، یہی حال آپ کے پیر ومرشد حضرت آئینہء ہند کی سوانح حیات کا بھی ہے۔

چھ صدیاں گزر جانے کے بعد ایک جواں سال فاضل مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی جامعی مصباحی کے حصے میں یہ عظیم سعادت آئی کہ انھوں نے نہ صرف حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ کے پیر ومرشد حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات لکھی بلکہ آپ کے پیر ومرشد حضرت آئینۂ ہند کی حیات پر بھی ایک دستاویزی کتاب تالیف کر کے سلسلۂ چشتیہ سراجیہ علائیہ کے علماء ومشائخ اور جملہ متوسلین سلسلہ عالیہ کے سروں سے ایک بھاری قرض اتارنے کی کامیاب کوشش کی۔اِس عمل خیر پر مولانا موصوف خصوصاً اہلِ سلسلہ کی طرف سے مبارک باد اور خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ضرورت ہے کہ تحقیق وریسرچ کے میدان میں مولانا موصوف کو ہر طرح کا تعاون پیش کیا جائے، اُن کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ کام کرنے کا جذبہ اور زیادہ ہو۔

وقت کا بڑا المیہ یہ ہے کہ کانفرنسوں، جلسوں اور قوالوں کے لیے بے دریغ روپے پیسے لٹائے جاتے ہیں لیکن قلمی خدمات کو کسی شمار وقطار میں نہیں رکھا جاتا۔اس طرز عمل سے ہم لاشعوری طور پر اپنی تاریخ کو خود فنا کررہے ہیں یا غیروں کے ہاتھوں مسخ کروارہے ہیں۔

مفتی عبد الخبیر صاحب کی تیسری کتاب **ارشادات مخدوم العالم** کا سرسری مطالعہ کیا۔عنوانات کی فہرست دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ انھوں نے اِس کتاب کی

تالیف میں بھی بڑی عرق ریزی اور محنت کی ہے۔ اُن کا یہ کارنامہ بھی اہم ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اِس کاوش کو بھی مقبول ومفیدِ ہر خاص وعام بنائے اور مزید دینی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ کتاب کے مولف، ناشر اور معاونین کو دارین کی نعمتوں سے نوازے۔

آمین بوسیلة حبیب رب العالمین

فقط

گدائے مشائخ چشت اہل بہشت

رضاء الحق اشرفی مصباحی

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، یوپی (بھارت)

۱۷ جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ فروری ۲۰۱۹ء

❁❁❁

ارمغان محبت

فاضل جلیل، حضرت علامہ

مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

مفتیِ نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد بھیونڈی
شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ (ممبئی) مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی میں صحبت کا بڑا اثر اور فرق پڑتا ہے، اچھی صحبت انسان کو اچھائی کی طرف لے جاتی ہے اور بُری صحبت بُرائی کی طرف۔ چناں چہ فارسی ادبیات واخلاقیات کے شہرۂ آفاق شاعر اور ممتاز بزرگ، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے فرمایا ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی نیکوں کی صحبت تمہیں نیک اور بروں کی صحبت تمہیں بُرا بنادے گی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں بندگان خدا کو صالحین کی مجالس خیر اور محافل پاک میں بیٹھنے اور ان کو لازم پکڑنے کی ترغیب دی گئی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

"یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین" (توبہ:۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"کن عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلك"[1]

یعنی عالم دین بنو یا طالب علم بنو یا عالم دین کی بات سننے والا بنو یا اس سے محبت کرنے والا بنو اور پانچواں نہ بنو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

علما و صلحا کی زیارت و ملاقات کرنا، ان کا احترام و اکرام بجالانا، ان کی محفلوں میں بیٹھنا اور ان کی دینی و ایمانی باتوں کو سننا عبادت سے عبارت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ معلم کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"مجالسة العلماء عبادة" [الدیلمی، ج:۴، ص:۱۵۶] یعنی علما کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔

تفسیر رازی میں سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۱ر کے تحت حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لا تفارقوا مجالس العلماء فان اللہ لم یخلق تربة علی وجه الارض اکرم من مجالس العلماء"

یعنی علمائے کرام کی مجلسوں کو نہ چھوڑو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر علما کی مجلسوں سے زیادہ مشرف کوئی مٹی نہیں پیدا فرمائی ہے۔

دیلمی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں:

"کلمة حکمة یسمعھا الرجل خیر له من عبادة سنة والجلوس ساعة عند مذاکرة العلم خیر من عتق رقبة"

یعنی شریعت و حکمت کی ایک بات کا سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور علم دین کی گفتگو کرنے والوں کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

مذکورہ آیات مقدسہ اور احادیث کریمہ میں مقربین بارگاہ حق جل وعلا کی مجلسوں میں بیٹھنے کو عبادت اور خیر سے تعبیر فرمایا گیا ہے جو بلاشبہ انسانی زندگی کے لیے کسی معراج اور

1۔ کنز العمال۔

نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔اللہ کے مقرب بندے پہلے اپنے کو عشق و عرفان کی بھٹی میں تپاتے ہیں، نفس امارہ کو کچل کر اپنے کو تمام تر نفسانی و دنیاوی خواہشات سے صاف کرتے ہیں اور پھر نفس مطمئنہ کے مقام اعلیٰ اور مرتبۂ عظیم پر فائز ہوجاتے ہیں۔اس کے بعد ان کے قلوب انوار الٰہی کے نزول کا مرکز اور اسرار خداوندی کے فیضان کا مورد بن جاتے ہیں۔اب یہ حضرات وہی بولتے ہیں جو رب کا حکم ہوتا ہے اور شریعت جس کی اجازت دیتی ہے، وہی کہتے ہیں جس سے اللہ اور اس کے پیارے رسول راضی ہوتے ہیں، ان کے لب ہائے مبارک ذکر خدا و مصطفی میں سرشار نظر آتے ہیں، زبان کھلتی ہے تو علوم شرعیہ کے جوہر لٹاتے ہیں، طریقت کے خزانے بانٹتے ہیں، گویا وہ جو کچھ بولتے ہیں، تائید ربانی اور الہام غیبی سے بولتے ہیں۔

اللہ کے مقرب بندوں کی گفتار و رفتار اور کردار میں عقائد حقہ کا تقدس، اعمال خیر کا جذبہ، علم و فن کا کمال، زہد و تقویٰ کا جمال، دین و سنیت کی تبلیغ و اشاعت اور خلق خدا کی تربیت و اصلاح کے امور کار فرما ہوتے ہیں جو بلا شبہ گم گشتگان راہ حق کے لیے مشعل راہ اور محبین کے لئے نجات اخروی کے سامان ہیں۔انہیں عارفین پاکباز، کاملین روزگار اور نابغۂ عصر شخصیات میں ایک شیخ الاسلام والمسلمین، مخدوم العالم، حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی بھی ذات ہمایوں ہیں جو بلا مبالغہ علم شریعت و طریقت کے حسین سنگم، زہد و تقویٰ میں فائق الاقران، فضل و کمال میں عظیم الشان، کشف و کرامت میں فرید الاعوان، جود و سخا میں عدیم المثال اور وعظ و ارشاد میں نادر الزمان تھے۔

ہر عہد و عصر میں علما، فضلا، صلحا کے ارشادات عالیہ اور فرمودات غالیہ کو نہ صرف لائق اعتنا سمجھا گیا، بلکہ کتابوں اور مجموعوں کی شکل میں ان کی خاطر خواہ جمع و تدوین ہوئی اور شایان شان ان کی اشاعت بھی عمل میں آئی، جن میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی ''دلیل العارفین''، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودھنی کی ''اسرار الاولیاء''، حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی کی ''فوائد الفواد''، حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی کی ''خیر المجالیس''، حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کی ''معدن المعانی''، حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کی ''لطائف اشرفی''، حضرت شیخ دانیال قطری کی ''مقامات

خضرویہ''، حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی ''انیس الارواح'' اور امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ''الملفوظ'' وغیرہ شامل ہیں۔

زیر نظر رسالہ مبارکہ **''ارشاداتِ مخدوم العالم''** اسی سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے، جس میں غوث بنگال، مخدوم العالم، حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشادات عالیہ کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ علم وحکمت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے، جس میں زہد وتقویٰ، رشد وہدایت، ریاضت ومجاہدہ، صبر وشکر، اخلاق وادب، جود وسخاوت، رفق وملائمت، بیعت وارشاد، عجز وانکسار، طہارت ونظافت، ضیافت ومہمان نوازی، نیکی وبھلائی اور انسانیت وہمدردی جیسے مختلف گلہائے رنگارنگ پائے جاتے ہیں۔ اس میں اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کی ترغیب وتعلیم کے ساتھ ساتھ خصائل رذیلہ اور عادات قبیحہ سے اجتناب کے بھی عظیم دروس موجود ہیں، غرض کہ اس میں ایک مومن کو مومن بن کر زندگی گزارنے کے رہنما اصول پیش کیے گئے ہیں، جیسا کہ ارشادات کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے۔

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ حضرت مخدوم العالم پنڈوی کے ارشادات کا یہ گراں قدر مجموعہ ملفوظات کے باب میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔ مرتب گرامی، فاضل محقق حضرت علامہ مفتی محمد عبدالخبیر اشرفی مصباحی زید مجدہ نے نہ صرف ارشادات عالیہ کو جدید پیرایے میں ترتیب دیا بلکہ فارسی متن کا اردو میں سلیس ترجمہ پیش کر کے اس کی جامع توضیح وتشریح بھی فرمائی جس سے عام قارئین اور اردو داں طبقہ کے لیے ارشادات عالیہ سے افادہ واستفادہ آسان ہوگیا ہے۔ یقیناً اس اہم علمی خدمت کے لیے مرتب موصوف لائق صد مبارک باد ہیں۔

حضرت مفتی محمد عبدالخبیر اشرفی مصباحی جماعت اہل سنت کے جواں سال فاضل، جواں ہمت عالم، بالغ نظر مفتی، جفاکش مدرس، عمدہ سیرت نگار وصاحب قلم اور کامیاب خطیب وداعی ہیں۔ ساتھ ہی منکسر المزاج، سنجیدہ فکر، تحقیقی شعور اور حسن اخلاق وکردار کے مالک اور عزم واستقلال، کشادہ قلبی، اصاغر نوازی جیسے اوصاف کے حامل ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا نہ صرف شوقِ وافر رکھتے ہیں بلکہ اسے عملی جامہ پہنانے کا ہنر بھی رکھتے ہیں۔ اب تک

آپ کے نوک قلم سے کئی علمی، فقہی اور ادبی کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر قارئین سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اللہ عزوجل ان کی اس کاوش کو قبولیت سے مشرف فرما کر مقبول انام بنائے اور ان کی دینی خدمات میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

محتاج کرم

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

خادم الافتا: نوری دار الافتاء سنی جامع مسجد بھیونڈی

خادم الحدیث: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ (ممبئی) مہاراشٹر

❁❁❁

تقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً ومصلیاً ومسلماً

ملفوظ، منہ سے نکلی ہوئی بات کو کہتے ہیں، فعل ''لفظ یلفظ '' کا اسم مفعول ہے، اس کی جمع ملفوظات ہے۔ لغت میں شئی ملفوظ پھینکی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ لفظی ونحوی معنی ''مایتلفظ بہ الانسان '' بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی انسان کے منہ سے جو بات نکلے خواہ معنی دار ہو یا بے معنی وہ ملفوظ کہلاتا ہے۔ کلام اللہ تعالیٰ، کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلام اَجِنّہ انسانی تلفظ کی حیثیت سے ملفوظات کے دائرہ میں داخل ہیں۔ علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''وکلمات اللہ تعالیٰ داخلۃ فیہ اذھی ممایتلفظ بہ الانسان وعلی ھذاالقیاس کلمات الملائکۃ والجن''

اللہ تعالیٰ کے کلمات، یوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنات کے کلمات لفظ کی تعریف میں داخل ہیں کیوں کہ ان کا تلفظ انسان کرتا ہے۔[۱]

ملفوظاتی ادب میں 'شیخ یا استاد کی مجالس وعظ ودرس میں مرید یا شاگرد نے براہ راست سن کر جن ارشادات وفرمودات کو مرتب ومدون کیا ہے' انہیں ملفوظات کہتے ہیں۔ ان کی تدوین عموماً ترتیب مجالس کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

علمائے اصول نے کلام اللہ تعالیٰ پر لفظ کا اطلاق رعایت ادب کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ وہ ''لفظ'' کی جگہ ''نظم'' کا اطلاق کرتے ہیں۔ بعض ارباب فضل وکمال نے نظم کا اطلاق بھی غیر مناسب قرار دیا ہے۔ علامہ احمد ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

[۱] الفوائد الضائیہ معروف بہ شرح الجامی، عبدالرحمن جامی، ص:۵، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، سال اشاعت ۲۰۰۱ء۔

’’انما اطلق النظم مكان اللفظ رعاية للادب لأن النظم فى اللغة جمع اللؤلؤ فى السلك واللفظ هو الرمى‘‘

لفظ کی جگہ نظم کا اطلاق رعایت ادب کی بنا پر کیا گیا ہے، کیوں نظم کا معنی موتی پیرونا اور لفظ کا معنی پھینکنا ہے۔[۱]

رسول کریم ﷺ کے ارشادات وفرمودات کے ناقل صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں مجلس سجتی، قرب وجوار اور دور ودراز سے صحابہ آتے، بعض اس مجلس میں شرکت کرنے کے لیے ہمہ وقت چبوترۂ صفہ پر بیٹھے انتظار کرتے، مدینہ منورہ کا ماہِ کامل رسول اکرم ﷺ میر مجلس ہوتے، صحابہ اس ماہِ کامل کا ہالہ لیے ہوئے گوش برآواز ہوتے، ارشادات رسول ﷺ بغور سنتے۔ رسول کریم ﷺ جہاں تشریف لے جاتے اس قسم کی مجلسیں وہی سجنے لگتیں، کبھی کبھی اسفار وغزوات میں بھی یہ مجلسیں منعقد ہوتیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارشادات وفرمودات رسول ﷺ نہ صرف خود بغور سنتے، یاد کرتے، بلکہ غیر موجودین تک بھی پہنچاتے۔ علمائے ذوی الاحترام نے ان ارشادات کو حدیث رسول، خبر رسول، قول رسول وغیرہ نام دیا ہے۔

رسول کریم ﷺ اس خاک دان گیتی کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں رونق آرا ہوئے، صحابہ وتابعین کا عہد ہمایوں آیا، مجالس علمیہ کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا بلکہ اب یہ مجلسیں حرمین طیبین کے باہر بھی منعقد ہونی لگیں، ان مجلسوں کا دائرہ عرب وعجم تک وسیع ہوا، صحابہ وتابعین شمع مجلس ہوتے۔ تابعین وتبع تابعین ان کے گرد پروانوں کی طرح بیٹھتے، بغور سنتے، یاد کر لیتے اور بعض اپنی بیاض میں لکھ لیتے، ارشادات وفرمودات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوا، اہل علم وفضل نے ان کو ’’آثار صحابہ وتابعین‘‘ نام دیا۔

صحابۂ کرام کا عہد زریں ختم ہوا، تابعین وآئمۂ دین کا دور شروع ہوا۔ ان مجلسوں کا دائرہ تقریباً پوری دنیا میں پھیل گیا، ہر طرف علمی مجلسیں سجنے لگیں، مدارس اور دانش گاہیں وجود میں آنے لگیں، دین ومذہب کی تدوین وتہذیب ہونے لگی، مختلف علوم وفنون کے ذریعے مذہبی باریکیاں لکھی جانے لگیں، حالات وتقاضے کے مطابق اصول دین مرتب کئے جانے

---

[۱] نور الانوار، شیخ احمد ملا جیون، ص: ۱۲، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، سال اشاعت ۲۰۰۱ء۔

،تابعین اور ائمۂ دین کے فرمودات وارشادات کو ان کے شاگردوں نے یکجا کرنا شروع کیا، نتیجتاً موٹی کتابیں اور جلدیں مرتب ہونے لگیں۔ اصحاب دانش وبینش نے ان ارشادات وفرمودات کو''اقوال'' سے تعبیر کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد میمون جتنا دور ہوتا جارہا تھا، دلوں کی تاریکیاں اتنی دبیز ہوتی جارہی تھی، مفاسد عقائد واعمال اپنے بال وپر نکالنے لگے تھے، مجلسوں میں خالص مذہبی اور دینی علوم کے علاوہ عصری علوم کے نام پر خشک اور عقلی علوم نے اپنے کل پرزے بکھیرنا شروع کردئے تھے۔ ایسے نازک حالات میں صوفیہ صافیہ کا گروہ پوری ہمت اور جواں مردی کے ساتھ میدان عمل میں آیا۔ اشغال واعمال کے ذریعے پراگندہ قلوب واذہان کو صیقل کرنا شروع کیا، اپنی مجلسوں کو خالص دینی ومذہبی علوم سے آراستہ کرنے کی کوشش کی۔ ان کی تعلیمات اور اخلاقی بلندی سے متاثر ہوکر متلاشیان حق کی بھیڑ اکٹھی ہونے لگی، ان صوفیائے کرام کی مجلسی باتوں کو ان کے متبعین نے قلم بند کیا، ان کے ارشادات وفرمودات کو یکجا کرکے کتابی شکل دی، ان ارشادات کو اہل علم ودانش نے ''ملفوظات'' نام دیا، یہی سے ملفوظاتی ادب نے اپنا وجود پایا، دانش کدوں اور علم گاہوں میں ان ملفوظات پر مختلف زوایہ سے تحقیق وتدقیق کا کام شروع ہوا۔

صوفیائے کرام کے ملفوظات علوم ومعانی کے خزینے ہوتے ہیں، دلوں کو گرمانے والے اور ذہن وفکر کو روشن کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ بہترین علمی اثاثہ ہیں، انمول اور گراں مایہ خزانہ ہیں، ان سے اس دور کے سیاسی، سماجی اور علمی حالات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ تاریک دلوں کو ہدایت کی روشنی اور گم گشتگانِ راہ ضلالت کو راہ ہدایت ملتی ہے۔

اولیائے صالحین کے فرمودات وارشادات کو قلم بند کرنے کی روایت بہت پرانی ہے۔ اصحاب قرطاس وقلم نے ہمیشہ ان ارشادات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے اور اپنی تصنیفات وتالیفات میں نمایاں مقام دیا ہے۔ قارئین باذوق کے لیے چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

امام ابوقاسم عبد الکریم قشیری علیہ الرحمہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''رسالہ قشیریہ'' میں صوفیا کے اقوال وارشادات کو مختلف ابواب تصوف کے ضمن میں محفوظ کیا ہے۔

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'' میں ہزاروں اولیائے صالحین کے اقوال وارشادات کو حسن ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے۔

مخدوم امم سید علی حسنی غزنوی المعروف- داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ نے ''کشف المحجوب'' میں اولیائے صالحین کے فرمودات وارشادات کو عمدہ پیرایۂ بیان میں نقل کیا ہے۔اسی طرح حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ الرحمہ نے ''احیاء العلوم'' میں، امام بیہقی شافعی علیہ الرحمہ نے ''شعب الایمان'' میں، امام سراج الدین ابوحفص ابن الملقن علیہ الرحمہ نے ''طبقات الاولیاء'' میں اور امام عبدالرحمن سلمی علیہ الرحمہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''طبقات الاولیاء'' میں ارشادات صوفیا صافیہ کو نقل کیا ہے۔

صوفیائے صالحین کے ملفوظات پر اہل ذوق نے بڑے اہتمام کے ساتھ مستقل کتابیں تحریر کی ہیں۔مختلف سلاسل تصوف کے بعض ملفوظاتی کتب کے نام اولیائے صالحین سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کے درج کئے جاتے ہیں:

چشتی ملفوظات:

[1] **انیس الارواح** -ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ؛ مرتب-خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ۔

[2] **گنج الاسرار** -ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ؛ مرتب-خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ۔

[3] **اسرار الاولیا** -ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ؛ مرتب-خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ۔

[4] **بحر الحقائق** -ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ؛ مرتب- خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ۔

[5] **دلیل العارفین** -ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ؛ مرتب-خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ۔

[6] **فوائد السالکین** - ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ؛ مرتب-

خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ۔

[7] **راحة القلوب** - ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ؛ مرتب- محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ۔

[8] **اسرار الاولیا** - ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ؛ مرتب- سید الواصلین مولانا بدر الدین اسحاق علیہ الرحمہ۔

[9] **فوائد الفواد** - ملفوظات محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ؛ مرتب- امیر حسن علا سجزی معروف بہ خواجہ حسن دہلوی علیہ الرحمہ۔

[10] **راحت المحبین** - ملفوظات محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ؛

[11] **سرور الصدور ونور البدور** - ارشادات نبیرۂ جانشین اول سلطان التارکین حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ، حضرت فرید الدین چاک پیراں چشتی ناگوری علیہ الرحمہ؛ مرتب- حضرت محی الدین عبد القادر المخاطب بہ سعیدی بزرگ علیہ الرحمہ۔

[12] **رفیق العارفین** - ملفوظات شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمہ؛ مرتب- شیخ فرید ابن سالار بن محمد بن محمود عراقی علیہ الرحمہ۔

[13] **لطائف اشرفی فی طوائف صوفی** - ملفوظات غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ؛ مرتب- شیخ نظام الدین غریب یمنی علیہ الرحمہ۔

[14] **مجالس کلیمی** - ملفوظات شاہ کلیم اللہ شاہ جہانپوری دہلوی علیہ الرحمہ؛ مرتب- شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی علیہ الرحمہ۔

[15] **احسن الشمائل** - ملفوظات شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی علیہ الرحمہ؛ مرتب- کم گار خان رحمہ اللہ۔

[16] **فوائد** - ملفوظات شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی علیہ الرحمہ؛ مرتب- کم گار خان رحمہ اللہ۔

[17] **فخر الطالبین** - ملفوظات شیخ فخر الدین دہلوی علیہ الرحمہ؛ مرتب- نصر الدین حسین خان فخری چشتی علیہ الرحمہ۔

دکنی چشتی ملفوظات

[1]**احسن الاقوال**-ملفوظات برہان الدین غریب علیہ الرحمہ؛مرتب- حماد الدین کاشانی علیہ الرحمہ۔

[2]**غرائب اکرامات وعجائب المکاشفات**- ملفوظات برہان الدین غریب علیہ الرحمہ؛مرتب-مجد الدین کاشانی علیہ الرحمہ۔

[3]**نفائس الانفاس**-ملفوظات برہان الدین غریب علیہ الرحمہ؛مرتب-رکن الدین دبیر کاشانی علیہ الرحمہ۔

[4]**ھدایت القلوب وعنایة علام الغیوب** -ملفوظات خلیفۂ برہان الدین غریب حضرت زین الدین شیرازی علیہ الرحمہ]؛مرتب-میر حسن علیہ الرحمہ۔

[5]**جوامع الکلم** -ملفوظات بندہ نواز گیسودراز سید محمد حسینی چشتی علیہ الرحمہ؛مرتب-خواجہ محمد اکبر حسینی علیہ الرحمہ۔

[6]**ملفوظات یداللہ حسینی**-نبیرۂ بندہ نواز علیہ الرحمہ۔

[7]**مجالس حسنیہ**-ملفوظات خواجہ محمد چشتی احمد آبادی علیہ الرحمہ؛مرتب-خواجہ محمد چشتی علیہ الرحمہ۔

شطاری ملفوظات

[1]**معدن الاسرار**-ملفوظات حضرت علاء قاضن شطاری علیہ الرحمہ؛مرتب-میر سید علی منجھن شطاری راج گیری علیہ الرحمہ۔

[2]**ملفوظات رکن الدین شطاری**- ملفوظات شاہ رکن الدین شطاری علیہ الرحمہ؛مرتب-میر امام الدین شطاری راجگیری علیہ الرحمہ۔

[3]**ملفوظات شریفہ** -ملفوظات شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی علیہ الرحمہ؛مرتب-محمد بن فضل الدین برہان پوری علیہ الرحمہ۔

فردوسی ملفوظات

[1]**معدن المعانی**-ملفوظات مخدوم جہاں شرف الدین یحیٰ منیری علیہ الرحمہ؛

مرتب-مخدوم زین بدرعربی فردوسی علیہ الرحمہ۔

[2]**خوان پُرنعمت** -ملفوظات مخدوم بہار علیہ الرحمہ؛مرتب- مخدوم زین بدرعربی فردوسی علیہ الرحمہ۔

[3]**راحت القلوب** -ملفوظات مخدوم بہار علیہ الرحمہ؛مرتب- مخدوم زین بدرعربی فردوسی علیہ الرحمہ۔

[4]**مخ المعانی**-ملفوظات مخدوم بہارعلیہ الرحمہ؛مرتب-مخدوم زین بدرعربی فردوسی

[5]**گنج لا یفنی**-ملفوظات مخدوم بہارعلیہ الرحمہ؛

[6]**فوائدغیبی**-ملفوظات مخدوم بہارعلیہ الرحمہ؛

[7]**مغز المعانی**-ملفوظات مخدوم بہار علیہ الرحمہ؛مرتب- شیخ شہاب الدین عماد فردوسی علیہ الرحمہ۔

[8]**مونس المریدین**-ملفوظات مخدوم بہارعلیہ الرحمہ؛مرتب- صلاح الدین داؤد علیہ الرحمہ۔

[9]**مونس القلوب**-ملفوظات مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسی علیہ الرحمہ؛مرتب- قاضی شہ بن خطاب بہاری علیہ الرحمہ۔

[10]**تحقیقات المعانی**-ملفوظات شیخ احمد آموں فردوسی علیہ الرحمہ؛مرتب- شیخ ارزانی فردوسی علیہ الرحمہ۔

[11]**مطلوب المبارک**-ملفوظات شیخ احمد آموں فردوسی علیہ الرحمہ؛مرتب-شیخ مبارک فردوسی علیہ الرحمہ۔

سہروردی ملفوظات

[1]**خلاصة الالفاظ-جامع العلوم**-ملفوظات مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری سہروردی علیہ الرحمہ؛مرتب-سید علاء الدین علی بن سعد قریشی حسینی علیہ الرحمہ۔

[2]**خزنة الفوائد الجلالیه**-ملفوظات مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری سہروردی علیہ الرحمہ؛مرتب-شیخ احمد بہا بن یعقوب البہٹی علیہ الرحمہ۔

[3]**خزانة جواهر الجلالیه**-ملفوظات مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری سہروردی

علیہ الرحمہ؛ مرتب- شیخ فضل اللہ بن ضیاء عباسی علیہ الرحمہ۔

[4] **سراج الهدایه**- ملفوظات مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری سہروردی؛ مرتب- احمد برنی علیہ الرحمہ۔

[5] **تحفة السرائر**- ملفوظات مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری سہروردی علیہ الرحمہ؛ مرتب- محمد فخر غزنوی۔

ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی جمع وترتیب ملفوظاتی ادب کے دائرہ میں نہیں آتی۔ شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اگرچہ بعض ملفوظات کو اپنے شیخ ووالد حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ سے براہ راست سن کر نقل کیا ہے مگر ان کی ترتیب مجالس کے اعتبار سے نہیں ہے۔

ہم نے اس کتاب کی جمع وترتیب کے لیے جو منہج اختیار کیا ہے وہ یہ ہے:

1- اقوال وارشادات مخدوم العالم کو اصل فارسی کتابوں سے من وعن نقل کرنی کی کوشش کی گئی ہے۔

2- فارسی عبارتوں کا ترجمہ بہت حد تک مترجم نسخوں سے لیا گیا ہے۔

3- قرآنی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے نقل کیا گیا ہے۔

4- جو قول یا ارشاد کسی پس منظر یا واقعہ کی روشنی میں صادر ہوا ہے وہ پس منظر یا واقعہ بیان کردیا گیا ہے۔

5- مضامین ارشادات کی توضیح وتشریح کردی گئی ہے۔ اگر کسی مضمون میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے تو اسے بیان کردیا گیا ہے۔

6- جدید طریقۂ تحقیق کے مطابق حوالوں میں کتاب ومصنف کے نام، صفحہ وجلد کا تعین اور مطبع وسال اشاعت کا التزام کیا گیا ہے۔

محنت وکاوش کے ان اعمال کو سرانجام دیتے وقت قدم قدم پر ہمارے محب گرامی قدر عالی جناب بشارت علی صدیقی اشرفی حیدرآبادی، حال مقیم جدہ حجاز مقدس کا ساتھ رہا ہے۔ لفظوں کے سہارے ان کا شکریہ ادا کرنا ان کی مہربانیوں کے مقابل بہت ہلکا سا لگے گا، ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم ان کو عروج وترقی کی آخری منزل پر فائز کرے۔

ہماری یہ حقیر کاوش اپنے آپ میں کچھ بھی ہے، البتہ معرفت وسلوک کے اکابر شیوخ، یونیورسیٹیز کے پروفیسرز حضرات اور مسند نشیں مفتیان کرام نے اپنے کلمات تصدیق سے اسے مزین کر کے وقعت دے دی ہے، ان سبھوں کا م ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہیں۔ اللہ کریم ان کا سایہ ہم پر دراز تر کرے۔

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ آپ جب اس کتاب کا مطالعہ کریں، کوئی کمی نظر آئے، مطلع کریں، ہمیں آپ کے اس عمل سے بے حد خوشی ہوگی۔

فجزا کم اللہ خیرا۔

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

خادم طلبہ ومدرسین وخادم علم حدیث وفقہ

دارالعلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام،

التفات گنج، امبیڈکرنگر

❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ علاء الحق پنڈوی
ایک مختصر تعارف

پیدائش وجائے پیدائش

صاحب ارشادات عالیہ، قطب الاقطاب، مخدوم العالم، علاء الحق والدین، شیخ عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ کی پیدائش سن ۷۰۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء میں ہوئی۔ آپ کی جائے پیدائش کی تعیین میں مؤرخین کا اختلاف ہے، بعض حضرات نے پنڈوہ اور بعض نے لاہور لکھا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کی پیدائش لاہور میں ہوئی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے اس قول سے جائے پیدائش کا تعین ہوتا ہے:

''دار الخلافت جنت آباد عرف گور میں سادات عالیہ رہتے ہیں جو قطب الاولیائے محققین ولُبُّ الاصفیائے مدققین مخدومی مولائی سندی حضرت شیخ علاء الحق قدس اللہ روحہ کے ہمراہ ولایت لاہور وملتان سے آئے تھے۔''[۱]

حسب ونسب:

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا نسب صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ: ''معارج الولایت کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

---

[۱] مکتوبات اشرفی، سید اشرف جہانگیر سمنانی، ترجمہ: سید شاہ ممتاز اشرفی، مکتوب ۳۲، ص: ۳۳۸، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی ٹاون، کراچی پاکستان۔

''علاء الدین صحیح النسب قریشی تھے۔آپ کا نسب نامہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔''[۱]

آپ کے والد کا نام اصح روایت کے مطابق اسعد تھا۔اخبار الاخیار، خزینۃ الاصفیا اور دیگر معتبر کتابوں میں یہی نام لکھا ہے۔

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا نسب نامہ کسی کتاب میں ہمیں نہیں ملا، البتہ لاہور میں آپ کے خانوادہ کی بڑی شہرت تھی، خاندانی وجاہت وعظمت عیاں تھی، علمی، مذہبی، سماجی اور سیاسی بلندیاں حاصل تھیں۔درج ذیل عبارت اس کی نشاندہی کرتی ہے۔

حضرت محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی لکھتے ہیں:

''ساتویں صدی ہجری میں لاہور میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسل سے ایک مشہور خاندان آباد تھا، قدرت نے اس خاندان کو اپنی نعمتوں کے لیے منتخب فرمالیا تھا اور خاندان کا ہر فرد اسلام کا نمونۂ حسنہ بنا ہوا تھا، ہر خاص و عام ان گھرانوں کا دلدادہ تھا اور بڑے بڑے سلاطین زمانہ علمی مجلس کی زینت کے لیے اسی خاندان کو مدعو کرتے تھے۔اس برگزیدہ خاندان میں مولانا اسعد کا طوطی زیادہ بولتا تھا، مولانا اسعد کے صاحبزادہ کا علمی تبحر اور دینی بلندی کا ارتقاء اس درجہ پہونچ گیا تھا کہ لوگ ان کو علاء الحق والدین کہتے تھے اور آپ کی قدم بوسی کی آرزو شاہان زمانہ کرتے تھے، غرض کہ پورا لاہور مولانا علاء الحق کے عزت وفضل کی آواز بازگشت سے گونج رہا تھا۔اور آپ کا زہد وتقوی ضرب المثل ہو رہا تھا چونکہ آپ کا گھر اسلامی سلطنت کے قیام کا زیب ورکن تھا؛ لہذا سامان دنیا اللہ کا دیا بہت کچھ تھا اور خدا کے فضل سے امیرانہ وشاہانہ زندگی بسر ہوتی تھی، اسی لیے کسب کمال میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ تھی اور ہر طرح سے دن دونی رات چوگنی ترقی بڑھتی جاتی تھی!''[۲]

بنگال کی سیاست میں خانوادئہ علائیہ کی حصہ داری

مخدوم العالم حضرت شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا حکومتی امور میں بڑا عمل دخل تھا۔مؤرخین نے وزرائے حکومت میں آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل کیا ہے۔

---

[۱]۔خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور لاہوری، ج:۲، ص:۲۴۶، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

[۲]۔ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/جون ۱۹۲۴ء۔کچھوچھہ مقدسہ۔

سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری لکھتے ہیں کہ:

’’مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی چشتی مرید شیخ سراج الحق عثمانی کے ہیں، اور والد آپ کے عمر بن اسعد لاہوری ہیں، بعہدۂ وزارت بخطاب عمید الملک سرکار بادشاہ بنگالہ مامور تھے اور کل اقربا و اعزا آپ کے امرائے سلطنت بنگالہ سے تھے، جب آپ مرید و خلیفہ اخی سراج الحق خلیفۂ سلطان نظام الدین کے ہوئے، عہدۂ وزارات کو چھوڑ دیا اور بجائے آپ کے اعظم خان پسر بزرگ حضرت مامور ہوئے۔‘‘[۱]

سید ابوالحسن مانک پوری صاحب کا مذکورہ دعوی اہل فکر و نظر اور تاریخ دانوں کو دعوت تحقیق دے رہا ہے، کیوں کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولادت ۷۰۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے آئینۂ ہند شیخ عثمان اخی سراج الدین علیہ الرحمہ سے ماقبل ۷۲۵ھ شرف بیعت حاصل کیا اور اسی کے ساتھ دنیاداری سے مکمل دست بردار ہو گئے۔ یعنی اپنی عمر کی زیادہ سے زیادہ چوبیس منزلیں طے کی تھیں کہ درویشی اختیار کر لی۔ اس قلیل مدت میں آپ نے کمالاتِ دینی و دنیاوی حاصل کئے، شادی ہوئی، صاحب اولاد ہوئے اور آپ کا صاحبزادہ حکومتی عہدہ کا اہل بھی ہو گیا!؟ اتنی قلیل مدت میں یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا؟ ہمارے پاس سید صاحب کے دعوی سے اتفاق کر پانا مشکل ہے اور عدم اتفاق کے مضبوط دلائل بھی نہیں ہیں۔

خانوادۂ علائیہ کے بارے میں سید ابوالحسن مانک پوری کا بیان قارئین نے پڑھ لیا ہے کہ: ’’کل اقربا و اعزا آپ کے امرائے سلطنت بنگالہ سے تھے۔‘‘ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ بیان بھی ملاحظہ کر لیں:

’’ذرا حضرت مولانا علاء الحق والدین کو دیکھو، والد ماجد سلطنت غوریہ کے مالیات کے وزیر اعظم ہیں۔ برادران خاندانی میں کوئی وزیر، کوئی امیر اعلیٰ، اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، اس عظیم الشان اسلامی دولت کے ارکان اسی خاندان کے افراد ہیں، اُن کے محل سرا تک کسی کے سلام کی بھی رسائی نہیں ہے، اُن کے چشم و آبرو کے اشاروں پر ہزاروں سر قربان ہونے کو تیار ہیں، وہ خود ظلِّ سلطانی کے نیچے اور اُن اور اُن کے سایہ کے نیچے انسان کا ایک جم غفیر، وہ

---

[۱] ۔ سید شاہ ابوالحسن، آئینۂ اودھ، ص:۱۶۹، مطبوعہ مطبع نامی کانپور، سن اشاعت ۱۳۰۳ھ۔

جس کے سلام کو قبول کرلیں اُس کی سات پُشت اس پر ناز کرے، وہ جس کی بات کو سن لیں چودہ پُشت اُس کی فخر کرے، وہ جس راستہ پر نکلیں وہاں آنکھیں فرشِ راہ ہو جائیں، وہ جس گلی میں چلیں وہاں اقرار اطاعت کے دامن بچھ جائیں۔غرض وہ گھرانا جس کے لیے وعدہ فرمادینا نقد ہے۔''[۱]

بنگال کی سیاست میں حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی ذاتی شراکت سے انکار کا امکان موجود ہے، البتہ آپ کے نسبی وصہری افرادِ خاندان ورشتہ داروں کی حصہ داری سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا بیان صفحات تاریخ نے اپنے سینے میں محفوظ رکھا ہے جو قول فیصل کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اہلِ خاندان اور سسرال والوں کے بارے میں غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ نے بہت کچھ بیان کیا ہے، آپ کے بقول یہ حضرات عہدہ درانِ حکومت تھے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''خسر پورگان منصب وزارت وصدارت داشتند۔'' آپ کے سالے منصب وزارت پر فائز تھے۔[۲]

حضرت مخدوم العالم کا علمی مقام

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ علم وفضل میں ایسا کمال رکھتے تھے کہ صاحبانِ علم وفضل اور اہل جبہ ودستار آپ کے در کی جبہ سائی کرنا اپنی فیروزبختی سمجھتے تھے، آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم وفاضل، مفتی وفقیہ، مفسر ومحدث، نحوی وصرفی، اور خطیب وداعی تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم ظاہری کے ساتھ علم لدنی بھی عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ ۱۰۱۴ھ میں لکھی گئی کتاب گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ آپ کو علم لدنی حاصل تھا، چنانچہ شیخ محمد غوثی شطاری ماندوی لکھتے ہیں کہ:

''علاء الحق، مخدوم العالم، علاء الدین تل بنگالی آپ کا لقب ہے، آپ دونوں جہان

---

[۱]۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔کچھوچھہ مقدسہ۔

[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶، ص:۱۸۰، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، سال اشاعت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

کے امام تھے اور درسی ولدنی دونوں علم آپ کو حاصل تھے۔''[۱]

شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو فقہ واصول فقہ اور علوم عربیہ وغیرہ پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ مصنف نزھۃ الخواطر نے لکھا ہے کہ:

''الشیخ العالم الکبیر عمر بن اسعد اللاھوری الشیخ علاء الدین البنڈوی أحد العلماء المبرزین فی الفقه والاصول العربیة، کان والده وزیرا لبعض الملوك فی بنگالة ولذالك حصل له الجاه العظیم عند الملوك والأمراء وصار کبیر المنزلة عندهم وطار صیته فی الآفاق، وکان یدرس ویفید، أخذ عنه کثیر من الناس۔''

عالم کبیر شیخ عمر بن اسعد لاہوری معروف بہ شیخ علاء الدین پنڈوی فقہ، اصول اور عربی ادب کے علمائے کاملین میں سے تھے، ان کے والد شاہِ بنگال کے وزیر تھے، اس لیے امراء وسلاطین کے نزدیک ان کی بڑی وجاہت اور قدر ومنزلت تھی، ان کی شہرت پوری دنیا میں تھی، وہ درس دیتے اور فائدہ رسانی کرتے تھے، کثیر لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا۔''[۲]

شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے خود اپنے علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی سے کہا تھا کہ میں ایک پھل دار درخت ہوں جسے ہلاؤ تو تمہیں علم وحکمت کے پھل ملیں گے۔

حضرت سید وحید اشرف کچھوچھوی لکھتے ہیں کہ:

''آیات قرآنی کی تفسیر اور فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے نکات مجھ سے حاصل کرلو، میں ایک پرُ بار درخت ہوں جسے ہلاؤ تو تمھیں عجیب وغریب پھل ملیں گے۔''[۳]

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا علمی رعب ودبدبہ علمائے زمانہ پر اس قدر حاوی تھا کہ آپ کے پیرومرشد مصنف ہدایت النحو، آئینۂ ہندوستان، اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ واقعۂ بیعت سے پہلے آپ کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے۔

---

[۱]۔ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، محمد غوثی شطاری ماندوی ترجمہ فضل احمد جیوری، ص: ۴۰۱، ناشر دار النفائس کریم پارک لاہور، سن اشاعت ۲۴۱۷ا۔

[۲]۔ نزھۃ الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، عبدالحی لکھنوی، ج: ۲، ص: ۱۸۱، ناشر دار ابن حزم بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۹ / ۱۴۲۰۔

[۳]۔ حیات مخدوم اشرف سمنانی، سید وحید اشرف، ص: ۵۷، ناشر مصنف خود، سن اشاعت ۱۹۷۵ء، بحوالہ مکتوبات اشرفی ہفتاد وپنجم۔

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری نے لکھا ہے کہ:

''جن دنوں شیخ آئینہ ہند اخی سراج الدین حضرت خواجہ محبوب الٰہی سے خرقۂ خلافت پاکر جدا ہونے لگے تو آپ نے آپ کی خدمت میں استدعا کی کہ یہاں ایک عالم دین اور دانشور مفکر [شیخ علاء الحق پنڈوی] ہے جس سے ہمیں تاب بحث ومناظرہ نہیں ہے، وہ عام طور پر مسائل دینیہ پر گفتگو کرنے آجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: فکر نہ کرو، وہ ایک دن آپ کا مرید ہوجائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''[۱]

طرز زندگی اور لقب گنج نبات

مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ بڑے شاہانہ انداز میں رہا کرتے تھے، اپنے آپ کو گنج نبات (مٹھائی کا خزانہ) کہلاتے تھے، اس لقب کو اختیار کرنے کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما تھے؟ اس سلسلے میں مؤرخین نے الگ الگ وجوہات اور روایات لکھی ہیں: شیخ عبدالرحمن چشتی نے مرآۃ الاسرار میں، مرزا محمد اختر دہلوی نے تذکرۂ اولیائے برصغیر میں اور شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی نے بحر زخار میں لکھا ہے کہ:

شیخ علاء الحق پنڈوی وفور علم، کثرت اطلاع، زہد وتقوی، جاہ ومنزلت اور احتشامِ دولت کی وجہ سے اپنے آپ کو گنج نبات کہلاتے تھے، محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے لکھا ہے کہ:

''بعضوں کے خیال میں آپ کو گنج نبات سب سے پہلے آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اظہارِ عقیدت کے طور پر کہا تھا جس کو غیبی قبولیت کا تاج عطا ہوا اور آپ کا یہ لقب زبان زد ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال!''[۲]

شیخ علاء الحق پنڈوی اور سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی

سلطان المشایخ محبوب الٰہی، حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ باخبر ولی کامل

---

[۱] ۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۶، مکتبہ نبویہ لاہور۔

[۲] ۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۸؛ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ/ اگست ۱۹۲۴ء۔ کچھوچھہ مقدسہ۔

تھے،انہیں شیخ علاء الحق پنڈوی کا علم تھا، وہ جانتے تھے کہ شیخ علاء الحق پنڈوی اپنی جلالت علم، شاہانہ شان وشوکت، زہد وتقوی اور سخاوت وفیاضی پر خوب نازاں ہیں؛ لیکن جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے آپ کو گنج نبات کہلانا شروع کر دیا ہے، تو ان کو ناگوار لگا، طبیعت میں اضمحلال پیدا ہوا، کیوں کہ ان کے پیر ومرشد شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود علیہ الرحمہ کا لقب گنج شکر تھا اور کوئی ان سے بڑا لقب اختیار کرے یہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ کو پسند نہیں تھا۔ آپ کی زبان سے ایک جملہ نکلا اور اسی ایک جملہ نے شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے وجود مسعود کو ہلا کر رکھ دیا۔

مصنف بحر زخار تحریر فرماتے ہیں کہ:

''چوں ایں خبر بحضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا احمد رسید کہ از وفور علم دیگر دوست لقب گنج نبات برآمدہ، از سر غیرت فرمود: ایشاں گنج نبات و پیر من گنج شکر! زبانش تل باد، فی الفور زبانش تل شد، بعد از مدت کہ بحلقۂ ارادت شیخ سراج خلیفۂ سلطان المشائخ درآمد شفا یافت۔''

جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا احمد کو یہ خبر پہنچی کہ کسی دوست نے وفور علم کی وجہ سے گنج نبات لقب اختیار کیا ہوا ہے تو آپ نے غیرت میں آکر فرمایا: میرا پیر گنج شکر اور یہ گنج نبات! اس کی زبان گنگ ہوجائے! فوراً مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی زبان گنگ ہوگئی، جب خلیفۂ سلطان المشائخ حضرت اخی سراج کے مرید ہوئے تو شفا مل گئی۔[۱]

صاحب خزینۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ:

''آپ کی یہ بود وباش اور جاہ وجلال کی خبریں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اللہ کو پہنچیں تو آپ نے غصے میں فرمایا کہ: میرا پیر گنج شکر ہے اور وہ مصری کا خزانہ! مگر (میرے پیر کے اندر) تکبر کی بو تک نہیں، یہ شخص اپنے آپ کو گنج شکر سے بھی اعلی اور برتر خیال کرتا ہے، یا اللہ! اس کی زبان کو لگام دے، کہتے ہیں کہ: یہ بات کہتے ہی علاء الدین کی زبان

---

[۱] ۔ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر ذخار، ص:۵۰۱، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔

گنگ ہوگئی، لیکن جب سراج الدین اخی سے بیعت ہوئے تو زبان کھل گئی۔"[۱]

ع: عیادت کو آئے شفا مل گئی

بیعت وخلافت

مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے علم وعمل، تقویٰ پرہیزگاری اور مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کا چرچا چاروں طرف عام ہو چکا تھا۔ سینہ کمالِ علم سے اور ذہن جلالِ فضل سے آراستہ تھا۔ علماء ومشائخ اور ارباب حل وعقد ان کے در کی دربانی، اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے، اہل جبہ ودستاران کی چوکھٹ کی جبیں سائی، اپنی فیروزمندی گردانتے تھے۔ ان کی ذات ایسی تھی جن کے سامنے لب کشائی کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ وہ ایسی ذات تھی جن کا ذکر ہر ایک کیساتھ تھا مگر وہ ان میں ممتاز تھے۔ وہ سب سے آگے تھے ان سے آگے کوئی نہ تھا۔ انہوں نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور کوئی ان کا پیچھا نہ کر سکا۔ وہ سب سے منفرد، ہر فہرست میں سرفہرست، کسی فہرست میں مؤخر نہیں تھے۔ ان کی ذات میں زمانے کی ساری عظمتیں جمع تھیں۔

وہ زاہدوں، مرتاضوں اور عابدوں کے رہنما وقائد تھے، حکمراں وتخت نشینوں کے امیر تھے، لیکن ان کی قیادت ورہنمائی علماء جیسی تھی، ان کا عدل وانصاف قاضیوں جیسا تھا اور ان کا یقین وایقان عارفین باللہ جیسا تھا۔

وہ سمجھ دار عالم، صائب رائے فقیہ اور صاحب بصیرت مدبر تھے، ان کا علم حکومت کی وجہ سے بے کار نہیں ہوا، ان کا تفقہ اقتدار کی وجہ سے نہیں ڈگمگایا، اور ان کے فیصلوں نے اپنے متبعین کی رضامندی کی خاطر کسی پر ظلم نہیں کیا۔

وہ ہمہ جہت ذات تھی، ہر خوبی ان میں موجود تھی، بتقاضۂ بشریت اگر ان میں کوئی نقص تلاش کیا جاتا تو ان کا جلال اور ان کی ناز وادا کے علاوہ کچھ نہ ملتا، رحمت خدا ان کی اس ناز وادا کو بھی تبدیل کرنا چاہتی تھی، انھیں رنگ تصوف میں دیکھنا پسند کرتی تھی، چنانچہ اللہ کریم کی رحمت ان پر نازل ہوئی کہ سلطان المشائخ سید محمد نظام الدین اولیا نے آئینۂ ہندوستان

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۶، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

اخی سراج الدین عثمان کو ان کے پاس مرشد کی حیثیت سے بھیج دیا، یہیں سے ان کی حیات میں انقلاب آ گیا اور بیعت وخلافت کے بعد ان کے رنگ جلال میں جمال گیا، علم باطن وتصوف، آداب طریقت وسلوک اور منازل ہجر ووصال کی جانب توجہ بڑھ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سرخیل مشائخ ہو گئے، شیخ العالم بن گئے۔ سلطان المرشدین، مخدوم العالم، گنج نبات جیسے القابات سے نوازے جانے لگے۔

بدلتے وقت نے بدلے مزاج بھی کیسے　　　　تیری ادا بھی گئی میرا بانکپن بھی گیا

شیخ کی خدمت

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ:

''جن دنوں شیخ عمر علاء الحق حضرت شیخ سراج الدین اخی قدس سرہ کی خدمت میں سرفراز ہوئے اور دنیاوی خواہشات اور مال ومنال سے دست برداری کا اعلان کیا، تو وہ اپنے پیرومرشد کے سفر میں ہم سفر رہتے، درویشوں کے لیے طعام پکا کر ساتھ ہوتا، یہ گرم گرم دیگچہ حضرت شیخ علاء الحق سر پر رکھ لیتے اور حضرت کے ساتھ ساتھ چلتے، اس دیگچے کی گرمی سے آپ کے سر کے بال جھڑ گئے تھے، حضرت شیخ اخی سراج اکثر اوقات ان مقامات سے بھی گذرتے جہاں شیخ علاء الحق کے رشتہ دار بڑی شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے، لیکن آپ ننگے پاؤں اپنے شیخ کی سواری کے ساتھ ساتھ چلتے، مگر اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کو اس شان وشوکت میں دیکھ کر حضرت علاء الحق پر کوئی دنیاوی تاثر نہ ہوتا اور آپ خوش خوش یہ خدمت سرانجام دیتے رہتے۔''[۱]

صرف اتنا ہی نہیں کہ حضرت شیخ پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیرومرشد علیہ الرحمہ کے خورد ونوش کا انتظام سنبھالا، بلکہ آپ نے قلی گیری کے ساتھ ساتھ کہاروں جیسا کام بھی انجام دیا۔ اپنے پیرومرشد کی پالکی کے دائیں ہاتھ کا ڈنڈا اکثر آپ کے کاندھے پر ہوتا تھا اور آپ اسی حالت میں اپنے خاندان وسسرال والوں کے محلوں کے قریب سے بارہا گذرا کرتے تھے، لیکن آپ کی پیشانی پر کوئی بل نہیں آتا تھا۔

[۱] ۔ خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور لاہوری، ج:۲، ص:۲۴۷، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

ع: جب دل ہی نہیں ہے پہلو میں پھر عشق کا سودا کون کرے

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''شیخ سراج الحق قدس سرہ حضرت مخدومی کی نسبت کمال درجہ لطف ومہربانی فرمایا کرتے تھے، لیکن ان سے خدمت اس حد تک لیتے تھے کہ اکثر اوقات حضرت سراج الحق پالکی میں سوار ہوجاتے اور سیر کو نکل جاتے۔ حضرت مخدومی پالکی کا سیدھا ہاتھ کا ڈنڈا اپنے کاندھے پر رکھ کر دور تک پالکی لے جاتے تھے۔''[۱]

سخاوت وفیاضی اور پنڈوہ شریف سے جلاوطنی

مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی اور بخشش وکرم عام تھی، ہر خطہ میں اس کی شہرت تھی، رفتہ رفتہ اس کی شہرت دربار سلطانی تک پہنچی، خبر سنتے ہی بادشاہ وقت کو حیرانی ہوئی، اس نے اس بے پناہ سخاوت وفیاضی کو اپنی سلطنت وحکومت کے لیے بہتر نہیں سمجھا، حواس باختہ ہوکر آپ کو پنڈوہ شریف چھوڑ دینے کا حکم صادر کردیا۔

مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''آپ کی خانقاہ میں بہت خرچ تھا، ہزاروں آدمی، خادم ومسافر آتے اور رہتے تھے، سب کو کھانا ملتا تھا، اور جو کچھ جو مانگتا آپ اس کو عطا کرتے، جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اس کو رشک ہوا، وزرا سے کہا کہ: میرا خزانہ اس کے خرچ کے آگے ناچیز ہے ایسے شخص کا کہ جو اس قدر خرچ کرتا ہے اپنے شہر میں رکھنا مصلحت نہیں، آخر حضرت بحکم شاہ وہاں سے اٹھ کر سنار گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے اور خادم کو حکم کیا کہ آج سے دونا خرچ کیا جائے کہ خار چشمِ حاسدوں میں بہتر ہے۔''[۲]

تبلیغ واشاعت دین

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولایت پر علماء ومشائخ کا اجماع

---

[۱] لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، حضرت نظام یمنی، ترجمۂ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

[۲] تذکرۂ اولیائے برصغیر معروف بہ تذکرۂ اولیائے ہندوپاکستان، مرزا محمد اختر دہلوی، جلد اول، ص:۱۹۵، ناشر ملک اینڈ کمپنی لاہور، سن اشاعت ندارد۔

ہے۔آپ نے اپنی پوری زندگی دین حق کی تبلیغ واشاعت میں گزاردی۔سلسلۂ چشتیہ کی تعلیمات سے آپ کے ذریعہ کثیر تعداد میں لوگوں نے ہدایت پائی۔حق سے غافل ہزاروں نے قبول اسلام کیا۔علماء وفضلاء کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ ہزاروں نے اپنی گناہ سے ملوث زندگیوں میں تبدیلیاں پیدا کیں اور نیکی و پارسائی کی طرف راغب ہوئے۔آپ کے عمل اور طرز تربیت سے،گنواروں کو تہذیب، ناعقلوں کو عقل، بے علموں کو علم، گناہگاروں کو رغبت نیکی، تاریک عملوں کو شوق عمل اور بدکرداروں کو حسن اخلاق کی دولت نصیب ہوئی۔گمراہ شخص ہدایت یافتہ ہوگیا، کامل اکمل بن گئے،ادنی اعلی ہوگئے اور اعلی بلندی کی آخری منزل کی طرف گامزن ہوئے۔

اثر ہے یہ ہماری دستکوں کا　　　جہاں دیوار تھی در ہوگیا

وصال وجانشینی

حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی کے سال وصال میں کافی اضطراب ہے۔ چار اقوال سے زائد ہمارے پیش نظر ہیں۔آپ کا وصال ۸۰۰ھ/ ۱۳۹۸ءاور ۷۸۰ھ/ ۱۳۷۸ءدرمیان کسی سال میں ہوا، البتہ ۷۸۰ھ والی روایت زیادہ موافق ہے۔مزار پاک پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، مغربی بنگال میں زیارت گاہ عام ہے، ۲۲ تا ۲۴ رجب المرجب عرس کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی اور صاحب زادہ وجانشیں شیخ احمد نورالحق والدین معروف بہ نور قطب عالم علیہما الرحمہ نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا۔سوانحی حالات کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب **”حیات مخدوم العالم“** کا مطالعہ فرمائیں۔

باب اول

ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی
بروایت
غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی
کچھوچھوی

علیہما الرحمہ

تمہید

قطب الاقطاب، گنج نبات، مخدوم العالم، علاء الحق والدین، شیخ عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشادات، اقوال اور فرامین کا ذریعۂ اول، تصنیفاتِ و ملفوظاتِ محبوب یزدانی، غوث العالم، مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی ثم کچھوچھوی علیہ الرحمہ ہیں۔ حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی درجنوں تصنیفات ہیں، بعض نایاب ہیں، بعض کم یاب ہیں اور بعض عام طریقے سے دست یاب ہیں؛ لیکن آپ کی تصنیفات سے زیادہ آپ کے ملفوظات میں حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے ارشادات ملتے ہیں، جسے آپ کے خلیفۂ اجل مخدوم نظام الدین یمنی نے جمع کیا ہے، **لطائف اشرفی فی طوائف صوفی** نام رکھا ہے۔ ہم ان ارشادات کو قارئین کرام کے سامنے پیش کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مناسب ہے کہ پہلے راویِ ارشادات حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔

مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر کچھوچھوی

مختصر تعارف

حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کا اسم گرامی سید اشرف ہے-آپ کے والد گرامی سید محمد ابراہیم نوربخشی ابن سلطان سید عماد الدین شاہ نوربخشی سمنانی ہیں، وہ سلطنت سمنانیہ نوربخشیہ ایران کے سلطان تھے۔آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت بی بی خدیجہ، اولاد شیخ احمد یسوی (ولادت: ۴۸۶ھ مطابق ۱۰۹۳ء-وفات: ۵۶۲ھ مطابق ۱۱۶۶ء) سے تھیں، آپ کا سلسلۂ نسبِ

پدری ۲۰ واسطوں سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک، ۲۳ واسطوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ تک اور ۲۵ واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے اور سلسلۂ نسبِ مادری بی بی نصیبہ ہمشیرہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جو حضرت شیخ احمد یسوی کے خاندان سے تھیں۔

القاب وآداب

''غوث العالم'' منصب غوثیت پر ۷۷۰ھ مطابق ۱۳۶۹ء بمقام گلبرگہ شریف، دکن میں فائز ہوئے۔ ''محبوب ربانی'' کا خطاب، ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۱ء بمقام روح آباد کچھوچھہ شریف ملا۔ ''جہاں گیر'' کا خطاب پنڈوہ شریف میں تکمیل تعلیم معرفت وسلوک کے بعد، مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی طرف سے عطا ہوا۔ دیگر القابات میں اوحدالدین اور محبوب یزدانی معروف ہیں۔

ولادت باسعادت

۷۰۸ھ مطابق ۱۳۰۹ء- دوسرے قول کے مطابق ۷۱۲ھ مطابق ۱۳۱۳ء کو ہوئی۔

تکمیل تعلیم وتخت نشینی

حفظ قرآن وقرأت عشرہ کی تکمیل سے نہایت قلیل عمر- بعمر ۷ سال یعنی ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء کو فارغ ہو گئے- اور جملہ مروجہ علوم وفنون کی بعمر ۱۴ سال یعنی ۷۲۲ھ مطابق ۱۳۲۲ء کو تکمیل کر لی- تکمیل تعلیم کے بعد، ۷۲۳ھ کو سمنان کے تخت نشیں بنائے گئے؛ مدت سلطنت ۱۰ سال رہی، بعمر ۲۵ سال سلطنت سے دست بردار ہو گئے-

بیعت وخلافت

سلطنت سمنان سے دست برادری کے بعد، حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی میں عازم ہندوستان ہوئے۔ یہاں مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق والدین گنج نبات لاہوری ثم پنڈوی ان کا انتظار کر رہے تھے۔ سمنان سے پنڈوہ شریف بنگال کا سفر ۲ سال میں مکمل ہوا۔ اس سفر کے دوران حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ سے مقام اوچ میں ملاقات ہوئی۔ وہاں چند ایام آپ نے قیام فرمایا پھر انھوں نے بے شمار

فیوض وبرکات سے نوازتے ہوئے جلد از جلد پنڈوہ شریف پہنچنے کی وصیت فرمائی۔ اوچ سے براہ دہلی پنڈوہ شریف پہنچے، حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق والدین چشتی پنڈوی کے مرید ہوئے۔ ساتھ ہی خلافت سے بھی نوازے گئے، یہ ۷۳۵ھ مطابق ۱۳۳۵ء کا واقعہ تھا۔

پہلا قیام پنڈوہ شریف

پنڈوہ شریف میں پہلا قیام ۷۳۵ھ-۷۴۱ھ مطابق ۱۳۳۵-۱۳۴۱ء ۶ سال رہا- ۷۴۲ھ مطابق ۱۳۴۲ء کو پنڈوہ شریف سے جون پور کے لیے روانہ ہوئے۔

جون پور میں پہلی بار آمد اور بلاد شرقیہ کا سفر

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو اپنے پیر ومرشد کی طرف سے جون پور کی ولایت سپرد ہوئی تھی، ۷۴۲ھ ۱۳۴۲ء کو سلطنت تغلقیہ کے عہد میں آپ پنڈوہ شریف سے جون پور کے لیے روانہ ہوئے۔ یہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد بلاد شرقیہ وممالک اسلامیہ کی سیر فرمائی۔ جزیرۃ العرب، مصر، شام، عراق، اور ترکستان کے مختلف علاقوں اور شہروں کا سفر فرمایا اور وہاں کے مشہور علما، مشائخین اور اولیا اللہ سے ملاقاتیں کیں اور فیوض وبرکات حاصل کیے۔

اسی سفر کے دوران ۷۵۰ھ مطابق ۱۳۵۰ء میں غوث العالم علیہ الرحمہ کے مشہور مرید وخلیفہ اور ''لطائف اشرفی'' کے مرتب وجامع حضرت حاجی نظام یمنی داخل سلسلہ ہوئے اور آخری دم تک حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی کچھوچھوی کے سفر وحضر میں ساتھ رہے۔ بلاد شرقیہ کے سفر سے ۷۵۸ھ مطابق ۱۳۵۷ء کو ہندوستان واپسی ہوئی، ان ممالک شرقیہ کی پہلی سیاحت کا زمانہ ۱۵ سال قیاس کیا گیا ہے۔

دوسرا قیام پنڈوہ وسفر حرمین طیبین

بلاد شرقیہ کی واپسی کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے دوسری بار سفر پنڈوہ شریف اختیار فرمایا اور چار سال تک اپنے پیر ومرشد کے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے، پنڈوہ شریف سے واپسی کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا

دوبارہ قصد کیا۔اسی سفر میں آپ اپنی خالہ زاد بہن سے ملاقات کے لیے جیلان تشریف لے گئے اور اپنے بھانجے نور العین حضرت سید عبد الرزاق جیلانی ابن حضرت سید عبد الغفور جیلانی کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا۔ یہ ۷۶۴ھ مطابق ۶۳ ۱۳ - ۱۳۶۴ء کا واقعہ ہے۔حرمین شریفین اور ممالک شرقیہ کی یہ دوسری سیاحت غالباً ۱۰/سال رہی ہو گی۔ ۷۶۸ھ مطابق ۱۳۶۷ء کو حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ دوبارہ ہندوستان واپس تشریف لائے۔

حرمین شریفین اور بلاد شرقیہ سے واپسی کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے مختلف مقامات ہند کا سفر فرمایا اور اسلام کی خوب نشر و اشاعت فرمائی، متعدد بزرگان دین سے آپ نے اکتساب فیض کیا اور کثیر مخلوق نے آپ سے برکت پائی۔جن میں علما و مشائخ کا ایک بہت بڑا طبقہ بھی شامل ہے۔

حضرت مخدوم جہاں کی نماز جنازہ کی امامت
اور پنڈوہ شریف کا تیسرا سفر

سال ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۱ء کو حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو بمقام روح آباد کچھوچھہ شریف ''محبوب ربانی'' کا خطاب حاصل ہوا اور اسی سال آپ نے تیسری بار اپنے پیر و مرشد کی نیاز حاصل کرنے کی غرض سے پنڈوہ شریف کا سفر کیا۔ جب آپ قصبۂ منیر شریف پہنچے تو مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کا وصال ہو چکا تھا۔حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے، حضرت مخدوم جہاں کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت شیخ کے فیوض روحانی سے مالا مال ہو کر پنڈوہ شریف کی جانب تشریف لے گئے۔اس بار پنڈوہ شریف میں قیام کی مدت کتنے سال رہی؟اس کا اندازہ لگا پانا مشکل ہے۔

پنڈوہ شریف میں آخری بار حاضری

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی، اپنے پیر و مرشد مخدوم العالم حضرت شیخ عمر علاء الحق والدین چشتی کے وصال کے بعد بوقت جانشینی پیر زادہ حضرت شیخ احمد

معروف بہ نور قطب عالم پنڈوی علیہما الرحمہ پنڈوہ شریف تشریف لے گئے اور ۸۰۱ھ-۸۰۳ھ مطابق ۱۳۹۹-۱۴۰۱ء کے دوران آپ نے وہاں قیام فرمایا- اس قیام کے دوران ایک عجیب وغریب کرامت آپ کی ذات سے یہ صادر ہوئی کہ آپ نے اپنے پیرزادہ کو کہا کہ پہاڑ کو اپنے جگہ سے جنبش کرنے کہئے! آپ کا جملہ ابھی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ پہاڑ نے جنبش کرنا شروع کر دیا۔

جونپور میں دوسری بار آمد

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے جب دوسری بار جون پور قدم رنجا فرمایا، اس وقت جون پور میں سلطان ابراہیم شرقی کی حکومت تھی۔ یہ غالباً: ۸۰۳-۸۰۴ھ مطابق ۱۴۰۲-۱۴۰۳ء کی بات تھی۔ سلطان ابراہیم شرقی بڑا سچا دین دار و پابند شریعت بادشاہ تھا، اس کے عہد میں تمام عدالتیں شرعی طریق کار کی پابند تھیں، تمام سلطنت میں جگہ جگہ قاضی مقرر تھے، ہر علاقے اور ہر شہر کا قاضی دار الحکومت جون پور کے قاضی القضاۃ کے ماتحت ہوتا تھا، سلطان ابراہیم کے ممتاز و معتمد علیہ قاضیوں میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا شمار ہوتا تھا۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے بڑے معتقد اور خلیفہ تھے۔ لاینحل مسائل میں وہ حضرت مخدوم کی طرف رجوع کرتے تھے۔

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اندورن ملک جون پور، ظفر آباد، محمد گہنہ، کرمینی، بھڈوڑ، اجودھیا، سدھور، جائس، لکھنو، کنتور، رودولی، بہار شریف، گل برگہ، دہلی، اجمیر، پاک پٹن، سرندیپ اور گجرات وغیرہا بے شمار جگہوں کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ آپ تبلیغ کے لیے جہاں بھی جاتے وہاں نہ صرف مسلموں کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔ آپ نے ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا تھا۔

۸۰۵ھ مطابق ۱۴۰۳ء کو جون پور سے واپسی کے بعد آپ کچھوچھہ مقدسہ ہی میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو سال سے زائد عمر عطا فرمائی تھی۔ عمر کا بیشتر حصہ آپ نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے پوری دنیا کا سفر کرتے ہوئے گذار دیا۔

تعمیر آستانہ اشرفیہ

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو ان کے پیر و مرشد نے ان کی آخری آرام گاہ کی زیارت بکشف کرا دی تھی، جہاں حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے سال ۷۹۳ھ مطابق ۱۳۹۱ء کو نہایت عالی شان خانقاہ و آستانہ تعمیر کرائی، اس آستانہ مبارک کا مادۂ تاریخ ''عرش اکبر'' ہے۔

سال وصال

غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرفی جہاں گیر علیہ الرحمہ ۲۸ محرم الحرام، ۸۰۸ھ مطابق ۱۴۰۶ء- بمقام روح آباد، کچھوچھہ مقدسہ وصال فرمایا۔ بعض روایتوں میں تاریخ وصال ۲۸ محرم الحرام ۸۲۵ھ مطابق ۱۴۲۱-۱۴۲۲ء بتائی گئی ہے۔

بعض محققین کے مطابق حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی کی ولادت ۷۱۲ھ/ ۱۳۱۳ء میں ہوئی، آپ نے ۱۲۰/سال عمر پائی اور ۸۳۲ھ/ ۱۴۲۹ء میں وصال فرمایا۔ اور یہی راجح بھی ہے۔

جانشین غوث العالم

حضرت مخدوم آفاق عبدالرزاق نورالعین جیلانی اشرفی کچھوچھوی- (ولادت: ۷۵۰ مطابق ۱۳۵۰-وصال ۸۶۹ھ مطابق ۱۴۶۵ء- **یا** ۷۵۲ھ ولادت: ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۵۲ء- وصال: ۸۷۲ھ مطابق ۱۴۶۸ء) حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے جانشین ہیں۔

غوث العالم کی خلافتیں

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو درج ذیل سلاسل میں خلافت و اجازت اور نسبتیں حاصل تھیں:

(۱) سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ: شیخ علاء الحق والدین گنج نبات پنڈوی-

(۲) سلسلہ عالیہ قادریہ جیلانیہ: حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی (والد حضرت نورالعین)-

(۳) سلسلہ عالیہ قادریہ جیلانیہ بخاریہ: مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری-

(۴) سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ جلالیہ: مخدوم جہانیاں جہاں گشت-
(۵) سلسلہ عالیہ حسنیہ حسینیہ: مخدوم جہانیاں جہاں گشت-
(۶) سلسلہ کبرویہ: حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی اور مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری-
(۷) سلسلہ زاہدیہ: حضرت خواجہ بدرالدین بدر عالم زاہدی-
(۸) سلسلہ شطاریہ: حضرت حاجی محمد بن عارف القادری-
(۹) سلسلہ نقشبندیہ: حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند-
(۱۰) سلسلہ مداریہ: حضرت خواجہ سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار، مکنپور-
(۱۱) سلسلہ تابعیہ خضریہ: حضرت خضر علیہ السلام-
(۱۲) سلسلہ تابعیہ رضائیہ: حضرت شیخ ابوالرضا حاجی بابارتن ہندی۔
نیز حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ نے اپنی تمام خلافتیں عطا فرمائی تھیں۔

مخدوم سید اشرف کے علمی آثار

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کثیر التصانیف بزرگ تھے: چند مشہور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ترجمہ قرآن بزبان فارسی (۷۲۷ھ/ ۱۳۲۷ء):

قرآن پاک کا پہلا فارسی ترجمہ، جو خود مخدوم اشرف کا لکھا ہوا آج بھی کچھوچھہ شریف میں مختار اشرف لائبریری میں موجود ہے، اسی فارسی ترجمے کا اردو ترجمہ علامہ مولانا سید مختار اشرفی نے کراچی سے ''اظہار البیان'' کے نام سے شائع کیا۔

(۲) رسالہ تصوف و اخلاق:

اردو زبان و نثر میں پہلی کتاب ہے۔ اس سے قبل کوئی کتاب اردو نثر میں نہیں لکھی گئی تھی۔ اسے سب سے پہلے میر نذر علی درد کاکوروی نے دریافت کیا، یہ تحقیقی مقالہ بعنوان ''شمالی ہند اور اُردو'' سالنامہ یادگار رضا ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔ پروفیسر حامد حسن قادری نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب: ''داستان تاریخ نثر اردو'' میں اسے پورے طور پر سراہا ہے-

(۳) رسالہ حجۃ الذاکرین-

(۴) بشارۃ المریدین و رسالہ قبریہ-

(۵) تحقیقات عشق۔

(۶) رسالہ غوثیہ۔

(۷) رسالہ مناقب اصحاب کاملین ومراتب خلفائے راشدین۔

(۸) ارشادالاخوان۔

(۹) فوایدالاشرف۔

(۱۰) اشرف الفوائد۔

(۱۱) رسالہ بحث وحدت الوجود۔

(۱۲) مکتوبات اشرفی وغیرہ۔[1]

❁❁❁

---

[1] ۔غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے سلسلے میں مذکورہ ساری معلومات رسالہ ''غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی حیات وخدمات ایک نظر میں'' جامع ومرتب بشارت علی اشرفی صدیقی حیدرآبادی کی اجازت سے لیے گئے ہیں۔ہم نے بعض عبارتوں کو ایڈیٹ کیا ہے۔حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کو کثیر سلاسل کی خلافت واجازت حاصل تھی فاضل مضمون نگار نے ۱۲ سلسلوں کا ذکر کیا ہے۔عرب وعجم میں کثیر علماومشائخ نے آپ سے خلافتیں حاصل کیں، رسالہ میں حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کے ۱۰۴ خلفاء، ۳۴ مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں اور ۳۰ معاصرین عرب وعجم کے نام سن ولادت ووفات کے ساتھ درج ہیں۔ رسالہ نہایت جامع، وقیع اور قابل مطالعہ ہے۔ دیکھئے: بشارت علی صدیقی حیدرآبادی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی حیات وخدمات ایک نظر میں، ناشر اشرفیہ اسلامک فاؤڈیشن حیدرآباد، سن اشاعت ۲۰۱۶ء۔

فصل اول

منتخب ارشادات
از- لطائف اشرفی فی طوائف صوفی

محبوب یزدانی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ صاحب تصانیف کثیرہ بزرگ تھے۔ ان کے ملفوظات کو ان کے خلیفہ اجل حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ نے جمع کیا ہے۔جس کا نام انھوں نے **''لطائف اشرفی فی طوائف صوفی''** رکھا ہے۔ سب سے پہلے اسی کتاب لطیف سے منتخب ارشادات کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں، اس کے بعد حضرت غوث العالم سید اشرف جہاں گیر کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی دیگر کتابوں سے حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشادات نذر قارئین کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ان ارشادات سے اکتساب فیض سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لطائف اشرفی کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔

مختصر تعارف لطائف اشرفی:

لطائف اشرفی کے تعلق سے شیخ عبد الرحمان چشتی مرأۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ:
''ہمارے خواجگان چشت کی تصانیف میں بفضلہٖ تعالی دو کتابیں ہیں جو قابل اقتدا ہیں۔ ایک سیر الاولیا اور دوسری لطائف اشرفی''۔لطائف اشرفی کا علمی مقام جاننے کے لیے شیخ عبد الرحمان چشتی کا مذکورہ جملہ ہی کافی ہے۔

موضوعاتی اعتبار سے لطائف اشرفی تصوف کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔قرآن کریم کی بہت سے آیتوں کے اسرار و رموز، کثیر احادیث مبارکہ کی تشریح و توضیح، اکابر مشائخ کرام علیہم

الرحمہ کی سوانح عمریاں، شریعت، طریقت اور حقیقت کے آداب و مسائل، مصطلحات تصوف کی تعریفیں، تصوف کے حقائق و معارف، بعض علمی مسائل کی تحقیق و تدقیق اور غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے اسفار، کرامات، مکشوفات وغیرہ کا بیان نہایت شرح و بسط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار فارسی زبان میں ۱۲۹۵ھ میں نصرت المطابع دہلی سے شائع ہوئی، پھر اس کے متعدد ترجمے ہند و پاک سے شائع ہوئے۔

لطائف اشرفی ۶۰ لطیفوں کا مجموعہ ہے۔ خانوادۂ اشرفیہ کے فرد وحید سید شاہ وحید اشرف جیلانی نے ۱۵ لطائف کا کریٹیکل مطالعہ کیا ہے، اس مطالعہ پر انہیں Ph.D کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔

لطائف اشرفی پر ابھی تک کما حقہ کام نہیں ہوا، کاش خانوادۂ اشرفیہ کے مشائخ اس طرف توجہ فرماتے تو تصوف و معرفت کا ایک بحر بے کراں نئے آب و تاب کے ساتھ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذالک أمرا۔**

۞

ارشاد نمبر: ۱

۞ فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری فرمودند کہ حضرت مخدومی می فرمودند کہ:

''اے فرزند! پیش از آں کہ تو بمن تشریف آوردۂ حضرت خضر علیہ السلام[۱] ہفتاد بار مرا اعلام از آمدن تو کردہ بود کہ شاہباز حق با تمثال امر حضرت کارسازی تعالی از گردسمنان پرانده ام و در راه ہر ایک اکابر دام فراز کردہ اند و من ہیچ دام فراز آمدن نمید ہم و بجد می آورم تا در دام تو در آید، زینہار زینہار تربیت از وے دریغ مدار کہ ودیعتے است از کردگار کہ بتو رسید۔''

---

[۱] خضر ایک بزرگ شخصیت کا لقب ہے۔ ان کا اصل نام ابوالعباس بلیا بن ملکان بقول دیگر تالیا بن ملکان بن عبر بن ارفکشد بن سام بن نوح ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ کہف میں خدا کے ایک بندے سے حضرت موسی علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد حضرت خضر ہیں۔ آپ کے پیغمبر ہونے نہ ہونے میں علما کا اختلاف ہے۔ آپ اب بھی زندہ ہیں یا نہیں؟ دونوں طرف دلائل کے انبار ہیں۔ آپ سے ملاقات کے حوالے سے صوفیائے کرام کے مشاہدات، تجربات اور دعوے ہیں۔ ان کے رد و قبول کا کوئی قطعی اور حتمی پیمانہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اللہ ہی کے پاس حقیقی علم ہے، وہی کارساز ہے۔

بتو آوردہ ام مرغے زلاہت
بدہ از دانۂ یاقوتیش قوت[۱]

❁اردو ترجمہ:

حضرت قدوۃ الکبری [حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی] نے فرمایا، میرے مخدوم گنج نبات قدس سرہ مجھ سے ارشاد فرماتے تھے کہ:

''اے فرزند! قبل اس کے کہ تو میرے پاس آئے، مجھے حضرت خضر علیہ السلام نے ستر بار تمہاری آمد سے آگاہ کیا تھا اور کہا تھا کہ: آپ کے لیے ایک شہباز کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں نے سمنان کی ہوا سے اڑایا ہے۔ راستہ میں ہر ایک بزرگِ طریقت نے اپنا جال بچھایا، میں نے کسی جال میں ان کو گرفتار نہیں ہونے دیا اور کوشش کر کے دوسروں سے بچا کر یہاں تک لایا ہوں، تاکہ یہ آپ کے حلقہ میں آوے۔ خبردار! ان کی تربیت میں کوئی کمی نہ کرنا۔ یہ ایک امانت ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے۔

ہوں لایا پاس تیرے مرغ لاہوت
اسے دو دانۂ یاقوت سے قوت[۲]

توضیح وتشریح

❁پس منظر:

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ۷۳۳ھ مطابق ۱۳۳۳ء میں ترک سلطنت کیا، اسی سال تلاش مرشد میں نکلے، دو سال کی مدت سفر میں گزر گئی، اس دوران اہلیان طریقت اور ارباب سلوک سے بے شمار ملاقاتیں ہوئیں، اللہ کریم نے آپ کا حصہ قطب الاقطاب، مخدوم العالم، گنج نبات، علاء الحق والدین شیخ عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی کے پاس رکھا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام کی راہنمائی میں ۷۳۵ھ مطابق ۱۳۳۵ء کو بنگال پہنچے اور اسی سال بیعت وخلافت سے سرفراز کئے گئے۔

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص: ۱۴۹، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، سال اشاعت ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔

[۲]۔ اردو ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج: ۱، ص: ۲۰۷، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۞ قبل بیعت مخدوم سید اشرف جہانگیر کا مقام و مرتبہ:

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت مخدوم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے بار بار پڑھئے، لطف لیجئے اور دیکھئے کہ؛ راہ سلوک میں قدم رکھنے سے پہلے، اللہ کریم نے حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی کو کتنا بڑا مقام عطا فرمایا تھا۔ ذرا ان جملوں کو دیکھئے، کتنے پیارے ہیں، دل لبھانے والے ہیں، حضرت غوث العالم کی بزرگی کی شہادت دینے والے ہیں:

''ایک شہباز کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں نے سمنان کی ہوا سے اڑایا ہے۔''

''یہ ایک امانت ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے۔'' یعنی غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ اللہ تعالی کی امانت ہیں، بحکم خدا بادشاہی چھوڑ کر فقیری میں آئے ہیں۔

ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہی سے　　　اگر نصیب تیرے کوچے کی گدائی ہو

اس ارشاد سے مخدوم عالم شیخ علاء الحق پنڈوی کے فضل و کمال کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ایک ہی بات کے تعلق سے حضرت خضر علیہ السلام ان سے ستر با ملے اور گفت شنید کی۔ ایسی بزرگ ذات کی ولایت کو کون اندازا کر سکتا ہے۔

۞

ارشاد نمبر: ۲

۞ فارسی متن:

''حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ: حضرت مخدومی فرمودہ اند:

''مقتدی در دریائے استغراق و بہ بحر مشاہدۂ علی الاطلاق آں چناں مستغرق باید کہ از الم متالم نگردد زیراچہ اگر روا باشد کہ زنانی را کہ کافر بودند نظارۂ مخلوقے وآں یوسف علیہ السلام چناں مشغول گردانید کہ از الم قطع خبر نداشتند اول تر کہ محبان حق را لذت مشاہدۂ مطلق

ومعاینۂ وجود محقق چناں مشغول گرداند کہ از احساس مشعر نہ گردد۔‘‘[۱]

❁ اردو ترجمہ:

قدوۃ الکبریٰ، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:
حضرت مخدومی پیرو مرشد نے فرمایا کہ:

’’مقتدی کو دریائے استغراق اور بحر مشاہدۂ حق میں اس طرح مستغرق ہونا چاہیے کہ رنج والم کا اس پر اثر نہ ہو۔ اس لیے کہ جب یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ کافرہ عورتیں ایک مخلوق یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے نظارہ میں اس طرح مستغرق ہوجائیں کہ وہ انگلیاں کاٹ ڈالیں اور ان کو خبر نہ ہو تو اس سے کہیں زیادہ یہ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کے محب بندے مشاہدۂ مطلق کی لذت اور وجود محقق کے معائینہ میں اس طرح مستغرق ہوں کہ غیر حق کا احساس ہی باقی نہ رہے۔‘‘[۲]

توضیح و تشریح

❁ دیدار الٰہی کی تحقیق:

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا ارشاد میں: ’’مشاہدۂ مطلق‘‘ اور ’’وجود محقق‘‘ کے الفاظ سے اللہ کریم کی ذات وصفات بھی مراد لئے جاسکتے ہیں اور اس کے دلائل و براہین بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے مشاہدہ اور دیدار کے سلسلے میں علمائے اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ:

قیامت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہر بندہ کو نصیب ہوگا اور جنت میں صرف مومنوں کو اس نعمت سے سرفراز کیا جائے گا۔ قرآن شریف میں ہے: ’’وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌۙ- اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ‘‘- کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے۔ [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ قیامت: ۲۲، ۲۳]

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی قادری اشرفی لکھتے ہیں:
’’اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مومنین کو دیدارِ الٰہی میسّر آئے گا، یہی

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص: ۱۴۹، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔
۲۔ اردو ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج: ۱، ص: ۲۰۸، ناشر- شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

اہلِ سنت کا عقیدہ، قرآن وحدیث واجماع کے دلائلِ کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔''

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ نے محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ اللمعات کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

''دیدار الٰہی کے متعلق چند مسائل اعتقادیہ یاد رکھو:

(۱) دنیا میں بندے اللہ تعالیٰ کو بصیرت یعنی نور قلبی سے دیکھتے ہیں، اسے جانتے پہچانتے ہیں، آخرت میں اسے بصارت یعنی نور نگاہ سے دیکھیں گے کہ وہاں بصارت میں بصیرت ہوگی۔

(۲) دنیا میں آنکھوں سے خدا تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے مگر واقع نہیں اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی دعا کی، ناممکن کی دعا ناجائز ہے، نبی ناجائز کام نہیں کرتے۔

(۳) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج میں اللہ تعالیٰ کا دیدار انہیں آنکھوں سے کیا اور خوب اچھی طرح کیا، اس مسئلہ میں اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہی ہے۔

(۴) جو شخص دعویٰ ولایت کرتے ہوئے کہے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا ہے یا دیکھتا ہوں وہ کافر ہے کہ اپنے کو وہ نبیوں سے افضل کہتا ہے۔

(۵) قیامت میں ہر مؤمن و کافر کو رب کا دیدار ہوگا مؤمن کو رحمت کی شان میں اور کافر کو غضب وقہر کی شان میں۔

(۶) قیامت کے بعد صرف مؤمنوں کو جنت میں دیدار الٰہی ہوا کرے گا کفار کو دوزخ میں نہ ہوگا: ''كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ''

(۷) حق یہ ہے کہ جنت میں ہر مؤمن کو دیدار الٰہی ہوا کرے گا مرد ہوں یا جنتی عورتیں۔ عورتوں کے متعلق اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ انہیں بھی دیدار ہوگا۔

(۸) دنیا میں خواب میں دیدار الٰہی ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا ہے، ہمارے امام اعظم نے ایک سو بار رب کو خواب میں دیکھا، امام احمد ابن حنبل نے خواب میں دیکھا پوچھا الٰہی کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا تلاوت قرآن، دوسری بار پھر دیکھا پوچھا الٰہی معنی سمجھ کر تلاوت

افضل ہے یا بغیر سمجھے بھی، فرمایا ہر طرح افضل ہے۔[۱]

مشاہدۂ حق کے وقت بندوں کو درد کا احساس نہیں ہوتا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ شہید کو شہادت کے وقت اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے؛ اس لئے کہ دیدار الٰہی کا شوق اور جنت پانے کی لذت اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ شہادت کی تکلیف کا احساس ختم ہوجاتا ہے۔ صحابۂ کرام اور الیائے عظام کی حیات میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

بادۂ خم خانۂ توحید کا مے نوش ہوں　　　چور مستی میں ایسا بیخود و مدہوش ہوں

حسن یوسف علیہ السلام کی تابشیں:

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے بے پناہ حسن و جمال سے نوازا تھا، آپ کے حسن و جمالِ خداداد کے سامنے حسینانِ عالَم سرنگوں نظر آتے ہیں، آپ کا حسن و جمال سارے حسینانِ عالَم کے حسن و جمال کے برابر ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ''[۲]

شب معراج تیسرے آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھولا گیا، میری ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی، ان کو حسن و جمال کا آدھا حصہ دیا گیا ہے، انھوں نے میرا استقبال کیا اور میرے لیے دعا کی۔

عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''كان فضل حسن يوسف على الناس، كفضل القمر ليلة البدر على نجوم السماء''

حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی لوگوں پر اس قدر فضیلت ہے جس

۱۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۷، ص:۴۸۸، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

۲۔ مسلم، الصحیح لمسلم، حدیث نمبر ۴۲۹، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السماء، مطبوعہ دار الآفاق بیروت۔

طرح چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے۔[۱]

امام ابن منذر، امام ابوالشیخ، امام طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا اور جب کوئی عورت ان کے پاس کسی کام سے آتی تو آپ علیہ السلام اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیتے تھے تاکہ وہ عورت کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائے۔[۲]

حسن یوسف علیہ کی تابشیں اس قدر فروزاں تھیں کہ مصر کی عورتیں وارفتگی میں آگئیں، لیموں کاٹنے کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور شعاع یوسفی نے انھیں اس کا احساس بھی ہونے نہ دیا، یہ عورتیں جمال یوسفی کا تاب نہ لاسکیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی بشریت سے انکار کردیا اور ایک زباں ہوکر بولیں یہ کوئی معزز فرشتہ ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

''فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَـاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ سِكِّيۡنًا وَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيۡمٌ''

تو جب زلیخا نے ان کا چکرواسنا تو ان عورتوں کو بُلا بھیجا، اور ان کے لئے مسندیں تیار کیں، اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دے دی، اور یوسف سے کہا: ان پر نکل آؤ، جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں، اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے، اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنسِ بشر سے نہیں، یہ تو نہیں مگر کوئی معزّز فرشتہ۔[ترجمہ کنزالایمان، سورۂ یوسف:۳۱]

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا ارشاد میں اسی

۱۔ ایک روایت جسے امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی ہے اس میں نصف حسن میں حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ بھی شریک ہیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''أعطی یوسف و أمه شطر الحسن'' حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حسن دیا گیا- ایک روایت میں حضرت یوسف اور ان کی والدہ کے لیے ایک تہائی حسن کا ذکر آیا ہے، اس روایت کو امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے: ''أعطی یوسف و أمه ثلث الحسن'' حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ثلث حسن دیا گیا- حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے سلسلہ میں وارد احادیث وآثار کے لیے دیکھئے درمنثور، ج:۴،ص:۵۳۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔

۲۔ درمنثور، ج:۴،ص:۵۳۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔

واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ☆ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

تصوف ومعرفت کی بنیاد:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد میں تصوف ومعرفت کی بنیاد کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ مبتدی کے لیے پہلی بنیاد ایمان وایقان کی مضبوطی ہے۔ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کے تصور سے ذہن وفکر کو خالی کرنا ہے۔ ہمہ وقت وحدانیت الہ کے تصور میں مستغرق رہنا ہے۔ استغراقی کیفیت کا نقطۂ عروج ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی دنیاوی رنج وغم اس کے تسلسلِ تصور کو توڑ نہ سکے، قلب کی گہرائی اور ذہن وفکر کی رسائی یہی گواہی دے کہ اللہ عزوجل اپنے صفات جمال وجلال کے ساتھ یکتا وبے ہمتا ہے۔

ارشاد نمبر:۳

فارسی متن:

''حضرت قدوۃ الکبری بہ نسبت حضرت مخدومی می فرمودند کہ فرمود:

''پیر خود را در مرتبۂ کمال ومنزہ از نقصان وزوال داند ومقصود کونین ووجود دارین از وے شناسد۔''[۱]

زبہر کام خود اے کام پیکر ندارم در جہاں جز پیر دیگر
زبہر حاجیاں کعبہ راہ نباشد قبلہ جز پیر خوشتر

اردو ترجمہ:

حضرت قدوۃ الکبری حضرت مخدومی کے بارے میں فرماتے تھے کہ: ان کا ارشاد ہے کہ:

''مرید اپنے پیر کو کامل اور نقصان وزوال سے پاک ومنزہ جانے اور مقصود کونین اور وجود دارین اسی سے حاصل کرے۔''[۲]

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص:۱۶۹، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔
[۲]۔ اردو ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص: ۲۳۴، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

ہمارا مدعا ہے پیر کا در　　نہیں رکھتا جہاں میں دوسرا گھر
برائے حاجیاں کعبہ راہ　　نہیں قبلہ سوائے پیر خوشتر

توضیح وتشریح

آداب مریدین:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے مذکورہ بالا ارشاد میں مریدوں کو آداب پیر سکھایا اور خوب سکھایا۔اس سلسلے میں اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

''سیدی عارف باللہ امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ یقول انما امر علماء الشریعۃ الطالب بالتزام مذہب معین وعلماء الحقیقۃ المرید بالتزام شیخ واحد۔[۱]

یعنی میں نے اپنے سردار علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ علمائے شریعت نے طالب کو حکم دیا ہے کہ مذہب ائمہ میں خاص ایک مذہب معین کی تقلید اپنے اوپر لازم کرے اور علمائے باطن نے مرید کو فرمایا کہ ایک ہی پیر کا التزام رکھے۔

اس کے بعد ولی موصوف قدس سرہ المعروف نے ایک روشن مثال سے اس امر کو واضح فرمایا ہے۔ امام علامہ محمد عبدری مکی شہیر بابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ مدخل شریف میں فرماتے ہیں:

المرید یعظم شیخہ ویؤثرہ علی غیرہ ممن ہو فی وقتہ لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من رزق فی شیئ فلیزمہ -الی اٰخر ما افاد واجاد ہذا مختصرا-[۲]

یعنی مرید اپنے پیر کی تعظیم کرے اور اسے تمام اولیائے زمانہ پر مرجح رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی شئ میں رزق دیا جائے چاہئے کہ اسے لازم پکڑے۔

۱۔ المیزان الکبری فصل فان قلت فاذا انفک قلب الولی عن التقلید الخ مصطفی البابی مصر ج:۱ ص:۲۳۔
۲۔ المدخل لابن الحاج، حقیقۃ اخذ العہد، دار الکتب العربی، بیروت ج:۳ ص:۲۲۳ و ۲۲۴۔

اسی میں ہے:

ان المرید له اتساع فی حسن الظن بهم وفی ارتباطه علی شخص واحد یعول علیه فی اموره ویحذر من تقطی اوقاته لغیره فائدة[1]

مرید کے لئے وسعت اس میں ہے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ گمان نیک رکھے اور ایک شیخ کے دامن سے وابستہ ہورہے اور اپنے تمام کاموں میں اس پر اعتماد کرے اور بے فائدہ تضیع اوقات سے بچے۔"[2]

تیرا کوچہ اور تیری گلی کافی ہے　　　بے ٹھکانوں کو ٹھکانے کی ضرورت کیا ہے

ارشاد نمبر: ۴

فارسی متن:

"حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند وقتے کہ:

ایں فقیر بخدمت مخدومی ومخدوم عالم مرشد پیشوائے بنی آدم حضرت شیخ علاء الحق والدین طیب اللہ مثواہ رسد وبنظر ظاہر وباطن اختصاص یافتہ وانواع جامہائے خاص واجناس لباسہائے اختصاص مرحمت فرمودند، ہمہ دراں روز برفقیر ایثار شد، بعضے معاندان کہ بودند بر سبیل غصہ وحسد درغیبت زبان طعن کشاندکہ کسوت خاص بردیگرے ایثار کردن کجا آمدہ است، وبسمع مبارک مخدوم عالم قدس اللہ روحہ رسانیدند، بلفظ دُرَر بار فرمودند" آں فقیر فعلے نکند کہ بے معنی باشد از وے سوال کنید"، ازیں فقیر پرسیدند ایں شکستہ در جواب گفت کہ جامہ عین پیر است یا غیر پیر، عین خود تصور نتواں کرد زیرا کہ جامہ بمشابہ عرض است، ہر آئینہ غیر باشد، وپیر را نظر برغیر نیست، مرید تابع صفات پیر است، اگر ایں فقیر بعوارضات التفات نماید اکتساب پیر نکردہ باشد وہر کہ اکتساب پیر نہ کردہ باشد او را با پیر چہ نسبت۔ شتان بین محمَّد ومحمِّد۔ چوں ایں حکایت باز بسمع مبارک ایشاں رسانید دریں باب تحسین

[1]۔ المدخل لابن الحاج، فصل فی دخول المرید الخلوة، دار الکتب العربی، بیروت، ج: ۳، ص: ۱۶۰۔

[2]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج: ۲۱، ص: ۹۴، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

فرمودند دعائے در حق ایں فقیر کردند کہ ''خوشبوئے تو از شرق تا غرب برسد۔''[1]

❁ اردو ترجمہ:

قدوۃ الکبری، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

جس وقت حضرت مخدوم عالم پیشوائے بنی آدم مخدومی شیخ علاء الدین گنج نبات قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت کی ظاہری اور باطنی نظر سے نوازا گیا۔ حضرت نے طرح طرح کے لباس مجھے مرحمت فرمائے، میں نے وہ تمام کپڑے اسی روز ایک فقیر کو دے دیے۔ بعض معاندین اور معارضہ رکھنے والے لوگوں نے خود پرستی اور حسد کی بنا پر میری غیبت میں میرے اس طرز عمل پر نکتہ چینی شروع کر دی اور طعنہ زنی کرنے لگے کہ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ مرشد کے خاص لباس کو دوسرے کو دے دیا جائے، یہ بات کہاں سے سیکھی ہے کہ شیخ کا خرقہ سائل کو بخش دیا۔

اگر یابد کسے از خلعت خاص — نباشد جائزش بر دیگر ایثار
کہ آں لطفے بود از جانب او — نباید دادنش از دست یکبار

اگر کسی شخص کو خلعت خاص مل جائے تو اسے دوسرے پر ایثار کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ تو خلعت بخشنے والے کی طرف سے ایک لطف خاص ہے اس کو یکبار ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔

لوگوں نے یہ بات حضرت شیخ قدس سرہ تک پہنچادی کہ [اشرف نے عطا فرمودہ خرقہ کسی کو خیرات کر دیا ہے] حضرت نے ان لوگوں کی بات سن کر فرمایا کہ:

''فقیر کا فعل بے معنی نہیں ہوتا، تم خود اس سے جا کر دریافت کرو، ایسا کیوں کیا۔''

چنانچہ ان لوگوں نے اس فقیر سے دریافت کیا۔ اس عاجز نے ان سے کہا کہ: جامہ عین ہے یا غیر پیر؟ عین پیر تو اس کو کسی طرح سمجھا ہی نہیں جا سکتا، اس لیے کہ جامہ مثل عرض ہے، جوہر نہیں ہے، اس لیے وہ بہرصورت غیر ہے اور پیر کی نظر غیر پر نہیں ہوتی اور مرید پیر کی صفات کا تابع ہوتا ہے۔ پس اگر میں عوارضات پر توجہ کروں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے پیر

1۔ اس واقعہ کا ذکر دو جگہ ہے۔ دیکھئے: لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص: ۱۷۴ اور ۳۳۴، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، سال اشاعت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

کی صفات سے اکتساب نہیں کیا ہے۔ اور جس نے پیر کی صفات سے اکتساب نہیں کیا ہے، اس کو پیر سے کیا نسبت۔ ع:

شتان بین محمَّد و محمِّد

محمَّد اور محمِّد کے ترجمہ میں بڑا فرق ہے۔

جب ہماری یہ گفتگو حضرت پیر و مرشد کے سمع مبارک تک پہنچی تو بہت زیادہ تعریف فرمائی اور تحسین و آفریں کی اور اس فقیر کے حق میں دعا کی کہ:

''دولت اشرفی کا شہرہ اور شوکت شگرفی کا آوازہ مشرق سے مغرب تک پہنچے۔''

چہ فرخ ساعتے کو در حق من برآورد از لب خود یک دعائی

زدم از ہمت او کوس دولت بچرخ ہفتمیں چون بادشاہی

سبحان اللہ وہ کیسی عمدہ ساعت تھی کہ حضرت نے میرے حق میں اپنے مبارک لبوں سے ایک دعا کی۔ ان کی دعا کی برکت سے آج میری سطوت و دولت کا نقارہ فلک ہفتم پر بجایا جا رہا ہے۔''[۱]

توضیح و تشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا یہ جملہ ''فقیر کا فعل بے معنی نہیں ہوتا، تم خود اس سے جا کر دریافت کرو، ایسا کیوں کیا؟'' پُرکشش ہے، دل لبھانے والا ہے، نصیحت بخش ہے اور حیات انسانی میں اثر چھوڑنے والا ہے۔ شب و روز حاشیہ برداری کرنے والوں کی ایک جماعت، ایک پردیسی اور نو وارد شخص کے بارے میں شکوہ کناں ہیں، مشائخ کرام کے طریقۂ سلوک کے خلاف معاملہ کا استغاثہ کیا ہے، مگر آپ نے بلا تحقیق کان دھرنا پسند نہیں کیا، کسی قسم کی بدگمانی کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی، معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے لیے صاحب معاملہ سے حقیقت حال دریافت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ خود بھی بدگمانی سے بچے رہے، دوسروں کو بھی بچالیا۔

❁ بدگمانی ایک مہلک مرض ہے:

بدگمانی ایک مہلک مرض ہے جو ''انانیت'' اور ''ذات کی مرکزیت'' کے خواہاں

[۱] اردو ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۵۱۰، ۵۱۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

لوگوں میں زیادہ پیدا ہوتی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدظنی کا شکار بندہ سارے کاموں کی نسبت اپنی طرف یا اپنے مرکزی ذات کی طرف کرنے لگتا ہے، دوسروں پر تنقیدیں کرتا ہے، اور ہر فرد میں کوئی نہ کوئی جرم تلاش کرتا ہے، درحقیقت وہ بالکل انجانے میں اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔بدظنی ایسا خطرناک مرض ہے کہ جس شخص پر بدظنی کے جذبات کا غلبہ ہوتا ہے، وہ دوسروں کی عبادات؛ نماز، روزہ وغیرہ کو بھی ہدف تنقید بناتا ہے۔مثلاً جب کسی آدمی کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو اس کے ذہن میں فوری طور پر یہ سوال آسکتا ہے کہ ''کیا یہ شخص پوری طرح نماز میں دل لگایا ہے، کیا اس کی نماز میں خشوع وخضوع ہے؟''

قرآن وحدیث میں بدگمانی کی مذمت وارد ہوئی ہے۔اللہ کریم فرماتا ہے:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ''

اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو، اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا، اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ حجرات:۱۲]

بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایاکم والظن فإن الظن أكذب الحديث متفق عليه'' بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔[۱]

مذکورہ نصوص کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ بدگمان شخص ملے، کسی دوسرے شخص کے بارے میں کوئی ایسی معلومات فراہم کرے جو کسی کے لیے نقصان دہ ہوں، تو کوئی رائے قائم نہ کریں کیوں کہ سماعت میں دھوکا اور نظر میں فریب کا امکان رہتا ہے، ہر حقیقت ویسی نہیں ہوتی جیسے آدمی سمجھ رہا ہوتا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری، محقق، باب ما نھی عن التحاسد والتدابر، جزء ۵، ص: ۲۲۵۳، دار ابن کثیر، بیروت، بار سوم، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

ہر وہ خبر جس کے متعلق کوئی صحیح علامت اور گواہی موجود نہ ہو اس کے بارے میں بدگمانی کرنا حرام ہے اور اس بدگمانی سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ ایسی بات یا خبر جس کے مثبت اور منفی پہلو نکل سکتے ہوں تو ہمیں حکم ہے کہ آپس میں حسنِ ظن سے کام لیں، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہی حکم دیا ہے۔

سچ ہے تو بدگماں ہے سمجھتا ہے کچھ کا کچھ　　　بوسہ نہ لینا تھا تیرے آئینے کا مجھے

ذات مخدوم سمناں پر حضرت مخدوم العالم کے ارشاد کا اثر:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے مرید خاص حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے حق میں دعا فرمائی:

''خوشبوئے تو از شرق تا غرب برسد'' تمہاری خوشبو مشرق سے مغرب تک پہنچے گی۔ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی اس دعا کا اثر آپ کی حیات طیبہ ہی میں ظاہر ہو چکا تھا جس کا احساس خود غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو بھی ہو گیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''حضرت نے میرے حق میں اپنے مبارک لبوں سے ایک دعا کی۔ ان کی دعا کی برکت سے آج میری سطوت و دولت کا نقارہ فلک ہفتم پر بجایا جا رہا ہے۔''

ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی اس دعا کا اثر آپ کی روحانی اولاد ''مشایخ خانوادۂ اشرفیہ'' پر بھی پڑا ہے۔ یہ خانوادہ آج شرق تا غرب اپنی روحانیت میں معروف و مشہور ہے۔

ارشاد نمبر: ۵

فارسی متن:

''حضرت مخدومی فرمودند کہ:

’’حضرت شیخ نظام الحق والدین طاب مثواہ[۱] دعائے از پیر خود شیخ فرید الحق والدین[۲] آموختہ بودند و بموجب فرمودۂ پیر در وظائف آوردہ مداومت می کردند۔ اما کہ لفظے ازاں دعا ظاہراً اعراب غلط می نمودند۔ ہر چند کہ علمائے نحوی مبالغہ می کردند و تغیر اعراب می فرمودند۔ ایشاں تغیر نمی کردند ہم چناں می خواندند۔ متعلمے بجد شد کہ ایں لفظ غلط است۔ فرمودند:

’’اگر من ایں را غلط پندارم پس پیر خود را بغلط نسبت کردہ باشم و ہذا محال۔‘‘ بعد از تحقیق و تطبیق مسئلہ نحوی چناں ہر یک معلوم کردند کہ ہماں اعراب صواب بود چناں چہ شیخ می خواندند۔‘‘[۳]

کسے کہ طالب و سالک رہ خدا باشد　　　　دم از خطاش زدن بدتر از خطا باشد

❁اردو ترجمہ:

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

’’میرے مخدوم و مرشد حضرت علاء الدین فرماتے تھے کہ:

’’حضرت شیخ نظام الدین طاب مثواہ نے ایک دعا حضرت فرید الدین گنج شکر سے سیکھی تھی اور پیر کے ارشاد کے بموجب اس کو اپنے وظائف میں شامل کر لیا تھا اور اس کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے، لیکن اس دعا میں ایک لفظ پر اعراب بظاہر غلط نظر آتا تھا، علمائے نحو آپ سے ہر چند کہتے تھے کہ آپ اعراب بدل دیں، لیکن آپ نے اعراب نہیں بدلا، اور اسی طرح بظاہر غلط اعراب کے ساتھ وہ دعا پڑھتے رہے۔ ایک طالب علم نے آپ سے اس بارے میں بہت ضد کی اور کہا کہ یہ اعراب غلط ہے اور اس طرح یہ لفظ غلط ہو جاتا ہے تو آپ نے

۱۔ آپ کا اصل نام محمد ابن احمد ابن علی ہے۔[ولادت: ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء وصال: ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ء] حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے، امرا و سلاطین کو اصرار و تقاضا کے بعد بمشکل شرف ملاقات حاصل ہوتا تھا، ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کا فروغ آپ ہی کی ذات سے ہوا، آپ کے ملفوظات کا مجموعہ فوائد الفواد علوم و معرفت کا گنجینہ ہے۔

۲۔ آپ کا اصل نام مسعود ہے فرید الدین گنج شکر سے مشہور ہوئے[ولادت: ۵۸۴ھ مطابق ۱۱۷۳ء وصال: ۵ محرم الحرام ۶۶۶ھ مطابق ۱۲۶۵ء بعمر ۹۲ سال] آپ پنجابی ادب و شاعری کے بنیاد مانے جاتے ہیں، حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے، اپنے پیر و مرشد اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے بعد سلسلۂ چشتیہ کے سربراہ آپ ہی کی ذات ہے، مزار مقدس پاک پٹن پاکستان میں مرجع خلائق ہے۔

۳۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶، ص: ۱۷۵، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

فرمایا کہ:

''اگر میں اس کو غلط سمجھوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے اپنے پیر کو غلطی سے منسوب کیا اور یہ محال ہے۔'' کچھ عرصہ بعد تحقیق وتدقیق نحوی سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہی اعراب جس کے ساتھ حضرت پڑھا کرتے تھے اس لفظ پر صحیح تھا۔''[۱]

ہر ایک شخص جو ہے طالب راہ خدا　　خطا بتانا اسے ہے خطا سے بڑھ کے خطا

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا یہ واقعہ مکتوبات اشرفی میں بھی مذکور ہے، وہاں قدر تفصیل ہے۔[۲] سلطان المشائخ سید محمد نظام الدین بدایونی ثم دہلوی علیہ الرحمہ نے حقوق پیر کی مکمل رعایت کی اور اپنے عمل سے حاضرین کو بھی درس طریقت عطا فرمایا۔

❁ پیر کے حقوق:

اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ و الرضوان کے پاس ۱۰ شعبان ۱۳۳۷ھ میں ریاست رامپور سے ایک تحریر متعلق بحقوق پیر بغرض تصحیح وترمیم آئی۔ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ کے اس عمل سے ۱۴/اور ۲۱ ویں نمبر میں درج باتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ افادۂ عام کے لیے مکمل تحریر مع تصدیق وتوضیح اعلی حضرت علیہ الرحمہ ہم یہاں درج کر رہے ہیں:

(۱) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیوض وبرکات سے محروم رہے گا۔

(۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان ومال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

(۳) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال ومقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا کرنا زہر قاتل ہے۔

۱۔ اردو ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱،ص:۲۴۴، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ دیکھئے: مکتوبات اشرفی مترجم، مکتوب نمبر:۱۸،ص:۲۰۳، ۲۰۴۔

(۴) جو وِرد وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

(۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

(۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

(۷) اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

(۸) اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

(۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

(۱۰) اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

(۱۱) اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے، بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

(۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

(۱۳) اور اس طرف تھوکے بھی نہیں۔

(۱۴) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰؑ وخضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔

(۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

(۱۶) اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

(۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔

(۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

(۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر

ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔
(۲۰) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔
(۲۱) اور مرشد کے کلام کو رَد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔
(۲۲) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔
(۲۳) جو کچھ اس کا حال ہو برا یا بھلا اسے مرشد سے عرض کرے، کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے، اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا، مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔
(۲۴) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہوا گر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔
(۲۵) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔(کذا فی ارشاد رحمانی) قال العارف الرومی- عارف رومی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضرائے بے نفاق تا نگوید خضر رو ہذا فراق

جب تو نے پیر بنا لیا تو خبردار اب سر تسلیم خم کر لے، موسیٰ علیہ السلام کی طرح خضر علیہ السلام کے حکم کے ماتحت چل، اے نفاق سے پاک شخص! حضرت خضر علیہ السلام کے کام پر صبر کرتا کہ خضر علیہ السلام یہ نہ فرمادیں کہ جا یہ جدائی ہے۔[۱]

قال العطار- شیخ عطار علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

گر ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا
در ارادت باش صادق اے مرید تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو ہر چہ داری کن نثار راہ او

۱۔ مثنوی معنوی، وصیت کردن بر رسول خدا مر علی، مؤسسۃ انتشارات اسلامی، لاہور، ج:۱، ص:۳۱۱۔

گر روی صد سال درراہ طلب	راہبر نبود چہ حاصل زان تعب
بے رفیقے ہرکہ شد درراہ عشق	عمر بگذشت ونشد آگاہی عشق
پیرخودراحکم مطلق شناس	تابراہ فقرگردی حق شناس
ہرچہ فرماید مطیع امرباش	طوطیائے دیدہ کن ازخاک پاش
آنچہ میگوید سخن توگوش باش	تانگویدا وبگوخاموش باش

اے دل! اگرتو اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو کسی راہنما کا دامن پکڑ، پھرآ۔

اے مرید! ارادت میں صادق ہو، تاکہ تو معرفت کے خزانے کی چابی پائے۔

اے راہ طریقت کے متلاشی! کسی راہنما کا دامن پکڑ، جو کچھ تو رکھتا ہے اس کی راہ میں قربان کردے۔

اگرتو طلب کی راہ میں سو سال چلتا رہے، راہنما اگرنہیں ہے تو اس مشقت کا کیا فائدہ ہے!

کسی رفیق کے بغیر جوکوئی عشق کے راستے پر چلا اس کی عمر گزرگئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

اپنے پیر کو حاکم مطلق سمجھ، تاکہ فقیری کی راہ میں توحق کو پہچاننے والا ہوجائے۔

جو کچھ پیر فرمائے اس کے حکم کی اطاعت کرنے والا ہوجا، اس کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنا۔

پیر جو بات کرے تو ہمہ تن گوش ہوجا، جب تک وہ نہ کہے کہ بولو تو چپ رہ۔

الجواب: یہ تمام حقوق صحیح ہیں، ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علماء اور بعض ارشادات اولیاء سے ثابت ہیں اور اس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے، اکابر نے اس سے بھی زیادہ آداب لکھے ہیں، انتوں پر عمل نہ کریں گے مگر بڑی توفیق والے، اورنمبر ۱۷ اسے شیطانی خواب پریشان مہمل مستثنیٰ ہے کہ اسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اورنمبر ۲۲ عوام مریدین کے لئے ہے جن کو بارگاہ شیخ میں بھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہوا یسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے لئے کہے عذر کردے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔ واللہ

تعالیٰ اعلم![۱]

ارشاد نمبر:۶

فارسی متن:

تا روزے کہ حضرت مخدومی نشستہ بودند مخدوم زادہ پشتارۂ ہیزم آوردند ناگاہ از دور بنظر مبارک افتاد کہ پشتارۂ ہیزم مقدار یک گز از سر مخدوم زادہ بالا می آمد، ازآزاں روز حضرت مخدومی از ہیزم کشی کشیدند و فرمودند" جائے کہ عورات ضعیفاں آب می کشیدند زمین خشن ست پائے ضعفا می لغزد، آں جا بروید و کوزہائے ایں ضعیفاں بر سر کنید و بجائے آساں کردہ بدہید۔" تا چار سال بایں امر اشتغال فرمود۔[۲]

اردو ترجمہ:

ایک دن حضرت مخدومی تشریف فرما تھے آپ کے سامنے ہی (صاحبزادہ نور قطب عالم) لکڑیوں کا گٹھا لا رہے تھے۔ حضرت مخدومی کی نظر مبارک ان پر پڑی تو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا مخدوم زادہ کے سر سے ایک گز کی بلندی سے ان کے ساتھ ساتھ چلا آ رہا ہے۔ اس روز سے حضرت مخدومی نے ان کی یہ خدمت موقوف کر دی اور حکم دیا کہ:

"جس مقام پر ضعیف عورتیں پانی بھرتی ہیں وہاں زمین خراب ہے اور ان بے چاریوں کے پاؤں پھسل جاتے ہیں اور ان کے برتن گر کر ٹوٹ جاتے ہیں، تم وہاں جا کر ان کے پانی کے برتن پنگھٹ سے اٹھا کر صاف ستھرے سخت زمین پر رکھ دیا کرو۔" (وہاں سے وہ اٹھا لیا کریں گی) چار سال تک وہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔[۳]

---

[۱]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الفرائض، کتاب الشتی، ج:۲۶،ص:۷ ۱۳۷،المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶۔

[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶، ص:۱۷۹، ۱۸۰، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، سال اشاعت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۳]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱،ص:۱۵۰، ۱۵۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

توضیح وتشریح

سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں تربیت مرید کا طریقہ:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد سے نمایاں ہے کہ آپ اپنے مریدین کی سخت تربیت فرماتے تھے، خانقاہ علائیہ میں ہر مرید کو کم از کم ۱۲ سال تک جاں گسل کام کرنے پڑتے تھے، محنت ومشقت اور مجاہدہ وریاضت سے گزرنے کے بعد جو لائق ہوتا اس کو مسند ارشاد تفویض کیا جاتا تھا۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں تربیت مریدین کی ابتدا چہار چہار پاسداری سے ہوتی ہے اور انتہا سخت مجاہدات وریاضات پر کرائی جاتی ہے۔ان مراحل سے گزارنے کے بعد مرید کو درجات ولایت سے متعارف کرایا جاتا ہے۔یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔چہار چہار پاس داری کا ذکر افادۂ عوام کے لیے یہاں کر دیا جاتا ہے:ابتدائی تربیت مرید میں پاسدارئ چہار چہار یعنی چار ترک (شرک،غیبت،جھوٹ اور نفاق) اور چار اختیارات (یعنی قلتِ کلام، قلتِ طعام، قلتِ منام اور قلتِ عوام) اور چار واجبات (یعنی نمازِ پنجگانہ مع تہجد و اوابین، خدمت والدین، خدمتِ خلق اور لقمۂ حلال) اور چار حقوق (یعنی عینان، زبان، کان اور دھیان کو آلودگی سے بچانا) شامل ہیں۔

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنے شیخ آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان کی طرح مریدین کی سخت تربیت فرماتے تھے۔کم از کم ۱۲ سال مریدین کو ریاضت ومجاہدہ میں گزارنے پڑتے تھے۔تفصیل کے لیے ہماری کتاب حیات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کا مطالعہ مفید ہوگا۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا سو بار جب عقیق کا ٹا تب نگیں ہوا

❁

ارشاد نمبر:۷

فارسی متن:

حضرت مخدومی می فرمودند کہ:

''مردم روزگار دریں وقت پیدا می شوند و ناخدمت کردہ می خواہند کہ نعمت رب

یابند، عجب بنماید۔ مصرع:

نابردہ رنج گنج میسر نمی شود۔[۱]

اردو ترجمہ:

غوث العالم حضرت مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

حضرت مخدومی فرمایا کرتے تھے کہ:

"تعجب ہوتا ہے کہ آج کل اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں کہ بغیر خدمت کے ہی چاہتے ہیں کہ نعمت حاصل کرلیں۔"

بے رنج کے کسی کو خزانہ نہیں ملتا۔"[۲]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا مذکورہ بالا ارشاد گرامی جامع الکلم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی ایک جملے کو پھیلایا جائے تو دفتر کی ضرورت ہوگی۔ آپ نے ایک ہی جملے میں ہر طبقے کے لوگوں کو نمونۂ عمل عطا فرمادیا ہے۔

محنت کامیابی کی ضمانت ہے:

محنت اور حرکت کی بنیاد پر نظام کائنات رواں ہے۔ سیارگان فلک مسلسل حرکت میں ہیں، موسموں میں ٹھہراؤ نہیں ہے، رات ودن میں سکون نہیں ہے، یہ پورا نظام کائنات ہمیں محنت ومشقت کرنے کی رغبت دلا رہا ہے۔ قوموں کی ترقی اور اقبال بغیر محنت ومشقت کے ممکن نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مادی وروحانی زندگی میں یکساں بلکہ روحانیت میں مادیت سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ الطاف حسین حالی نے کیا خوب کہا ہے:

فرشتے سے بڑھ کر انسان بننا مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶، ص: ۱۸۰، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۱۵۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

ارشادنمبر:۸

فارسی متن:

گزرگاہ محفۂ شیخ سراج الدین اکثر اوقات بردرخسرپورگان حضرت مخدومی می شد وخسرپورگان منصب وزارت وصدارت داشتند ، ایشاں راعاردرکارمی شدومی گفتند کہ: اے بےننگ عالم! چرانام مرابےننگ می کنی حضرت مخدومی درجواب می خواندند:[۱]

چہ می گوئی زیں ننگ تمام است   کہ مارادرجہاں زیں ننگ نام است
کسے کورابود زیں خدمتش ننگ   زند فرداازحسرت سینہ برسنگ

اردوترجمہ:

حضرت غوث العالم مخدوم سیداشرف جہاں گیرعلیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

شیخ سراج الحق قدس سرہ کی پالکی حضرت مخدومی کے سسرال والوں کے محل کے سامنے سے گذرتی تھی اس حال میں کہ پالکی کا بازوئے راست حضرت مخدومی کے کاندھے پرہوتا تھا، اس زمانے میں آپ کے سالے منصب وزارت پرفائز تھے، انھیں حضرت مخدومی کی اس خدمت سے بہت شرم وعارآتی تھی اورکہا کرتے تھے کہ: اے بےننگ ونام عالم! یہ خدمت کرکے مجھے کیوں شرمندہ کررہاہے؟

حضرت مخدومی جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ:[۲]

''یہ کیا کہتے ہو ہے یہ ننگ کا کام   جہاں میں ہے میرااس ننگ سے نام
جو کہتاہے اسے کارکمینہ   توکل کوٹے گا وہ حسرت سے سینہ''

توضیح وتشریح

متبع شریعت پیرکی خدمت دنیاوی واخروی صلاح وفلاح کی ضامن ہے:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے عمل سے یہ واضح کردیا کہ مرشدکی خدمت میں ننگ وعار باعث حسرت ویاس ہے۔ ان کی خدمت ہی میں نیک نامی اوردنیاوآخرت کی صلاح وفلاح ہے۔ لہذامتبع سنت پیرکی صحبت وخدمت کوغنیمت

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶، ص:۱۸۰، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔
[۲]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۲، ناشرشیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

سمجھنا چاہیے اور ان سے اکتسابِ فیض میں عار اور استکبار نہیں کرنا چاہیے اور ان کے حقوق وآداب میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ متبع شریعت پیر کی صحبت سے ایمان میں رسوخ وکمال پیدا ہوتا ہے، احکام شریعت میں استقامت اور تعلق مع اللہ میں مضبوطی آتی ہے اور دنیا سے دل سرد ہوکر آخرت کی طرف مائل ہوتا ہے۔

ارشاد نمبر: ۹

فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ بیسیار خواستم کہ در خدمت شدیدہ اشتغال نمایم ولیکن خدمت مخدومی از بس کہ لطف عام در بارۂ ایں فقیری کردند می ماندند کہ با یں نوع خدمت مشتغل باشم، ضرورت بموجب فرمودہ کہ 'الاطاعة احسن من الخدمة'۔ ہماں نوع خدمت امتثال می کردم، امانا در اوقات قدم جائے حضرت مخدومی رفتہ ام در رفتن مقذورہ ہرگز بوئے قذر بد ماغ نہ رسیدہ است۔ در روزے بطریق مخفی مقذورہ برفتم کہ نظر مبارک حضرت مخدومی افتاد فرمودند کہ ''بروب قاذورات کثیرہ از پیش گاہ وحدت می روبی وخس وخاشاک فقر اولا دخود از صحن روزگار آنہاں بر می داری۔''[۱]

نروید کسے خاشاک کثرت	زجاروب عیون درگاہ وحدت
نہ بیند پیش گاہ وحدت حق	مقید درنیاید سوئے مطلق

اردو ترجمہ:

قدوۃ الکبری مخدوم سید اشرف جہاں گیر فرماتے ہیں کہ:

میں نے بہت چاہا کہ آپ کی خدمت میں مشکل کام سرانجام دیا کروں لیکن حضرت مخدومی اس فقیر پر اس قدر مہربانی فرماتے اور مجھے لطف وکرم سے نوازتے کہ کوئی سخت کام مجھ سے نہیں لیتے تھے۔ اور میں بھی 'الاطاعة احسن من الخدمة' (فرمان پذیری خدمت سے زیادہ بہتر اور احسن ہے) کے بموجب اسی خدمت کو بجالاتا جس کا آپ حکم فرماتے۔ کبھی کبھی میں حضرت کے قدمچہ کو صاف کردیا کرتا تھا اور اس قدمچہ کے صاف

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶، ص: ۱۷۹، ۱۸۰، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

کرتے وقت کبھی بھی نجاست کی بو میرے دماغ میں نہیں آئی،لیکن ایک روز میں چھپ کر حضرت کے ’قدم چہ‘ کو صاف کررہا تھا کہ آپ کی نظر مجھ پر پڑ گئی،حضرت مخدومی نے فرمایا کہ:

’’خوب اچھی طرح صاف کرو کہ اس طرح تم اپنی اولاد کے فقر کی نجاستوں کو صاف کررہے ہو۔‘‘[۱]

نہ جھاڑے جب کوئی خاشاک کثرت　　پلک سے نا ملے درگاہ وحدت
نہ دیکھے پیش گاہ وحدت حق　　مقید پھر نہ آئے سوئے وحدت

توضیح وتشریح

کامل پیر کو مرید کی کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہوتی ،نہ مالی نہ جسمانی، ان کا بھروسہ اللہ عزوجل کی ذات پر ہوتا ہے۔کامل پیر مرید کو آداب زندگی سکھانے کے لیے خدمتیں سپرد کرتا ہے،نفس کشی اورسلب استکبار کے لیے جسمانی محنت ومشقت کراتا ہے۔جو مرید صفات ذمیمہ سے خالی ہوکر آتا ہے اس کو ان خدمتوں کی ضرورت نہیں ہوتی ،وہ براہ راست معرفت وسلوک کے اسباق لینے کا اہل ہوتا ہے۔حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا شمار ایسے ہی مریدوں میں تھا۔حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے خود اس کا اعتراف کیا ہے۔مرید خواہ جس حیثیت کا ہو،اسے چاہیے کہ پیر کی صحبت وخدمت میں وابستہ رہے، پیر کی خدمت بجالا کر اسے جتلایا نہ کرے، ہم جیسوں کی خدمت یہ نیک وصالح بندے قبول فرمالیں، یہ ہی ان کی مہربانی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ اپنے مرشد کامل کی نظریں بچا کر نعلین صاف کیا کرتے تھے۔

❁ پیر کا حق ادا کرپانا مشکل ہے:

دعوت اسلامی کی مطبوعہ کتاب ’’پیر پر اعتراض منع ہے‘‘ میں لکھا ہے کہ:

’’حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ البَاقِی سے جب یہ عرض کی گئی کہ پیر کا مرید پر کس قدر حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مرید عمر بھر حج کی راہ میں

[۱] حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی ،لطیفہ ششم ،ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱ ص:۲۵۲ ،ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

پیر کو سر پر اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (ہشت بہشت، ص ۳۹۷) اور حضرت سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی (متوفی ۹۷۳ھ) اَلْاَنْوَارُ الْقُدسِیَّۃُ فِی مَعْرِفَۃِ قَوَاعِدِ الصُّوْفِیَّۃ میں ارشاد فرماتے ہیں:

مرید کی شان یہ ہے کہ کبھی اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس نے اپنے مرشد کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اگرچہ اپنے مرشد کی ہزار برس خدمت کرے اور اس پر لاکھوں روپے بھی خرچ کرے کیونکہ جس مرید کے دل میں اتنی خدمت اور اتنے خرچ کے بعد یہ خیال آیا کہ اس نے مرشد کا کچھ حق ادا کر دیا ہے تو وہ راہِ طریقت سے نکل جائے گا یعنی پیر کے فیض سے اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔[۱]

حق ادا کرنا محبت کا بہت دشوار ہے　　　حال بلبل کا سنا دیکھا ہے پروانے کو ہم نے

حضرت مخدوم العالم کی پیشین گوئی کی صداقت:

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا تھا:

''خوب اچھی طرح صاف کرو کہ اس طرح تم اپنی اولاد کے فقر کی نجاستوں کو صاف کر رہے ہو۔'' اس پیشین گوئی کی صداقت کا اظہار تقریباً سات سو برس سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ اولاد مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی فقر کی آلودگیوں سے پاک ہیں۔ تجارت وحرفت، ملازمت وصنعت ہر جگہ نیک نام ہیں۔ جنھوں نے دنیا چھوڑ کر خدمت دین اختیار کیا وہ اور بھی باکمال اور صاحب جاہ وجلال ہیں۔

ارشاد نمبر: ۱۰

فارسی متن:

حضرت مخدومی بارہا فرمودہ اند کہ:

''طالبان صادق وسالکان واثق را دریں راہ می باید کہ اسباب سعادت وصول مہیا کردہ بیاید، چناں کہ فرزند اشرف جملہ اسباب سعادت وصول مہیا کردہ بیاید، چناں کہ فرزندم اشرف جملہ اسباب ولایت وآلات عنایت خود را تہیہ نمودہ آمد و چراغ قابلیت خود را پُر از روغن

[۱] ۔ پیر پر اعتراض منع ہے، ص: ۱۶، بحوالہ الانوار القدسیۃ، الجزء الثانی ص ۲۷، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

استعداد و فتیلۂ ارادت آمادہ کردہ درآمد ہمیں کہ بر گردن ماندہ بود۔'' [۱]

مریدی کان چراغ خود آورد | زشمع حال کود پیریش پرکرد
چراغ قابلیت گرنباشد | چہ کارآید زپیرش گرخراشد
اگر نیسان ہمہ گوہر بریزد | صدف گرنیست لولو از چہ خیزد

اردو ترجمہ:

محبوب یزدانی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت مخدومی نے بار بار فرمایا کہ:

''اس راہ (طریقت) میں جواں مرد کو تیار ہو کر آنا چاہیے جس طرح میرے فرزند اشرف نے ولایت کے تمام اسباب فراہم کر لیے تھے اور اپنی قابلیت کے چراغ کو روغن اور فتیلہ (بتی) سے تیار رکھا تھا، بس اسے دیا سلائی دکھانے کی دیر تھی (آگ کی لو دکھانے سے وہ چراغ روشن ہو گیا) بس یہی ایک توجہ کرنا باقی رہ گیا تھا۔'' [۲]

مرید اپنا چراغ دل جولایا | تو اسکے پیر نے اس کو جلایا
چراغ قابلیت گر نہ ہوئے | تو پھر کیا پیر اس کو تراشے
اگر نیساں سے سب موتی ہی برسے | صدف ہی جب نہیں تو موتی ہے کیسے

توضیح و تشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس فرمان میں مقدمات راہ سلوک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی توضیح و تشریح کر دی جائے تاکہ متلاشیان سلوک و معرفت کے لیے مشعل راہ کا کام دے۔

انسان پر دو اہم ذمہ داریاں ہیں جن کی معرفت کے بغیر انسانیت کی تکمیل ناممکن ہے۔ پہلی ہے خود شناسی اور دوسری خدا شناسی۔ پہلی دوسری کا مقدمہ ہے۔

خود شناسی کیا ہے:

انسان اپنے مقام و مرتبہ اور اپنی صلاحیتوں اور ذمہ داریوں سے جب آگاہ ہوتا

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، لطیفہ ۶ ص: ۱۸۱، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔
۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج: ۱ ص: ۲۵۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

ہےتو اسے خودشناسی حاصل ہوجاتی ہے۔

انسان کو یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کائنات میں اس کا کیا مقام ہے؟ وہ خالق ہے یا مخلوق؟ مخلوقات میں اس کا درجہ کیا ہے؟ اس کے اندر کیا کیا صلاحیتیں ہیں؟ کیا وہ ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال کررہا ہے؟ کیا اس پر ذاتی ذمہ داریوں کے ساتھ اجتماعی ذمہ داریاں بھی ہیں؟ کیا وہ ان ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے؟ اللہ کریم نے اس کو اس دنیا میں جس مقصد کے لیے بھیجا ہے، کیا وہ اس کو مکمل طور پر ادا کررہا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ قرآن وآحادیث میں بے شمار نصوص ہیں جو بندوں کو خودشناسی کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

''وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ - وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔''

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو، اور خود تم میں، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

[ترجمہ کنز الایمان، سورۂ ذریات: ۲۰، ۲۱]

جب بندہ اپنی ذات وصفات کا اور اپنی ذمہ داریوں کا مکمل ادراک کرلیتا ہے، اس پر عمل پیرا ہوتا ہے تب کہیں جاکر وہ خداشناسی کے قابل ہو پاتا ہے:

''من عرف نفسه فقد عرف ربّه۔''[۱]

اور ایک جگہ ہے: ''من عرف نفسه كلّ لسانه''[۲]

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہوگئی۔

علم طریقت کا اہل کون ہے؟

سلوک ومعرفت میں قدم رکھنے سے پہلے علوم شریعت کا عالم ہونا اولین شرط ہے۔ اسی سے حقیقی خودشناسی کی دولت میسر آتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کا قول نقل فرمایا ہے:

''قد اجمع القوم على انه لا يصلح للتصدر في طرق الله عزوجل الا من تبحر في علم الشريعة وعلم منطوقها ومفهومها وخاصها وعامها وناسخها

۱۔ کشف الخفاء، حدیث نمبر ۲۵۳۰، ج: ۲، ص: ۲۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۔ کشف الخفاء، حدیث نمبر ۲۵۳۱، ج: ۲، ص: ۲۳۴، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

ومنسوخها وتبحر فی لغة العرب حتی عرف مجاز اتھاواستعاراتھا وغیر ذٰلك فکل صوفی فقیہ ولاعکس''

تمام اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کا لائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہو اس کے منطوق، مفہوم، خاص، عام، ناسخ، منسوخ سے آگاہ ہو زبان عرب کا کمال ماہر ہو یہاں تک کہ اس کے مجاز اور استعارے وغیرہ جانتا ہو تو ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے اور ہر فقیہ صوفی نہیں۔[1]

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کا قبل بیعت تبحر علمی:

مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ علم شریعت کا دریا تھے، علم طریقت کے صدر بننے کے لائق ہو چکے تھے، اس کے بعد پنڈوہ شریف لائے تھے اور آپ کے سامنے زانوے ادب تہ کئے تھے۔ علم شریعت کے منطوق، مفہوم، خاص، عام، ناسخ، منسوخ اور علوم عربیہ کے جملہ مجازات واستعارات وغیرہ سے واقف ہو کر پنڈوہ شریف وارد ہوئے تھے۔ اتنی قابلیت واہلیت پیدا کر لینے کے بعد آپ نے علم طریقت حاصل کرنا شروع کیا تھا۔ آپ فقیہ بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔

سمٹ لیں مہ وخورشید روشنی اپنی　　　صلاحیت ہے زمیں بھی جگمگانے کی

ارشاد نمبر: ۱۱

فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ از حضرت مخدومی نقل داریم کہ می فرمودند کہ:

''منصور را بدعائے جنید ایں کار افتاد کہ سرے از اسرار وے افشا نمود و آں چناں است کہ روزے منصور بملازمت جنید رفت، چوں بدر رسید در را کوفتہ از دروں جنید آواز د، کیست؟ گفت، حق، جنید فرمود نہ حقی بلکہ بحقی، وقال: أی خشبة تفسدها، کدام چوب ودار

[1] العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج:۲۱، ص: ۱۱۴، المدینۃ لائبریری، لاہور، ورژن ۲۰۱۶، الطبقات الکبرٰی للشعرانی، مقدمۃ الکتاب، مصطفی البابی مصر، ج:۱، ص: ۴۔

ست کہ بتو چرب درکشید۔‘‘[۱]

۞اردو ترجمہ:

غوث العالم، مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:
حضرت پیرو مرشد سے روایت رکھتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ:

’’منصور پر جنید[۲] کی دعا سے یہ افتاد آئی کہ ان کے ایک بھید کو ظاہر کیا تھا اور وہ یوں ہے کہ ایک دن منصور جنید کی خدمت میں گئے جب دوراز ے پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے جنید نے آواز دی: کون ہے؟ کہا: حق! جنید نے کہا: حق نہیں ہو؛ بلکہ حق کی طرف سے ہو، اور کہا: کون سی لکڑی ہوگی جس کو تو خراب کرے گا اور کون سی لکڑی اور دار ہے کہ تجھ کو لوگ چرب کریں۔‘‘[۳]

توضیح وتشریح

۞افشائے راز ممنوع ہے

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے واضح کیا کہ حضرت منصور حلاج پر افتاد آنے کی وجہ افشائے راز ہے۔ اسلام میں راز کی بڑی اہمیت ہے۔ اسے افشا کرنے کی ممانعت وارد ہے۔ راز اللہ کریم کے نزدیک ایک امانت ہے۔ اس کی حفاظت مسلمان پر لازم ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کو راز میں رکھنے کی تاکید فرمائی،

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص: ۲۰۷، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۔ حضرت جنید بغدادی کی ولادت ۲۱۰ھ تا ۲۲۰ھ کے درمیان عروس البلاد شہر بغداد میں ہوئی۔ آپ کے خطابات والقابات میں ’’لسان القوم‘‘، ’’طاؤس العلماء‘‘، ’’سلطان المحققین، ’’عمدۃ المشائخ‘‘، ’’ماہر شریعت‘‘، ’’چشمۂ انوار الٰہی‘‘، ’’منبع فیوض لامتناہی‘‘، ’’سید الطائفہ‘‘ اور ’’امام الائمہ‘‘ تھے۔ مشہور ومعروف صوفی ہیں، حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے بھانجے، مرید اور شاگرد تھے۔ انہوں نے بغداد میں رہتے ہوئے سماعِ حدیث کیا، علمائے کرام سے ملاقاتیں کی، حضرت ابوثور سے فقہ پڑھی، متعدد نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی جن میں حضرت حارث محاسبی اور حضرت سری سقطی شامل ہیں۔ اس کے بعد عبادت گزاری میں مشغول ہو گئے اور اسی کو اپنا مشغلہ بنالیا اور بہت شہرت پائی، یہاں تک کہ علم الاحوال اور وعظ کے لیے اپنے وقت کے یگانہ روزگار شیخ بن گئے۔ آپ کے خلفا میں حضرت شیخ ابوبکر شبلی، حضرت شیخ احمد ابوعلی رودباری، حضرت شیخ کریم الدین ممشاد علو دینوری، حضرت شیخ ابومحمد عبد اللہ مرتعش، حضرت شیخ ابو محمد حریری کے نام آتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی مشہور ویب سائٹ وکی پیڈیا اردو سے ماخوذ۔

۳۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱ ص: ۲۹۴، ناشر۔ شیخ محمد ہاشم اشرفی۔

کسی اور سے بیان کرنے سے منع فرمادیا۔قرآن شریف میں ہے:

''قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا''

کہا:اے میرے بچّے!اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔[ترجمۂ کنزالایمان،سورۂ یوسف:۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ''

جب کوئی آدمی کوئی بات بیان کرے پھر (اسے راز میں رکھنے کے لیے) دائیں بائیں مڑ کر دیکھے،تو وہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔[۱]

حضرت منصور حلاج اور سبب تختۂ دار:

حضرت منصور حلاج (پیدائش ۸۵۸ءمطابق ۲۴۳ھ- وفات ۲۶ مارچ ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ) ایک فارسی صوفی اور مصنف تھے پورا نام ابوالمغیث الحسین ابن منصور الحلاج تھا۔فارس کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ ''الطور'' میں پیدا ہوئے۔عمر کا ابتدائی زمانہ عراق کے شہر'' واسط''میں گزرا۔پھر''اہواز''کے ایک مقام''تستر''میں حضرت سہل بن عبداللہ اور پھر 'بصرہ' میں حضرت عمرو مکی سے تصوف میں استفادہ کیا۔ ۲۶۴ھ میں بغداد آ گئے اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے حلقۂ تلمذ میں شریک ہو گئے۔وہ''اتحاد ذات الٰہی''یا''ہمہ اوست''کا قائل تھے اور''اناالحق''[ظاہری معنی:میں خدا ہوں] کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔۲۹۷ھ مطابق ۹۰۹ء میں ابن داؤد اصفہانی کے فتوے کی بنیاد پر پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے۔۳۰۱ھ میں دوسری مرتبہ گرفتار ہوئے اور آٹھ سال مسلسل اسیر رہے۔۳۰۹ھ میں مقدمے کا فیصلہ ہوا اور ۱۸ ذیقعدہ کو سولی دے دی گئی۔وفات کے بعد علماء کے ایک گروہ نے کافر و زندیق قرار دیا اور دوسرے گروہ نے جن میں حضرت رومی اور حضرت شیخ فریدالدین عطار جیسے عظیم صوفی بھی شامل تھے انھیں ولی اور شہید حق کہا۔[۲]

لطائف اشرفی میں حضرت منصور حلاج پر افتاد آنے کی ایک دوسری روایت یوں

۱۔سنن ترمذی،باب ماجاءان المجلس بالامانۃ،جلد:۳،ص:۲۳۰،دارالفکر للطبع والنشر۔

۲۔ماخوذ از انٹرنیٹ کی مشہور ویب سائٹ ویکی پیڈیا اردو۔

درج ہے:

''منصور حلاج پر جو افتاد آئی وہ استاد کے راز کو ظاہر کر دینے سے آئی۔ مروی ہے کہ عمر و عثمان مکی نے جوان کے استاد تھے۔ مسئلہ توحید اور علم صوفیہ میں چند جز تصنیف کئے تھے۔ جن کو وہ ان سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ منصور نے ان کو پالیا اور ظاہر کر دیا اور خلقت پر کھول دیا۔ بات باریک تھی لوگ نہ سمجھے۔''[۱]

❁

ارشاد نمبر: ۱۲

❁ فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ: روزے پیش حضرت مخدومی ذکرے از کشف افتاد، فرمودند:

''کشف باصطلاح محققین عبارت از ملکہ شدن نسبت شہودیت وصف لازمہ بودن ، وجود ذوقیہ است بحیثیتی کہ طرفۃ العین ازیں نسبت ذاہل نبود، وزیں شہود غافل۔ ونزدیک بعضے مشائخ مراد از کشف ارتفاع حجاب کونی از بصر سالک واقماع نقاب صوری از چشم است۔ چناں کہ حالات صد کروہ وواقعات ہزار کروہ وی رامعائنہ بود؛ بلکہ معاملۂ اعصار و واقعۂ روزگار اورا مشاہدہ شود۔''[۲]

❁ اردو ترجمہ:

قدوۃ الکبری، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ: ایک روز حضرت مخدوم شیخ علاء الدین گنج نبات کے روبرو کشف کا ذکر ہوا، حضرت مخدومی نے فرمایا کہ:

''کشف محققین کی اصطلاح میں نسبت شہودیہ کا ملکہ بن جانا ہے اور وجود ذوقیہ کا وصف لازم بن جانا کشف ہے۔ اس طرح کہ ایک ذرا دیر کے لیے بھی سالک اس نسبت سے غافل نہ ہو اور اس شہود سے غفلت نہ برتے۔ بعض مشائخ کے نزدیک کشف سے مراد

---

[۱]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ بحضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱ص: ۲۹۳، ۲۹۴؛ ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔
[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی ص: ۲۶۷، ۲۶۸، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

سالک کی چشم نگاہ سے حجاب کونی اور نقاب ظاہری کا اٹھ جانا اور دور ہو جانا ہے، اس طرح سے کہ سوکوس اور ہزار کوس کے واقعات بھی اس کے سامنے ہوں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہر زمانے کے معاملات اور واقعات روزگار کا وہ مشاہدہ کرے۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے کشف کی جامع تعریف بیان فرمائی ہے۔ بعض مشائخ کا حوالہ دیتے ہوئے کشف کے ضمن میں اہل کشف کی طرف بھی کامل اشارہ فرمایا ہے۔ ہم یہاں بعض محققین کے مزید اقوال پیش کرتے ہیں۔

❁ کشف اور اہل کشف کی حقیقت:

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کشف کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں:

''عارف باللہ حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر و مرشد امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں:

علم الکشف اخبار بالامور علی ماھی علیہ فی نفسھا و ھذا اذا حققتہ وجدتہ لایخالف الشریعۃ فی شیئ بل ھو الشریعۃ بعینھا۔

یعنی علم کشف یہ ہے کہ اشیاء جس طرح واقع وحقیقت میں ہیں اسی طرح ان سے خبر دے، اسے اگر تو تحقیق کرے تو اصلاً کسی بات میں شریعت کے خلاف نہ پائے گا بلکہ وہ عین شریعت ہے۔[۲]

اہل کشف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت خاتم الولایۃ المحمدیہ۔[شیخ اکبر محی الدین ابن عربی] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اعلم ان عین الشریعۃ ھی عین الحقیقۃ اذ الشریعۃ لھا دائرتان علیا وسفلی فالعلیا لاھل الکشف والسفلی لا ھل الفکر فلما فتش اھل الفکر علی

---

[۱]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۳۹۱، ۳۹۲، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی۔

[۲]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج:۲۱، ص:۱۱۳، المدینۃ لائبریری، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء؛ میزان الشریعۃ الکبریٰ، فصل فی بیان استحالہ خروج شئی الخ، ج:۱، ص:۴۴، مصطفی البابی مصر۔

ماقال اهل الکشف فلم یجدوه فی دائرة فکرهم قالوا هذا خارج عن الشریعة فاهل الفکر ینکرون علی اهل الکشف واهل الکشف لاینکرون علی اهل الفکر، من کان ذا کشف وفکرفهو حکیم الزمان فکما ان علوم الفکراحد طر فی الشریعة فکذالك علوم اهل الکشف فهما متلازمان ولکن لما کان الجامع بین الطرفین عزیز افرق اهل الظاهر بینهما۔''

یقین جان کہ شریعت ہی کا چشمہ حقیقت کا چشمہ ہے اس لئے کہ شریعت کے دو دائرے ہیں ایک اوپر اور ایک نیچے، اوپر کا دائرہ اہل کشف کے لئے ہے اور نیچے کا اہل فکر کے لئے، اہل فکر جب اہل کشف کے اقوال کو تلاش کرتے اور اپنے دائرہ فکر میں نہیں پاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ قول شریعت سے باہر ہے۔تو اہل فکر اہل کشف پر معترض ہوتے ہیں مگر اہل کشف اہل فکر پر انکار نہیں رکھتے۔ جو کشف وفکر دونوں رکھتا ہے وہ اپنے وقت کا حکیم ہے پس جس طرح علوم فکر شریعت کا ایک حصہ ہیں یونہی علوم اہل کشف بھی،تو وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور جبکہ دونوں کناروں کا جامع نادر ہے، لہذا ظاہر بینوں نے شریعت وحقیقت کو جدا سمجھا۔[۱]

اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی نقل کردہ عبارت سے آفتاب نیم روز کی طرح یہ بات عیاں ہوگئی کہ اہل کشف کا رتبہ اہل فکر سے بڑا ہے، علمائے ظاہر کے درجات علمائے باطن کے درجات سے بلند ہیں۔ یہ ان کی راہ خدامیں جہد مسلسل ،عمل پیہم اور ریاضت ومجاہدہ کا نتیجہ ہے۔حفیظ جالندھری نے کیا خوب کہا ہے:

فکر تخلیق سخن مسند راحت پہ حفیظ   باعث کشف وکرامات نہیں ہوتی ہے

حضرت مفتی یار احمد خان اشرفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''مسائل فقہیہ صوفیاء کے کشف سے ثابت نہیں ہوتے اگرچہ وہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی نقل فرمادیں کیونکہ شریعت کے دلائل کتاب وسنت ہیں نہ کہ صرف کشف۔ (مرقات) ہاں کشف سے فقہی مسئلہ کی تائید ہوسکتی ہے۔''[۲]

---

[۱]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج:۲۱،ص:۱۱۲، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶ء۔

[۲]۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۷،ص:۳۰۰، المدینۃ لائبریری، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

”نص کے مقابلے میں نہ کسی کا خواب معتبر ہے نہ ولی کا کشف اور نہ کسی کا الہام۔“[۱]

ارشاد نمبر:۱۳

فارسی متن:

چوں مریدے بجہت ارادت دست بوس حضرت ایشاں آمدی ونام ارادت می بردی بیسیار اعراض می کردند کہ رنگ وی مبارک ایشاں تغیر می یافت، فرمودند کہ: ”امروز مرید کجا است؟ اگر مرید بود سرحلقۂ مریدان روزگار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بود وپیر سرحلقۂ پیران حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم، بعد ازاں چند شخصے در متقدمین کہ در سرحد ارادت ومریدی رسیدہ بودند“۔ چوں خدام عظام ایشاں بارہا ایں سخن معائینہ کردہ بودند ہرگاہ کہ طالبے می آمد وے را تلقین می کردند کہ التماس توبہ بکن، چوں نام توبہ بگوش مبارک ایشاں می رسیدے شادی می شدند ومی فرمودند ”بیا اے برادر! ماوتو باہم دیگر توبہ کنیم واز غرقاب بحر عصیاں بساحل غفران بیک دیگر برائیم مجذوب شیرازی می گوید:

نبال بلبل اگر بامنت سر یاریست   کہ ما دو عاشق زادیم وکار ما زاریست

در بیعت مارا یک فائدہ اصلی ومایدۂ کلی می دہد کہ دست معفوی بایں وسیلہ برسد کہ موجب مغفرت بدکاری وسبب آمرزش زشتکاری گردد۔“[۲]

چہ بہتر زیں کہ از ایصال دستی   بدست آرد سعادت نیک بختی

اردو ترجمہ:

غوث العالم، مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

جب کوئی مرید ارادت کے لیے حضرت پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور ارادت کا نام لیتا تھا تو حضرت اس سے بہت بچتے تھے اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا اور فرماتے تھے:

” آج کل مرید کہاں ہے؟ اگر کوئی مرید تھا تو حلقۂ مریدانِ جہاں کے سردار

---

[۱]۔ مرجع سابق، ج:۲، ص:۱۹۸۔

[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص:۲۲۵، ۲۲۶، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ[۱] تھے اور پیروں اور مرشدوں کے سردار سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[۲] کی ذات گرامی تھی اور ان کے بعد چند اور دوسرے حضرات متقدمین میں تھے جو ارادت کی حدوں تک پہنچے تھے، چونکہ آپ کے خدام عظام نے آپ کی زبان سے متعدد بار یہ بات سنی تھی اس لیے جب کوئی طالب ارادت، خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو اس کو سمجھا دیا جاتا تھا کہ (ارادت کی بجائے) توبہ کی التماس کرے۔ جب آپ کے گوش مبارک میں توبہ کا نام پہنچتا تو آپ بے حد مسرور ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ:

''اے بھائی! آؤ، آؤ، ہم تم مل کر توبہ کریں اور ہم تو کہ بحر عصیاں میں غرقاب ہیں توبہ کر کے ساحل بخشش تک پہنچ جائیں جیسا کہ مجذوب شیرازی (حافظ) نے کہا ہے۔

نبال بلبل اگر بامنت سر یاریست — کہ مادو عاشق زادیم وکار ما زاریست

آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں — تو ہائے پکار میں چلاؤ ہائے دل

فرماتے تھے کہ:

''اس بیعت میں ایک فائدۂ اصل اور سرمایۂ کل یہ ہے کہ اس طرح ایک مغفور کا ہاتھ اس وسیلہ سے حاصل ہوجائے جو ایک بدکار کی مغفرت اور ایک زشت کار کی آمرزش کا موجب بن جائے۔''

---

[۱]۔ حضرت ابوبکر صدیق کا اصل نام عبداللہ بن ابوقحافہ تیمی قریشی تھا- (ولادت: ۵۷۳ء وفات: ۲۲ اگست ۶۳۴ء) پہلے خلیفہ راشد، عشرہ مبشرہ میں شامل، پیغمبر اسلام کے وزیر، صحابی وخسر اور ہجرت مدینہ کے وقت رفیق سفر تھے۔ انبیا اور رسولوں کے بعد انسانوں میں سب سے بہتر، صحابہ میں ایمان وزہد کے لحاظ سے سب سے برتر اور ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر کے بعد پیغمبر اسلام کے محبوب تر تھے۔ آزاد بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ قبول اسلام کے بعد تیرہ برس مکہ رہے، بعد ازاں پیغمبر اسلام کی رفاقت میں مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں پیغمبر اسلام کے ہم رکاب رہے۔ مدت خلافت دو سال چار ماہ رہی، ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو تریسٹھ برس کی عمر میں وصال ہوا۔

[۲]۔ روحی فداہ حضرت ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ولادت: ۱۲ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۸ جون ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء- وصال: ۱۲ ربیع الاول ۱۰ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء) خاتم النبیین ہیں۔ والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کا انتقال آپ کی دنیا میں تشریف آوری سے قریبا چھ ماہ قبل ہوگیا تھا اور جب عمر مبارک چھ سال تھی تو والدہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا بھی اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی تمام مذہبی شخصیات میں سب سے کامیاب شخصیت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی چالیس برس کی عمر شریف میں نازل ہوئی۔ اپنی مختصر مدتِ تبلیغ کے دوران ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے جزیرہ نما عرب میں اسلام کو ایک مضبوط دین بنا دیا، اسلامی ریاست قائم کی اور عرب میں اتحاد پیدا کر دیا۔ ۶۳ برس تھی کی عمر مبارک میں اپنے رب سے جا ملے۔

کتنا اچھا ہے کہ ایسے ہاتھ سے اتصال کے نتیجے میں نیک بختی کی سعادت ہاتھ آجائے۔‘‘[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی مرشد کامل تھے۔اپنے مریدین کی سخت تربیت فرماتے تھے۔ بیعت وارادت کے بعد خانقاہ علائیہ میں یا جہاں شیخ چاہتے ،مرید کو برسوں مجاہدہ کرنا پڑتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مرید کواس راہ میں ضروری استعداد مہیا کرکے آنا چاہیے-جیسا کہ گزرا-ان کے یہاں تربیت کے لیے مرید کوفارغ الحال ہوکرآنا پڑتا تھا۔جو طالبِ ارادت اس لائق نہیں ہوتے ،وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ خانقاہ میں چلے آتے ،حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ اس کے اہل وعیال کا پورا صرفہ برداشت کرتے۔

۞بیعت وارشاد کے شرائط:

بیعت لینے کے لیے چار شرائط ہیں،ان میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو بیعت جائز نہیں۔اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’بیعت لینے اور مسند ارشاد پر بیٹھنے کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں:

ایک یہ کہ سنی صحیح العقیدہ ہو اس لئے کہ بدمذہب دوزخ کے لئے کتے ہیں اور بدترین مخلوق ،جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

دوسری شرط ضروری علم کا ہونا،اس لئے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا۔

تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم ہے دونوں چیزیں کیسے اکھٹی ہوں گی۔

چوتھی اجازت صحیح متصل ہو جیسا کہ اس پر اہل باطن کا اجماع ہے۔

جس شخص میں ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہوتو اس کو پیر نہیں پکڑنا چاہئے۔‘‘[۲]

---

[۱]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی ،لطیفہ ششم ،ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱،ص: ۴۹۴،۴۹۵،ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی۔

[۲]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ،ج:۲۱،ص:۹۷،المدینۃ لائبریری،ڈیجیٹل،دعوت اسلامی،لاہور،ورژن ۲۰۱۶ء۔

۞ مرید کرنا واجبی عمل نھیں:

مرشد کامل کو حق ہے کہ جب طالب کے اندر بیعت کی اہلیت نہ دیکھے تو بیعت سے منع کرے۔ یا طالب کے حق میں اس سے زیادہ اہم اور ضروری امر مفید ہو تو اس کی طرف راہنمائی کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں بعض صحابہ کسی خاص امر دینی میں بیعت کے لیے حاضر ہوتے تو آپ بیعت نہ فرما کر اس سے زیادہ اہم اور ضروری امر پر اس کو مامور فرماتے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے رسالہ ''صیقل الرّین عن احکام مجاورۃ الحرمین'' میں اس قسم کی متعدد حدیثیں لکھی ہے۔

چنانچہ نقل فرماتے ہیں:

''واخرج مسلم فی روایۃ لہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال اقبل رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقال ابایعک علی الھجرۃ والجھاد ابتغی الاجر من اللہ تعالیٰ، قال:" فھل من والدیك احد حی"، قال :نعم، بل کلاھما ،قال:" فتبتغی الاجر من اللہ تعالیٰ"،قال:نعم،قال:"فارجع الی والدیك فاحسن صحبتھما۔''

امام مسلم نے ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، آقا! میں اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی خاطر ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے آپ کے دست اقدس پر بیعت چاہتا ہوں، آپ نے پوچھا: تیرے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ عرض کیا: ہاں، دونوں زندہ ہیں، فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے ثواب واجر چاہتا ہے، عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: والدین کے پاس جاؤ اور ان کی خوب خدمت کرو۔[۱]

واخرج ابوداؤد عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلفظ جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال:جئت ابایعك علی الھجرۃ وترکت ابوی یبکیان، قال: "فارجع الیھما فاضحکھما کما ابکیتھما"

امام ابوداؤد نے اسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ذکر کی ہے ایک

---

[۱]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، ج:۱۰، ص:۱۵۷، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء؛ صحیح مسلم باب برالوالدین، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج:۲، ص:۳۱۳۔

شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ کے پاس ہجرت پر بیعت کے لیے آیا ہوں اس حال میں کہ میں والدین کو روتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں، فرمایا: ان کی خدمت میں واپس جاؤ اور اس طرح خوش کرو جیسے تم نے انھیں رُلایا ہے۔[۱]

ع: ماں باپ اور استاد سب ہیں خدا کی رحمت۔

بیعت کے اقسام اور اس کے فوائد:

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

''پھر بیعت بھی دو قسم ہے:

اول بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہو جانا آج کل عام بیعتیں یہی ہیں، وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے ہوتی ہے۔ وہ خارج از بحث ہے۔ اس بیعت کے لئے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو بس ہے۔

اقول:

بیکار یہ بھی نہیں، مفید اور بہت مفید، اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے۔ محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہٖ سعادت ہے۔

اولاً ان کے خاص غلاموں سالکان راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرلے وہ انہی میں سے ہے۔[۲]

دوم بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق واصل حق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف

۱۔ نفس مرجع، نفس صفحہ؛ سُنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، آفتاب عالم پریس، لاہور، ج:۱ ص:۳۴۲۔

۲۔ مرجع سابق، ص:۱۰۱؛ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ،، ج:۲، ص:۲۰۳ آفتاب عالم پریس، لاہور؛ مسند احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۵۰ و ۹۲، المکتب الاسلامی، بیروت۔

جانے، اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے، کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے، اس کے لئے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام، اگر اس کے صحیح نہ معلوم ہوں، انھیں افعال خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے، غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہوکر رہے۔ یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے، یہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لاننازع الامر اھلہ۔'' ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری ہر خوشی وناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون چرا نہ کریں گے۔[۱]

مزید تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا رسالہ "نَقَاءُ السَّلَافَۃْ فِیْ اَحْکَامِ الْبَیْعَۃِ وَالْخِلَافِہ" سال تصنیف ۱۳۱۹ھ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے فرمان: ''آج کل مرید کہاں ہے؟ اگر کوئی مرید تھا تو حلقۂ مریدانِ جہاں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیروں اور مرشدوں کے سردار سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تھی اور ان کے بعد چند اور دوسرے حضرات متقدمین میں تھے جو ارادت کی حدوں تک پہنچے تھے۔'' سے یہی دوسری قسم مراد ہے۔

حضرت مخدوم العالم گنج نبات پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا ارشاد سے آپ کی آئینہ دار شخصیت کا عکس صاف نظر آتا ہے کہ آپ کے اندر احساس ذمہ داری، عاجزی و انکساری، فروتنی وکسر نفسی جیسی صفات محمودہ بدرجۂ اکمل موجود تھیں۔

۱۔ مرجع سابق، ص:۱۰۲؛ صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترون بعدی اموراً، ج: ۲، ص:۱۰۴۵، قدیمی کتب خانہ، کراچی؛ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ لہ، ج:۲، ص:۱۲۴، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

ارشاد نمبر:۱۴

فارسی متن:

وقتے کہ ایں فقیر بشرف تقبیل اقدام حضرت مخدومی مشرف شد و تاج سعادت حلق برسر نہادن خواستند ، و برزانوئے مبارک خویش سرمن آوردند و بید بیضائے مبارک موسٰے گرفتہ راندند، بدیہیہ خواندیم:

بمکتب خانہ توفیق از لطف — چوں استاد ازل تعلیم کردیم
بہ پیش پائے تو از موئے ہستی — نہادم ازسر و تسلیم کردیم

حضرت مخدومی فرمودند:

''اللہ اللہ، ایں چہ سخن است، فرزند اشرف! ایں چنیں مگو کہ ترا از حق تعالیٰ ودیعتے یافتہ ام، شگرف وکرامتے شناختہ ام بشرف، اول ایں انشا فرمودند:

درگور جم از سر گیسوئے تو تارے — تا سایہ کند برسرمن روز قیامت
سترہ ازسرت موئیم کردم — زمیم تو جدا ایں جیم کردم
زہر موئے تو تیغے کردہ یکبار — سرغیر خدا، دونیم کردم

انواع انفاس شریفہ ومراحم لطیفہ کہ بہ نسبت حضرت قدوۃ الکبریٰ حضرت ایشاں در وقت الباس خرقہ و حلق کردہ اند درمحل او گفتہ اید ان شاء اللہ تعالیٰ۔[۱]

اردو ترجمہ:

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ:

جب میں حضرت مخدومی (شیخ علاء الدین گنج نبات) کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی تو حضرت مخدومی نے سعادت حلق کا تاج میرے سر پر رکھنا چاہا اور میرا سر اپنے زانوئے اطہر پر رکھا اور اپنے دست مبارک میں استرہ لے کے میرے سر کو مونڈا تو میں نے فی البدیہیہ یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ: مکتب خانۂ ازل میں توفیق الٰہی نے جب سے تعلیم دینا شروع کی۔
میں نے اپنے سر سے موئے ہستی اتار کر تیرے قدموں میں ڈال دیا۔

[۱] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص: ۳۴۰، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

میرے یہ اشعار سن کر حضرت مخدومی نے فرمایا:

''اللہ اللہ! فرزند اشرف! ایسا مت کہو، کیوں کہ میں نے تو اللہ تعالی سے تم کو بطور امانت حاصل کیا ہے اور یہ امانت ایک عجیب امانت ہے۔ میں نے تو ایک کرامت کے حصول کا شرف حاصل کیا ہے۔

پھر حضرت مخدومی نے فوراً فرمایا:

ترجمہ: میں نے تیرے گیسو سے ایک تار (بال) اس لیے لیا ہے کہ یہ تار، روزِ قیامت میرے سر پر سایہ فگن ہو۔

حضرت مخدومی نے یہ قطعہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: میں نے تیرے سر سے جو یہ بال مونڈے ہیں گویا تیرے جسم کے میم سے جیم کو جدا کیا ہے۔

میں نے اس تلوار کے ذریعے تیرے وجود سے غیر خدا کا سر دو ٹکڑے کر دیا ہے۔

حضرت مخدومی نے اس قسم کے اور بہت سے مہر آگیں جملے خرقہ پہناتے اور حلق کرتے وقت ارشاد فرمائے تھے۔''[۱]

توضیح و تشریح

مرید ایسا جس پہ پیر ہیں نازاں:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا علمی جاہ و جلال اور منصبی رفعت و کمال اتنا بلند تھا کہ علما و مشائخ پر آپ کا رعب طاری ہو جاتا تھا۔ خود آپ کے پیر و مرشد خلیفۂ سلطان الاولیا سید شاہ نظام الدین بدایونی ثم دہلوی، مصنف ہدایۃ النحو، آئینۂ ہند اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ جب دہلی سے بنگال روانہ ہو رہے تھے۔ تو آپ نے سلطان المشائخ سے گزارش کی تھی کہ:

''حضرت وہاں ایک بلند پایہ بزرگ شیخ علاء الدین رہتے ہیں، میرا اور ان کا نباہ کیسے ہوگا؟'' سلطان المشائخ نے فرمایا تھا: ''فکر مند نہ ہو اور کوئی غم نہ کرو، وہ تمہارا خادم بن

---

[۱]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص: ۵۲۲، ۵۲۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

کر رہے گا۔''[۱] ایسے جلیل القدر اور بلند پایہ بزرگ فرما رہے ہیں: ''فرزند اشرف! میں نے تیرے گیسو سے ایک بال اس لیے لیا ہے کہ یہ بال روز قیامت میرے سر پر سایہ فگن ہو۔''

۞ مشایخ چشت میں حلق سر کی روایت:

حج وعمرہ کے علاوہ بھی سر منڈانا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج وعمرہ کے علاوہ سر منڈانا ثابت نہیں اور نہ ہی منع ثابت ہے۔ لیکن متعدد صحابۂ کرام نے سر منڈایا ہے۔

حضرت سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَ كَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا، وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَه۔''

جس نے غسل جنابت کے دوران بال برابر بھی جسم کا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے دوزخ میں ایسا ایسا عذاب ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

یہ حدیث سننے کے بعد میں نے اپنے سر سے دشمنی کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ سر منڈا کر رکھتے تھے۔[۲]

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

مشکوۃ شریف میں حضرت قیس ابن عاصم سے روایت کہ وہ مسلمان ہوئے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پانی اور بیری سے غسل کریں۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں کہ:

''بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سر منڈانے کا حکم بھی دیا تھا اسی لئے اسلام لاتے وقت سر منڈانا بھی سنت ہے۔''[۳]

مشایخ چشت اہل بہشت بیعت وارادت کے بعد سر منڈایا کرتے تھے، ان نفوس قدسیہ کے پیش نظر اس قسم کی روایتیں ہوتی ہیں جن پر وہ عمل کرتے تھے۔ نیز مرید کو یہ خیال

---

[۱]۔ محدث عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار، ص: ۳۱۰، مطبوعہ مکتبہ دانش، دیو بند، سن اشاعت ندارد۔

[۲]۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب اللباس، الفصل الثانی،، المکتبہ الحبیبیہ، کوئٹہ۔

[۳]۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۱، ص:۵۰۹، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء۔

دلانا بھی مقصد ہوتا تھا کہ علائق دنیا کے بوجھ سے اس کے سر کو خالی کر دیا گیا ہے۔ اب صرف ذکر وفکر خدا میں زندگی بسر کرنا ہے۔

غوث العالم مخدوم حضرت سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے مندرجہ ذیل فرمان سے ہماری بات کی تائید ہوتی ہے:

''مبتدی کے لیے حلق سے قصر بہتر کہ پہلی بار اس راہ میں قدم رکھنا دشوار ہے۔ جب مرید کے قدم مقام نہایت کو پہنچ جائیں، اس وقت حلق کریں کہ مشائخ تربیت کے ساتھ کام کرتے ہیں اور تدریجاً سالک سے کام لیتے ہیں۔''[۱]

بعض مشائخ نے سر منڈانے کی عادت بنالینے کو ناپسند فرمایا ہے۔ کیوں کہ حدیث شریف میں سر منڈانے کی عادت کو خارجیوں کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مرآۃ المناجیح میں ہے:

''بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ سر منڈانے کی عادت کو برا سمجھتے ہیں ان کا ماخذ یہی حدیث ہے۔''[۲]

۞

ارشاد نمبر: ۱۵

۞ فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند کہ حضرت مخدومی می فرمودند کہ:

''ایں دو مقولہ اند کہ با کابر دیگر منسوب است بخلاف مذکور، وآں ایں است۔

''الفقیر لا یحتاج الی اللہ - والفقیر یحتاج الی کل شیٔ۔''

بیان کلمۂ اول آں است کہ فقیر کسی باشد کہ او صاحب فناء الفنا شدہ بود پس ہر گاہ کہ او از خود فانی شدہ احتیاج کہ صفت اوست بطریق اولیٰ فنا پذیرفتہ، دریں مرتبہ اورا از خدا چہ حاجت بود بلکہ او کجا ماندہ است۔

چوں عارف را خود ہی مفقود باشد　　　　چہ مقصودش کہ خود مقصود باشد

---

[۱]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ بحضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص: ۵۲۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، سن اشاعت ندارد۔
[۲]۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۱، ص:۵۰۹، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء۔

چوں دردریا فتادہ قطرۂ آب | نہ آں قطرہ کے بحر آمود باشد

تاویل کلمہ ثانی آں است کہ فقیر عبارت از عرفی است کہ درپیش بصیرت اوموجودات مرآت اوصفات وکائنات مجلی وجہ ذات باشد چوں عارف بایں مرتبہ رسید ہر آئینہ بہمہ چیز محتاج شد۔[۱]

چوں جہاں آئینۂ صافی بود | ہرکجا بینم درآنجا روئے تست
ہر گلی کان بویم گلزار دہر | بوئے گل نبود کہ در گل بوئے تست''

❁ اردو ترجمہ:

قدوۃ الکبری، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

میرے مخدوم قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ:

''یہ دو مقولے اور ہیں جو دوسرے اکابر سے منسوب ہیں جو بخلاف (ایک دوسری کی ضد) مذکور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں: **الفقیر لا یحتاج الی اللہ**۔

اور دوسرا ہے یہ ہے: **الفقیر یحتاج الی کل شئی**۔ کلمہ اول سے مراد یہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو فناء الفناء کا مالک بن چکا ہے۔ پس جب وہ خود فانی ہو گیا تو احتیاج اور ضرورت جو اس کی ایک صفت تھی بدرجہ اولی فنا ہو گئی۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر اس کو خدائے تعالی سے کیا حاجت باقی رہی جب کہ وہ خود ہی باقی نہیں رہا۔

جب عارف کی ''خود'' ہی فنا اور مفقود ہو جاتی ہے تو پھر اس کا کوئی مقصود نہیں رہتا وہ تو خود ہی مقصود بن گیا۔ جس طرح جب قطرہ دریا میں مل جاتا ہے تو پھر وہ قطرہ کہاں رہتا ہے وہ قطرہ تو دریا یا سمندر بن گیا۔

اب رہا کلمۂ ثانی **الفقیر یحتاج الی کل شئی** تو اس کی تاویل یہ ہے کہ یہاں فقیر سے مراد عارف ہے جس کی نگاہ بصیرت کے سامنے موجودات، اسمائے صفات کا آئینہ ہیں اور کائنات میں تجلّی ذات کا جلوہ آرا ہے تو جب عارف اس مرتبہ تک پہنچ گیا تو اب وہ جلوۂ ذات کے لیے ہر ایک چیز کا محتاج ہوا جس میں وہ مشاہدۂ جمال کر سکے۔

---

[۱] ۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص: ۱۳۰، لطیفہ ۱۶، مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، سال اشاعت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

جب یہ جہاں اس کے جمال کا آئینۂ صاف اور شفاف ہےتو میں جس چیز کو بھی دیکھوں اس میں تیرا جلوۂ رخ موجود ہے۔

اس گلزار دہر میں جس پھول کو میں سونگھوں وہ پھول کی خوشبو نہیں ہوگی بلکہ وہ تیری خوشبو ہوگی۔''[۱]

توضیح وتشریح

شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے بعض اکابر کی طرف منسوب قول ''الفقیر لایحتاج الی اللہ'' کو اپنے چہیتے مرید غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی سے بیان فرمایا اور اس کی حسین تاویل بھی تعلیم فرمائی۔ دراصل یہ قول شطحیات صوفیا میں سے ہے۔

۞ الفقیر لا یحتاج الی اللہ کا معنی ومفھوم:

''الفقیر لا یحتاج الی اللہ'' (فقیر اللہ کی طرف حاجت نہیں رکھتا)۔ اس جملہ کا ایک معنی تو وہی ہے جسے مخدوم العالم گنج نبات شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ ایک دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ ''لا یحتاج بالسوال الی اللہ(فقیر اللہ سے سوال کی حاجت نہیں رکھتا) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے، اس سے سوال کی کیا ضرورت ہے، وہ سب کی حاجات جانتا ہے۔ کشف المحجوب میں ہے:''حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''الفقر ھو الغناء باللہ''۔ (فقر وہ غنا ہے جو اللہ تعالی کی معیت سے حاصل ہوتا ہے) اوراس سے مراد کشفِ ابدی ہے جو اللہ تعالی کے مشاہدۂ جمال سے حاصل ہوتا ہے'' دوسرے مقام میں ہے:''فقر صبر کے ساتھ، غنا شکر کے ساتھ ہے۔ درحقیقت کوئی دوست نہ دوست سے کچھ طلب کرے گا، نہ دوست مطالبۂ دوست کو رد فرمائے گا۔''[۲]

۞ الفقیر الذی لیس لہ حاجۃ الی اللہ کا مطلب:

''الفقیر لا یحتاج الی اللہ'' سے ملتا جلتا اور ایک قول غوث العالم مخدوم سید

---

[۱] ۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۶۶۱، ۶۶۲، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

[۲] ۔ کشف المحجوب باب دوم اثبات فقر کا مطالعہ:''الفقیر لا یحتاج الی اللہ'' کا معنی سمجھنے میں ممد ومعاون ثابت ہوگا۔ بشکریہ مفتی نذر الباری اشرفی، استاذ جامع اشرف۔

اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے اور اس قول کی تاویل بھی نقل فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

''شیخ مظفر قرمنی کا بھی ایک قول از قبیل شطحیات ہے اور وہ یہ ہے:

''الفقیر الذی لیس له حاجة الی اللہ''

فقیر وہ ہے جسے خدا کی طرف کوئی حاجت نہیں ہے۔

اس سلسلے میں استاذ ابوالقاسم القشیری فرماتے ہیں کہ:

اس قول کی تاویل وتوجیہ؛ مراد ومطالب کا ساقط ہوجانا ہے۔ حاجتوں اور اغراض کا نیست ہوجانا اور ہر وہ چیز جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے جاری ہو اس پر راضی ہونا ہے۔ وہ خداوند تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب نہیں کرتا، سوائے اسی کے، یہاں تک کہ فقیر سے خواہش کا رشتہ منقطع ہوجاتا ہے۔ پس شیخ مظفر نے یہ بات اس وقت کہی جب خدا سے انہوں نے سوائے خدا کے اور کچھ طلب نہیں کیا۔

اور اس قول میں ایک اشارہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی صفت اختیار کرے جو غنی ہے۔ اور وہ ماسوائے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوجاتا ہے، جب کہ احتیاج نقصان اور ضعف ہے۔ یہی شیخ مظفر کے قول کا معنی ہے۔ یعنی فقیر وہ ہے جو نہ اپنے نفس کا محتاج ہو اور نہ اپنے رب کا۔الخ۔''[1]

ساری دنیا سے بے نیازی ہے واہ اے مست ناز کیا کہنا

شطحیات صوفیا کے بارے میں علمائے کرام کے نظریات:

صوفیائے کرام کے کلمات شطحیات بظاہر شریعت کے خلاف ہوتی ہیں۔ یہ باتیں ان سے حالت سکر میں ظاہر ہوتی ہیں، اس لیے ان باتوں کا نہ کوئی اعتبار ہے اور نہ ان پر اس کا کوئی گناہ، ایسے اقوال کی پیروی نہیں کی جائے گی۔

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''شطح کے معانی یہ ہے کہ خدا شناسوں [عارفوں] کے ظرف استعداد کے پُر ہونے

---

[1] مرجع سابق، ص: ۶۰، ۶۱۔

جانے پراس سے عرفان کے پانی کا چھلک جانا۔

حضرت قدوۃ الکبری نے مزید فرمایا کہ: صوفیائے کرام کے طریقۂ جاریہ اور قانون مقررہ یہ ہے کہ مشائخ کے کلمات شطحیات کو نہ تو قبول کرنا چاہیے اور نہ ان کو رد کرنا چاہیے کہ یہ مقام وصول کا شرف ہے۔ عقل وخرد کی رسائی یہاں نہیں ہے۔

بعض صوفیائے کرام نے مشائخ کے شطحیات کی ایسی شائستہ تاویلیں کی ہیں اور جن معنی [محل] میں استعمال کئے گئے ہیں ان کی نہایت خوبی سے تشریح کی ہے اور اس طرح کہ وہ ادراک کے قابل بن گئے ہیں اور جو پاک طبع سامع ہے وہ ان کو سمجھ لیتا ہے۔''[۱]

شیخ ابونصر سراج طوسی نے شطحیات صوفیا پر اپنی کتاب ''اللمع'' میں مفصل بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''صوفی کے قلب پر حالت وجد میں جو انوار وتجلیاتِ الٰہی کا ورود ہوتا ہے ان کے غلبہ کی کیفیت کو وہ ایسی غیر معروف زبان میں ادا کرتا ہے جو سننے والوں کے فہم میں نہیں آسکتے۔ البتہ جو اس کے اہل ہوتے ہیں وہ اسے سمجھ جاتے ہیں مگر جو شخص سلوک ومعرفت اور اس کی واردات کی حقیقت سے بے خبر ہو اس کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ان کلمات پر گفتگو نہ کرے اور اس معاملہ کو اللہ کے سپرد کردے۔''[۲]

تفصیل کا مقام نہیں ہے، پھر بھی ہم یہاں اہل علم کے صرف دو قول نقل کرتے ہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ شطحیات صوفیا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت سیدنا بایزید بسطامی اور ان کے امثال ونظائر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقت ورود تجلی خاص شجرۂ موسی ہوتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو درخت میں سے سنائی دیا: ''یموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین'' [القرآن الکریم ۲۷:۳۰] (اے موسیٰ! بیشک میں اللہ ہوں رب سارے جہاں کا)۔ کیا یہ ہر پیڑ نے کہا تھا؟ حاشا للہ؛ بلکہ واحد قہار نے جس نے درخت پر تجلی فرمائی اور وہ بات درخت سے سننے میں آئی، کیا رب العزت ایک درخت

۱۔ مرجع سابق، لطیفہ ۶، ص: ۶۴۴۔

۲۔ کتاب اللمع فی التصوف، ابونصر سراج، ص ۵۳۷، پیر محمد حسن، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔

پر تجلی فرما سکتا ہے اور اپنے محبوب بایزید پر نہیں؟ نہیں نہیں وہ ضرور تجلی ربانی تھی، کلام بایزید کی زبان سے سنا جاتا تھا، جیسے درخت سے سنا گیا اور متکلم اللہ عزوجل تھا، اسی نے وہاں فرمایا: ''**یموسی انی انا اللہ رب العلمین**'' (اے موسیٰ! میں اللہ ہوں رب سارے جہاں کا)۔ اسی نے یہاں بھی فرمایا: ''**سبحانی مااعظم شانی**''۔ (میں پاک ہوں اور میری شان بلند ہے)[۱]

اور ثابت ہو تو یہ بھی کہ: ''**لوائی ارفع من لواء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم**'' (میرا جھنڈا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہے۔)[۲] بیشک لواء الٰہی لواء محمدی سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی نے مثنوی شریف میں اس مقام کی خوب تفصیل فرمائی ہے اور تسلّطِ جن سے اس کی توضیح کی ہے کہ انسان پر ایک جن مسلط ہو کر اس کی زبان سے کلام کرے اور رب عزوجل اس پر قادر نہیں کہ اپنے بندے پر تجلی فرما کر کلام فرمائے جو اس کی زبان سے سننے میں آئے، بلاشبہہ اللہ قادر ہے اور معترض کا اعتراض باطل، اس کا فیصلہ خود حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہو چکا، ظاہر بینوں بے خبروں نے ان سے شکایت کی کہ آپ **سبحانی مااعظم شانی** کہا کرتے ہیں، فرمایا: حاشا میں نہیں کہتا، کہا: آپ ضرور کہتے ہیں، ہم سب سنتے ہیں۔ فرمایا: جو ایسا کہے واجب القتل ہے، میں بخوشی تمہیں اجازت دیتا ہوں، جب مجھے ایسا کہتے سنو بے دریغ خنجر ماردو، وہ سب خنجر لے کر منتظر وقت رہے، یہاں تک کہ حضرت پر تجلی وارد ہوئی اور وہی سننے میں آیا **سبحانی مااعظم شانی** مجھے سب عیبوں سے پاکی ہے میری شان کیا ہی بڑی ہے، وہ لوگ چار طرف سے خنجر لے کر دوڑے اور حضرت پر وار کئے، جس نے جس جگہ خنجر مارا تھا، خود اس کے اسی جگہ لگا اور حضرت پر خط بھی نہ آیا، جب افاقہ ہوا، دیکھا لوگ زخمی پڑے ہیں، فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا بجا۔ واللہ اعلم۔''[۳]

---

[۱]۔ تذکرۃ الاولیاء، باب ۱۴، ذکر بایزید بسطامی، ص ۱۱۲، مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور۔
[۲]۔ تذکرۃ الاولیاء، باب ۱۴، ذکر بایزید بسطامی، ص ۸۹، ۱۱۲، مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، لاہور۔
[۳]۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، ج: ۱۴، کتاب السیر، ص: ۱۵۷، المدینۃ لائبریری، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ارشاد نمبر:۱۶

فارسی متن:

حضرت مخدومی چوں از نماز جمعہ وصلوۃ اعیاد عودمی کردند خلائق انبوہ سر برقدم ایشاں می آوردند وسر ہا کہ بپائے مبارک ایشاں سرفراز نمی شدند سر برزمین می نہادند وسجدہ می کردند، شخصے از ملایان ازیں معنی استفسار کرد کہ نامشروع می شود کہ مردم سر برزمین می نہند، فرمودند ''اینہارا بسیار منع کردیم وباز داشتہ ایم باز نمی آیند'' القصہ ایں حد انکسار ورزیدہ اند۔[۱]

اردو ترجمہ:

محبوب یزدانی حضرت مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

میرے مخدوم [شیخ علاء الدین گنج نبات] جب نماز جمعہ، نماز عیدین سے فارغ ہوکر واپس تشریف لاتے تو ہزاروں لوگ آپ کے قدموں پر سر رکھ دیتے تھے اور وہ لوگ جو آپ کے قدمہائے مبارک پر سر نہیں رکھ پاتے تھے وہ دور ہی رہ کر زمین پر سر رکھ دیتے تھے۔ ایک ملا نے اس سلسلے میں آپ سے استفسار کیا اور کہا کہ: یہ تو شریعت میں منع ہے۔آپ نے فرمایا کہ: ''میں لوگوں کو بہت زیادہ منع کرتا ہوں اور باز رکھنا چاہتا ہوں لیکن وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آتے''۔ مختصر یہ کہ اس طرح آپ نے بہت ہی انکساری کی باتیں فرمائیں۔[۲]

توضیح وتشریح

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے بیان سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری میں عوام میں کیا مقبولیت تھی۔ اللہ کریم نے آپ کو مرجع خلائق بنایا تھا۔ مشائخ وعلما، سلاطین وامرا اور خواص وعوام سبھی آپ کا احترام کرتے تھے۔

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۲۹، لطیفہ ۱۷، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲]۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۶۸۶، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

❁ سجدۂ تعظیمی کی شرعی حیثیت:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک قیام تعظیمی جائز ہے اور سجدۂ تعظیمی مختلف فیہ ہے۔سلطان الاولیا محبوب الٰہی ،سید محمد نظام الدین بدایونی ثم دہلوی ،غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی و دیگرا کابر صوفیا سجدہ تحیت کے جواز کے قائل ہیں ،جمہور فقہا اسے حرام و گناہ قرار دیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی یہی موقف ہے ۔آپ لکھتے ہیں ’’سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین، ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عندالتحقیق وہ کفر صوری پر محمول۔‘‘[۱]

مخدوم عالم شیخ علاء الحق پنڈوی کا موقف عدم جواز کا ظاہوتا ہے کہ وہ منع کرتے تھے۔

ارشاد نمبر:۱۷

❁ فارسی متن:

در مجلس خویش با صحاب بشارت دادند کہ:

’’آں کسے کہ از دوسال انتظار اومی کنیدہ ایم وطریق مواصلت امیدہ ایم ،امروز وفردا می رسد۔‘‘

بشارت می دہند از عالمِ غیب	مرا ہر دم بگوش سر ز الہام
کہ آں موعود دولت بردرتو	رسد امروز فردا ے بہ ہنگام
امانت می سپارند برتو زنہار	برآورد کام او از دل سرانجام

باحباب واصحاب خود مکرر ایں سخن فرمودہ بودند۔[۲]

❁ اردو ترجمہ:

غوث العالم ،مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ: آپ [شیخ علاء الحق پنڈوی] نے اپنی مجلس میں لوگوں کو خوش خبری سنائی کہ:

۱۔ فتاوی رضویہ، ج:۲۲،ص:۸۱، کتاب الحظر والاباحہ، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶، دعوت اسلامی، لاہور۔

۲۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۵، لطیفہ، ۱۷، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

’’ہم نے جس ہستی کے لیے دوسال تک انتظار کیا ہے اور ملاقات کے لیے راہ دیکھتے رہے ہیں۔اس کی زیارت عنقریب حاصل ہوگی۔

میرے سر کے کانوں سے سنتا ہوں وہ مجھے ہر دم عالم غیب سے از راہ الہام خوش خبری دیتے ہیں۔

وہ دولت جس کا وعدہ کیا گیا ہے، آج یا کل اپنے وقت پر تیرے دروازے پر پہنچے گی۔

تجھے امانت سپرد کرتے تو،تو بھی تہہ دل سے اس کے مقصد کو پورا کر۔

آپ نے اپنے احباب واصحاب سے یہ بات مکرر کہی تھی۔[۱]

❁ پیر کو مرید کا انتظار ہے:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا قول اس وقت ارشاد کیا تھا جب غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سمنان سے بنگال کے لیے روانہ ہو چکے تھے اور آپ کو ان کی آمد کا شدت سے انتظار تھا۔اس قول سے جہاں آپ کی روشن ضمیری کا پتہ چلتا ہے وہیں مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ کی فضیلت واہمیت کا بھی احساس ہوتا ہے۔پیر ومرید کے درمیان محبت والفت اور چاہت وتڑپ کا بیان سطر سطر سے عیاں ہوتا ہے۔خلیفۂ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی حضرت نظام الدین یمنی علیہما الرحمہ فرماتے ہیں:

’’حضرت [مخدوم شیخ علاء الحق] کو حضرت قدوۃ الکبری سے ملاقات کا شوق اس درجہ غالب تھا کہ قلم سے اس کی شرح لکھنا ناممکن ہے۔‘‘[۲]

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کو ایران سے بنگال پہنچنے میں دوسال لگ گئے،اس لمبی مدت میں حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ان کی طرف متوجہ رہے، منزل بمنزل ان کے نگراں رہے، شب وروز ان ہی کے خواب وخیال میں

۱۔حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۴۸، مترجم پروفیسر ایم۔ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔نفس مرجع، ص:۴۸، ۴۹۔

گزارا کئے، آپ کی ہر صبح آخری صبح اور ہر شام آخری شام کی حیثیت سے کٹی اور آپ ان کے قدوم میمنت لزوم کے سراپا منتظر رہے۔

تیرے آنے کا انتظار رہا   عمر بھر موسم بہار رہا

ارشاد نمبر:۱۸

فارسی متن:

منقول است کہ حضرت مخدومی در قیلولہ بودند، یک بار از خواب در آمدند و سر زدہ بر آمدند کہ ''بوئے یاری می آید مگر رسید۔''[۱]

قدوۃ الکبری، مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

حضرت مخدومی [شیخ علاء الحق پنڈوی] قیلولہ میں تھے کہ یکا یک نیند سے جاگ اٹھے اور اچانک باہر آ گئے کہ: ''دوست کی خوشبو آ رہی ہے، شاید آ گئے۔''

زبوے یار خوش حالم چو یعقوب   مگر آں یوسف ثانی رسیدہ

بشوق دیدن آں نورِ دیدہ   چو اشک از مردمے بیروں دویدہ

دوست کی خوشبو سے میں مثل یعقوب خوش حال ہوں، شاید وہ یوسف ثانی آ پہنچا۔
اس نور نظر کو دیکھنے کے شوق میں آنکھ سے ڈھلکنے والے آنسو کی مانند باہر دوڑنے لگا۔''[۲]

توضیح وتشریح

مخدوم سید اشرف کا پنڈوہ میں پرزور استقبال:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی خانقاہ سے بہت کم باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تربیت یافتہ مریدوں کو تبلیغ واشاعت دین کے لیے جگہ جگہ بھیجا کرتے تھے اور خود خانقاہ میں موجود رہ کر ہزاروں غریبوں ،فقیروں ، بے سہاروں اور طالبان حق وصداقت کی دیکھ ریکھ کیا کرتے تھے۔ جمعہ وعیدین یا کوئی خاص موقع آتا تو

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۶، لطیفہ،۱۷، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۴۹، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

خانقاہ علائیہ سے باہر تشریف لے جاتے۔ مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جب پنڈوہ شریف کے قریب پہنچے تو آپ کی قربت کی خوشبو بینی مبارک نے سونگھی اور حالت نیم خوابی [قیلولہ] ہی میں حضرت مخدوم العالم کو خوشبوئے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادراک ہوا۔ اپنی اور اپنے پیر و مرشد آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کی ڈولی ساتھ میں لی اور بعجلت خانقاہ سے باہر تشریف لائے، خورد کلاں، بچے، جوان، بوڑھے، دانا وانجان سبھی آپ کے ہمراہ چلے۔ لطائف اشرفی میں ہے:

''اپنی ڈولی اور اس ڈولی کو جو آپ نے حضرت اخی سراج الدین سے پائی تھی ساتھ لی اور باہر آئے، جیسے ہی آپ باہر آئے، آپ کے چھوٹے بڑے اصحاب پیدل اور سوار نکل آئے، شہر سے باہر تقریباً ایک کوس چلے، شہر میں شور مچ گیا اور پکار ہوئی، صاحب مقام حضرت کسی عزیز کے استقبال میں تشریف لے جاتے ہیں، اس وجہ سے لوگوں کی حیرت انگیز کثرت اور بھیڑ نظر آتی ہے۔

مگر یوسف رسید از مصر سمناں — کہ مرد و زن بہم از ہم برآمد
چرا در ہم نہ افتد از شور و غوغا — کہ آں اقبال غیبی بر در آمد

سمناں کے مصر سے یوسف آئے، [جن کو دیکھنے کے لیے] مردوں اور عورتوں کا ہجوم کھڑا ہے۔

آخر کس لیے شور و غوغا نہ ہو کہ اقبالِ غیبی از خود دروازے پر پہنچ گیا ہے۔[۱]

روحانیت اور نسبت کی خوشبو:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا خوشبودار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم اطہر کی خوشبو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونگھا کرتے تھے۔ شیخ شعیب کی کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق'' میں ہے کہ:

''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ

۱۔ نفس مرجع، نفس صفحہ۔

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جب جنت اوراس کی نعمتوں کا اشتیاق ہوتا تو حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بوسہ لے لیتے اوران کی پاکیزہ خوشبو کو سونگھتے۔اور جب ان کی پاکیزہ مہک سونگھتے تو فرماتے: ''فاطمہ تو انسانی حور ہے۔''[۱]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بھی سونگھا کرتے تھے چنانچہ ترمذی شریف ہے کہ:

''سئل رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: أيّ أهل بيتك أحب إليك؟ قال: "الحسن والحسين" وكان يقول: لفاطمة "ادعي لی ابنی فيشمهما ويضمهما۔''

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا،حضور کو اپنے اہل بیت میں زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: ''حسن اور حسین''۔اور حضور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگا لیتے اوران کی خوشبو سونگھتے تھے۔[۲]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو مصر سے سونگھ لی۔اسی طرح انبیا و اولیائے کرام کے بارے میں کثیر روایات ہیں جن میں بزرگوں کی نسبت والی اشیاء کی خوشبو کا ذکر ہے۔

کہا جاتا ہے کہ محب آل بیت ،امام عشق و محبت،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سونگھی ہے۔

ارشاد نمبر:۱۹

فارسی متن:

حضرت مخدومی فرمودند:

''اے فرزند اشرف! فراق اعیان ثابتہ بس نبود کہ تفرقۂ عینی ہم باید کشید۔''[۳]

۱۔ حکاتیں اور نصیحتیں، شیخ شعیب حریفیش،ص:۲ ۵۳،المدینۃ لائبریری،ڈیجیٹل،ورژن ۲۰۱۶،دعوت اسلامی، پاکستان۔

۲۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین بن علی، ج:۵،ص:۴۲۸،حدیث نمبر:۳۷۹۷،دارالفکر، بیروت۔

۳۔ [لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم،ص:۹۶،لطیفہ،۱۷،مکتبہ سمنانی،کراچی،۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

❁اردو ترجمہ:

حضرت مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

حضرت مخدومی نے فرمایا:

''اے فرزند اشرف! کیا اعیان ثابتہ کا فراق کافی نہیں تھا جو ظاہری فراق برداشت کیا جاتا۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا فرمان مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے پہلی ملاقات کے وقت فرمایا تھا۔ بظاہر یہ فرمان فراق یار کی کلفتوں کو بیان کر رہا ہے۔ لیکن گہرائی میں اتر کر دیکھا جائے تو علم تصوف کا عظیم سمندر ہے جس کی تہ تک پہنچ پانا ہم جیسوں کے حصار سے باہر ہے۔ اعیانہ ثابتہ کی تعریف کرتے ہوئے حضرت مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر فرماتے ہیں۔

❁اعیان ثابتہ کی تعریف:

''اعیان ثابتہ: وہ اعیان ممکنات ہیں جو حق تعالیٰ کی صورِ علمیہ میں معلوم ہیں۔ اسمائے الٰہیت کے ساتھ اعیان ثابتہ کی نسبت ایسی ہے جیسے ابدان کی نسبت ارواح کے ساتھ یا ارواح کی نسبت ابدان کے ساتھ۔ [مختصر الفاظ میں اعیان ثابتہ کی تعریف اس طرح کر سکتے ہیں کہ حقائق ممکنات ثابتہ در علم خداوندی۔ کاشانی۔][۲]

حضرت مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اعیان ثابتہ کو سمجھانے کے لیے روح اور بدن کو بطور تمثیل ذکر کیا ہے۔ دنیا کی زندگی میں روح اور بدن کی کیفیت جانشین وخلیفۂ شیخ علاء الحق پنڈوی شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی علیہما الرحمہ کی زبانی سنتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

''پرندۂ روح جسمانی شکل وصورت کے پنجڑے میں مقید ہونے سے پہلے

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۴۹، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ لطائف اشرفی، مرتب حضرت نظام الدین یمنی، لطیفہ ۷، ج:۱، ص:۳۱۰، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

صحرائے لامکاں میں پرواز کررہا تھا اور گلستان وصال میں فرحت وسرور حاصل کررہا تھا، اچانک جسمانی شکل وصورت کا قیدی ہوگیا اب اس پنجڑے کو توڑ کر باہر آنے اور وصال یار کی آرزو میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگا ہے۔"[۱]

عالم ارواح سے روح کی جدائی پر ایک عارف کامل نے کتنی دردانگیز داستاں بیان کردی، اس کا لطف وہی پاسکتا ہے جسے وصال وقربت یار کا ذائقہ نصیب ہوتا ہے۔

اعیان ثابتہ علم الٰہی میں موجود ہوتے ہیں۔ نفس الامر میں اس کا وجود نہیں ہوتا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"**الاعیان الثابتة لم تشم رائحة من الوجود** - اعیان ثابتہ نے وجود کی بُو نہ سونگھی۔"[۲]

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ اعیان ثابتہ کا وجود خارجی نہیں ہے، لہٰذا انسان سے اس کی جدائی مستقلاً ہے۔ موجودات غیر خارجیہ حقیقیہ کی جدائی حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے لیے گراں ہے تو پھر موجودات خارجیہ حقیقیہ جو معرفت رب تبارک وتعالیٰ کی نشانیاں ہیں، ان کی جدائی کا باران پر کتنا گراں ہوگا! اور وجود خارجی حقیقی جب ان کا محبوب و پیارا ہو، مطلوب ومقصود ہو تو پھر ان کی جدائی کا عالم کیا ہوگا! اس کا احساس کوئی عشق میں دل جلا آدمی ہی کرسکتا ہے۔

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے مذکورہ ارشاد پر یہ گفتگو ایک جہتی ہے۔ اس فرمان میں مزید احتمالات نکل سکتے ہیں۔

ارشاد نمبر: ۲۰

فارسی متن:

حضرت مخدومی فرمودند کہ:

"اے فرزند! آں روز کہ از منزل بدر آمدہ ہر روز منزل بمنزل از تو نگراں بودہ ایم

۱۔ انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۳، مطبع گلزار احمدی، مراد آباد، سال اشاعت ۱۸۹۲ء۔

۲۔ فتاوی رضویہ، ج: ۲۷، ص: ۱۵۸، کتاب الشتی، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶، دعوت اسلامی، لاہور۔

،درراہ مواصلت جویاں، الحمدللہ مغایبہ بمعاینہ رسد ومجاہدہ بمشاہدہ۔[1]

آں روزے کہ پا بر رہ نہادند	درے از وصل تو برمن کشادند
باہر منزل کہ کردی سیر چوں ماہ	ز بہر تو بمن کردند آگاہ
کنوں از انجذابِ درمیانم	حجاب بعد را از ہم درانم
فراق ہمہ گرتا رخت بر بست	ببزم عیش باہم وصل بنشست
زفقدان رفتۂ وقت وجود است	زغیبت رفتہ ہنگامِ شہود است

❁ اردو ترجمہ:

غوث العالم، مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

حضرت مخدومی نے فرمایا کہ: ''اے فرزند! جس روز سے تم منزل [سمنان] سے نکلے ہو میں منزل بہ منزل تم پر متوجہ رہاں ہوں اور ملاقات کی راہ کی جستجو کرتا رہا ہوں۔ الحمدللہ کہ غیب معاینے تک پہنچا اور مجاہدے نے مشاہدے کی صورت اختیار کی۔''

جس روز کہ [حق تعالیٰ نے تمہارے] قدم کو اس راستے پر ڈالا، تمہارے وصل کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔

تم جس جس منزل کو چاند کی طرح طے کرتے رہے۔ [حق تعالیٰ نے] مجھے تمہارے شوق سے آگاہ کر دیا

اب جب کہ میں باہمی کشش کے درمیان ہوں، دوری کے پردے چاک کر دیتا ہوں۔

ایک دوسرے کے فراق نے رخت سفر باندھ لیا [فراق رخصت ہوا] اب محفل عیش میں وصل اپنی جگہ آ بیٹھا۔

تم گم گشتگی [کے دور سے نکل چکے ہو، اب مطلوب پانے کا وقت ہے، پہلے تجلیات پردے میں تھیں، اب ان کے مشاہدات کا وقت ہے۔[2]

---

[1] ۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۶، لطیفہ، ۲۲، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[2] ۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۱، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد بھی غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے پہلی ملاقات کے وقت کا ہے۔اس ارشاد کو بغور پڑھئے اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے علم وفضل کا انداز کیجئے۔

چند مخصوص لفظوں کی تشریح:

اس قول میں چار لفظوں پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے:

[۱] مغائبہ؛ [۲] معائنہ؛ [۳] مجاہدہ؛ اور [۴] مشاہدہ۔

غیب:

اصطلاح تصوف میں غیب اس چیز کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بندہ کی وجہ سے چھپایا ہے اپنی طرف سے نہیں۔اسی سے غیبت اور مغائبہ کا لفظ مشتق ہے۔غیبۃ الحق-غیب المطلق-الغیب المکون وغیرہ تصوف میں استعمال ہونے والے الفاظ ہیں ، ہر ایک کے مخصوص معانی ہیں۔

عین:

اس لفظ کا لغوی معنی آنکھ وغیرہ ہے۔علم تصوف میں قلب ونظر سے دیکھی جانے شئی کو عین کہتے ہیں۔اسی لفظ سے معاینہ کا لفظ ہے۔عین الیقین-العین الثابتہ-عین شئی-عین اللہ-عین العالم-عین الحیوانات-عین الحکم-ایسے مخصوص الفاظ ہیں صوفیا جن سے مخصوص معانی مراد لیتے ہیں۔

مجاہدہ:

وصال حق پانے کے لیے دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر جسمانی مشقت برداشت کرنے کا نام مجاہدہ ہے۔ جب بندہ مجاہدہ کی تکمیل کر لیتا ہے تو مشاہدہ کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔قرآن شریف میں ہے:

”وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا“

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

[ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ عنکبوت:۶۹]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین میں لکھتے ہیں:

''ریاضات ومجاہدات کے نتیجے میں ذات حق نہاں خانۂ قلب میں شان الوہیت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔''[۱]

مشاهده:

اس کا اطلاق دلائل توحید کے ساتھ اشیاء کی رویت پر ہوتا ہے۔رویت حق اور حقیقتِ یقین بلا شک کو بھی مشاہدہ کہا جاتا ہے۔غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ:

''مشاہدہ کی دولت ہر شخص کو اس کے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ باطن کے اعتبار سے مختلف اور متفاوت طور پر نصیب ہوتی ہے، یکساں طور پر نہیں۔''

دو اہل توحید، دو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [شیخ علاء الحق پنڈوی وغوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی] کو جب ایک دوسرے کی رویت ہوئی، حقیقتِ یقین بلا شک کا ظہور ہوا۔فراق کو وصال کی منزل ملی، پھر حالت یہ تھی کہ:

اتنی ہی نگاہوں کی میری پیاس بڑھی ہے　　جتنی کہ مجھے دیکھ کے تسکین ہوئی ہے

ارشاد نمبر:۲۱

فارسی متن:

فرمودند کہ ''فرزند از مقاصد کونین دست بشوئی تا خوان وصل بدست آید۔''[۲]

اردو ترجمہ:

محبوب یزدانی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ: مرشد گرامی نے فرمایا:

''بیٹے دونوں جہاں کے مقاصد سے ہاتھ دھوئیں تا کہ وصل دوست کا دسترخوان

---

[۱] ۔ انفاس العارفین، شاہ ولی اللہ، ص:۲۱۹، ناشر المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور۔

[۲] ۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۷، لطیفہ، ۲۲، مکتبہ، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

حاصل ہو۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اس مختصر جملے میں انسانی زندگی کا مقصد بیان فرمادیا۔ اصل مقصود وصول الی اللہ ہے۔ اوامر کی بجا آوری اور منہیات سے پرہیزی کا مقصد خدا تک پہنچنا ہے۔

۞ خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ شریعت مصطفیٰ:

خداوند کریم تک پہنچنے کا واحد راستہ شریعت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس پر جامع بحث کی ہے اور نہایت پُرکیف لب ولہجہ میں اس کا بیان لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا؛ بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی ہے۔ منبع سے پانی نکل کر، دریا بن کر، جن زمینوں پر گزرے، انھیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج نہیں، نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے، منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہوجائے، فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے، نہیں نہیں، منبع سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہوجائے گا، بوند تو بوند، نم کا بھی نام نظر نہ آئے گا، نہیں نہیں، میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سوکھے، کھیت مرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ یہاں سے اس مبارک منبع سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا ''البحر المسجور'' ہوکر شعلہ فشاں آگ ہوجاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں، پھر کاش وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے سوجھتے تو جو تعلق توڑنے والے جلے خاک سیاہ ہوئے تھے، اتنے ہی جل کر باقی بچ جاتے کہ ان کا یہ انجام دیکھ کر عبرت پاتے مگر نہیں، وہ تو ''نار اللہ الموقدة التی تطلع علی الافئدة'' [القرآن

---

[۱] ۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۴، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

الکریم،۱۰۴:۶و۷] ہے۔اللہ کی بھڑکاتی ہوئی آگ کہ دلوں پر چڑھتی ہے۔[۱]

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ سالکِ طریقت احکامات الٰہیہ پر عمل دولت دنیا کی طلب یا جنت عقبیٰ کی چاہت کی نیت سے نہ کرے، سالکِ راہِ شریعت وطریقت کا مقصود دونوں جہاں کی کوئی چیز نہ ہو؛ بلکہ خالق کونین اللہ عزوجل کی ذات اس کا مقصد ہو، لا مقصود الا اللہ اس کا وظیفہ ہو۔

۞

ارشاد نمبر:۲۲

۞فارسی متن:

فرمودند کہ'' فرزند!اندک ازیں برنج سیراب بخورید کہ تشنہ گان وادیۂ طلب ومتعشّطانِ بادیۂ تعب را از وے سیرابی وبرد الیقین ووجدان حاصل خواہد شد۔''[۲]

شربت از دست نگار سیم بر — تشنگاں رامی دہد برد الیقین

تشنۂ آب وصال یار را — آب رویت می دہد بردل یقین

۞اردو ترجمہ:

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی نے کہا ہے کہ: میرے مخدوم نے فرمایا:

''بیٹے! اس سیراب چاول میں سے کچھ کھاؤ کہ وادی طلب اور دشت رنج کے پیاسوں کو اس سے سیرابی اور یقین ووجدان کی ٹھنڈک حاصل ہوگی۔''

سمیں تن محبوب کے ہاتھ سے شربت پینا پیاسوں کو یقین کی ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔

وہ جو دوست کے آب وصال کے پیاسے ہیں، ان کے دل میں دوست کے چہرے کی آب یقین پیدا کرتی ہے۔[۳]

---

[۱]۔ فتاوی رضویہ، ج:۲۱، ص:۱۰۶، کتاب الشتی، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶، دعوت اسلامی، لاہور۔

[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۷، لطیفہ ۲۲، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۳]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۵، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

توضیح وتشریح

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جب خانقاہ علائیہ پنڈوہ شریف میں داخل ہوئے، آپ کے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے گئے۔ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی نے اپنے ہاتھ سے چار لقمے کھلائے۔ان کھانوں میں ایک کھانا ''پن بھتہ'' بھی تھا۔

❁ پن بھتہ سے تشنگانِ معرفت کو سکون ملتا ھے:

پن بھتہ ایک بنگالی کھانا ہے۔ چاول پکا کر پانی میں سرد کیا جاتا ہے۔عموماً یہ کھانا مزدور پیشہ اور اہل فقر وفاقہ کا مرغوب رہا ہے۔اب دھیرے دھیرے اس کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے۔حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے تاجدار سمنان و کچھوچھہ کی اولین ضیافت اسی کھانا سے کی تھی۔اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا تھا: ''اس سیراب چاول سے وادی طلب اور دشت رنج کے پیاسوں کو سیرابی اور یقین ووجدان کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔'' اہل بنگال کو یہ کھانا مبارک ہو۔

ع: کھانا کھاتے ہیں سدا اہل توحید ٹھنڈا

❁

ارشاد نمبر: ۲۳

❁ فارسی متن:

آں چہ از مشائخ تبرکات از خرقہ وفرجی بود، بدست مبارک گرفتہ بیروں آوردند واصحاب خود را از خورد وکلاں ہمہ را در پیش خود خواندند، فرمودند کہ '' دانا وآگاہ باشید اے اصحاب! کہ ایں امانت مشائخ کہ از سالہائے بیسیار داشتہ بودیم، اکنوں مستحق آں رسیدہ باآں می سپارم۔'' اصحاب بعرض رسانیدن کہ دریں باب حضرت مخدوم عالم اند۔[۱]

چہ می پرسی تو زیں اسرار مارا | کہ بتواند دریں معنی جحیدن
بہ بازار جہاں گوہر شناسی | زسنگ اندازی وگوہر گزیدن

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۸، لطیفہ، ۲۲، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۞اردو ترجمہ:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ مشائخ کے تبرکات میں سے خرقہ اور برتن وغیرہ جو کچھ تھے دست مبارک میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے، اپنے اصحاب کو خواہ خورد تھے یا بزرگ، سب کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا: ''صاحبو! جان لو اور آگاہ ہو جاؤ! ہمارے مشائخ کی یہ امانت جو ہم سالہا سال سے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے، ان کا مستحق آ گیا ہے، اس کو سپرد کرتے ہیں۔ اصحاب نے عرض کیا کہ: اس معاملے کو مخدومی خوب جانتے ہیں۔

آپ ہم سے اس بھید سے متعلق کیا فرماتے ہیں، کون ہے جو اس باب میں دانستہ انکار کر سکے۔

دنیا کے بازار میں صرف آپ ہی گوہر شناس ہیں، آپ پتھر پھینک دیتے ہیں اور گوہر قبول کر لیتے ہیں۔[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو جو تبرکات عطا فرمائے تھے، ان میں سلطان المشائخ سید محمد نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ کا خرقہ بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ دیگر مشائخ کرام کے تبرکات بھی تھے۔ لطائف اشرفی لطیفہ ۲۲ میں اس کا مفصل بیان موجود ہے۔ وہیں رجوع کرنا چاہیے۔

۞

ارشاد نمبر: ۲۴

۞فارسی متن:

چوں چہار سال کامل حضرت ایشاں را در ملازمت برآمد حضرت مخدومی در تردد القاب شدند، فرمودند: ''الالقاب تنزل من السماء، ہرچہ نزول از غیب شود ہماں لقب

---

[۱] حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج: ۲، ص: ۵۷، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

گویم۔‘‘[۱]

اردو ترجمہ:

جب آپ [مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ] کو پورے چار سال [شیخ علاء الحق پنڈوی کی] خدمت میں رہتے ہوئے ہوگئے۔ حضرت مخدومی آپ کو القاب عطا کرنے کے لئے فکر مند ہوئے۔ فرمایا ’’الالقاب تنزل من السماء‘‘ یعنی القاب آسمان سے نازل ہوتا ہے جو کچھ غیب سے نازل ہوگا وہی لقب دوں گا۔‘‘[۲]

تشریح وتوضیح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے ارشاد مذکور میں کہا گیا ہے کہ القابات آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اہل قلم علمائے کرام نے اس پر بہت لکھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم رسالت بھی الہامی طور پر القا ہوا تھا، اور آپ کے اہل خانہ نے آپ کا نام ’’محمد‘‘ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا تھا[۳] حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کو ’’جہاں گیر‘‘ کا خطاب بطور الہام عطا ہوا۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

آج کل القابات کا بیجا استعمال دیکھ کر ہر دانشور الجھن محسوس کرتا ہے۔ سوشل میڈیا پر اس پر بحثیں گرم رہتی ہیں، لہذا چند سطریں القابات کے سلسلے میں تحریر کی جاتی ہیں۔

برے القاب سے پکارنا منع ہے

قرآن میں ہے:

’’وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ‘‘

اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو، کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا۔ [ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ حجرات: ۱۱]

اس آیت کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ: اگر کسی آدمی نے کسی برائی

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص: ۹۹، لطیفہ ۲۲، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج: ۲، ص: ۵۹، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۳۔ تفصیل دیکھئے: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبین، ج: ۲۴، ص: ۷۹۔

سے توبہ کر لی ہو اس کو بعدِ توبہ اس برائی سے عار دلانا بھی اس نہی میں داخل اور ممنوع ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ: کسی مسلمان کو کُتّا یا گدھا یا سور کہنا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ: اس سے وہ القاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو؛ لیکن تعریف کے القاب جو سچّے ہوں ممنوع نہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر کا لقب عتیق اور حضرت عمر کا فاروق اور حضرت عثمانِ غنی کا ذوالنورین اور حضرت علی کا ابوتراب اور حضرت خالد کا سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جو القاب بمنزلۂ علم ہو گئے اور صاحب القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں جیسے کہ اعمش، اعرج۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''اپنے بھائیوں کو ان کے اچھے ناموں سے پکارو برے القاب سے نہ پکارو۔''[۱]

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے درد بھرے انداز میں لکھا ہے کہ:

''کسی کو ذلیل کرنے کے لیے اور اس کی تحقیر کرنے کے لیے اس کی خامیوں کو ظاہر کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اس کی نقل اتارنا یا اس کو طعنہ مارنا یا عار دلانا یا اس پر ہنسنا یا اس کو برے برے القاب سے یاد کرنا اور اس کی ہنسی اڑانا مثلاً: آج کل کے بزعم خود اپنے آپ کو عرفی شرفاء کہلانے والے کچھ قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور محض قومیت کی بنا پر ان کا تمسخر اور استہزاء کرتے اور مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور قسم قسم کے دل آزار القاب سے یاد کرتے رہتے ہیں۔ کبھی طعنہ زنی کرتے ہیں۔ کبھی عار دلاتے ہیں یہ سب حرکتیں حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ لہٰذا ان حرکتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ یہ لوگ فاسق ٹھہریں گے۔ اسی طرح سیٹھوں اور مالداروں کی عادت ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ تمسخر اور اہانت آمیز القاب سے ان کو عار دلاتے اور طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح سے ان کا مذاق اڑایا کرتے ہیں، جس سے غریبوں کی دل آزاری ہوتی رہتی ہے۔ مگر وہ اپنی غربت اور مفلسی کی وجہ سے مالداروں کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ ان مالداروں کو ہوش میں آ جانا چاہیے کہ اگر وہ اپنے ان کرتوتوں سے توبہ کر کے باز نہ آئے تو یقیناً وہ قہرِ قہار و غضبِ جبار میں گرفتار ہو کر جہنم کے سزاوار بنیں گے اور دنیا میں ان غریبوں کے آنسو قہرِ خداوندی کا سیلاب

۱۔ کنز العمال، کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۴۵۲۱۱، ج:۱۶، ص ۱۷۵، بیروت، بروایت عبد بن جراد رضی اللہ عنہ۔

بن کران مالداروں کے محلات کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جائیں گے۔‘‘[۱]

حقارت سے نہ دیکھو ساکنان خاک کی بستی کہ یہ دنیا ہے ہر ذرہ ان اجزائے پریشاں کا

علامہ عبدالمصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں جس کام کو غیر عالموں کی طرف منسوب کیا ہے آج وہی کام علما کرتے نظر آرہے ہیں۔ اللہ کریم ہم کو راہ مستقیم پر چلائے۔

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد سے ایک سبق یہ ملتا ہے کہ اپنے ماتحت افراد کو ان کی حالت کے موافق نوازنا چاہیے، انہیں اپنے در سے خالی ہاتھ واپس نہیں کرنا چاہیے، اگر کچھ نہ بن پڑے تو چند میٹھے الفاظ ہی سے ان کو خوش کرنا چاہیے۔

۞

ارشاد نمبر:۲۵

۞ فارسی متن:

گفتند: ’’الحمدللہ فرزند اشرف بخطاب جہانگیری مخاطب ساختند۔‘‘[۲]

۞ اردو ترجمہ:

حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی نے فرمایا:

’’الحمدللہ، فرزند اشرف کو ’’جہاں گیر‘‘ کے خطاب سے مخاطب کیا ہے۔[۳]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا فرمان کا مطلب صرف اتنا ہے کہ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر کو خطاب ’’جہاں گیر‘‘ سے نوازا گیا۔ اور یہ خطاب من جانب اللہ ملا [تفصیل حوالۂ مذکور میں دیکھی جاسکتی ہے] لیکن دل چاہتا ہے کہ قارئین باذوق کے سامنے محدث اعظم ہندوستان حضرت علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو پیش کروں۔ آپ نے خطابات کی اہمیت وافادیت اور روحانی ودنیاوی خطابات

---

[۱]۔ جہنم کے خطرات، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، مجلس المدینۃ العلمیۃ، شعبہ تخریج، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۱۴۲۷ھ، مارچ 2007ء۔

[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۹، لطیفہ ۲۲، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۳]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۹، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

میں فرق وامتیاز کے سلسلے میں جس انداز میں حقیقت کی عکاسی کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دنیاوی خطابات:

''شاہی خطاب کیا چیز ہے؟ اس کو خان بہادر، راجہ صاحب، رائے صاحب، رانا صاحب وغیرہ سے پوچھو کہ دو دو حرفوں پر کتنی قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔ ہم اُن لوگوں کو جانتے ہیں جو صاحب بہادر کی جوتیاں (بوٹ) اس امید پر صاف کر رہے ہیں کہ خاک نعلین کا اثر سے ہم بھی بے جنگ کے بہادر ہو جائیں گے۔ خدا نہ کرے اگر کسی کو بورڈ یا آنریبل بننے کا شوق ہوا [وہ] تو کرسی پر پہونچتے تھے، گھر گھر کی آستانہ بوسیوں اور ادنی ادنی لوگوں کی خاکروبیوں کی بدولت، گویا بھبھوت لگائے بیراگیوں کی طرح در بدر ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں اور اگر گھر کا اثاثہ پھونک کر کامیاب ہوئے تو خیریت ہے، ورنہ تپ دق، وہ بھی تیسرے درجہ کا، تین سال تک بے دست و پا کر دیتا ہے۔ ایک رئیس کا خطاب پانے کو تو نواب کا خطاب پا گیا، مگر پاتے پاتے صعوبت سفر اور پیچیدگی راہ کے سبب سے یہ خطاب، دم چھلا لئے ہوئے ملا اور لوگ اُس کو نواب بے ملک کہنے لگے۔ یہ تو چندروزہ دنیا کی برائے نام عزت پر مر مٹنے والوں کے خطابوں کا حال ہے جس کا نہ عالم روحانی میں اعزاز نہ جس کا جنت میں گذر ہے اور نہ جس کی قوی افراد میں قدرومنزلت ہے۔

دنیا میں اور بھی چند قسم کے خطاب ہیں جس میں عزت فروش اور خریدار ِننگ طبقۂ عشاق کے خطابات بہت مشہور ہیں، قیس کو جب لیلی یاد کرتی ہے تو مجنوں کہتی ہے اور میاں مجنوں جب خیال محبوبہ سے خطاب کرتے ہیں، تو کبھی بے وفا، وعدہ فراموش، تغافل شعار، بے مروت، قاتل، اور کبھی گلرو، پری پیکر، دلکش، دلربا وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ خطابات ٹکسال عشق میں ڈھلتے ہیں اور تمغہ عشق ومعشوق بنتے ہیں۔ ان خطابات کی دلچسپی ایک حد تک دنیا میں بڑھی ہوئی ہے، مگر سچ پوچھو تو یہ بھی دَنوں ہمتوں اور کمزوروں کے خطابات ہیں۔ ان سے فن تاریخ پر جو کچھ اثر پڑتا ہے وہ صرف ایک داستان محبت ہے جو باب عشق وجوانی کا ایک ورق ہے۔''

۞ اخروی اور روحانی خطابات

’’کچھ ایسے بھی خطابات ہیں جن پر دنیا کی تمام عزتیں نچھاور ہیں اور جو بجائے خود تاریخ کی مبسوط کتابیں ہیں۔ وہ عالم روحانی کے عطا کردہ خطابات ہیں جن کے احترام کا پھریرا فرش سے عرش تک اُڑ رہا ہے۔ یہ خطابات باہمی حفظ مراتب کے پورے ضامن ہوتے ہیں اور شجر و حجر کی زبان ایسے خطاب یافتوں کی ثنا خوانی کرتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے خطابات سے اسلامی دنیا واقف ہے، ایک طرف نجی اللہ، خلیل اللہ، ذبیح اللہ، کلیم اللہ، بلکہ روح اللہ کو رکھو اور دوسری طرف حبیب اللہ کو اور حفظ مراتب و افضلیت مطلقہ کی بحث میں دفتر کا دفتر لکھ لو۔ یہی حال اُن بزرگان دین کے خطابوں کا ہے جن کو وحی الٰہی و زبان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوازا ہے، حضور خلیفہ اول کو صدیق اکبر کا خطاب دینا اور آپ کو کلام مجید میں ثانی اثنین کے پیارے لفظوں سے یاد کرنا اُس کتاب کا مقدمہ و دیباچہ ہے جس میں مسئلہ خلافت و افضلیت بعد الانبیاء کی مبسوط بحث ہے۔ غرض خطابات روحانیہ نہ بے معنی ہوتے ہیں نہ اُن میں تالیف قلوب کی پالیسی ہوتی ہے؛ بلکہ وہ ایسے حقائق ہوتے ہیں جن پر عقائد صادقہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے جس طرح شاہان دنیا کے عطا کردہ خطابات کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خطاب یافتہ کی اُس ناپائدار عزت کا پتہ چلے جو ایک چندن کے بادشاہ نے عطا کیا ہے۔ اسی طرح عالم روحانی کے خطاب یافتہ کی اُس انمٹ قدر و منزلت کو روشن کرتا ہے شہنشاہ باجبروت قادر مطلق جل جلالہ کی بلند و بالا سرکار میں قرب و کرامت سے حاصل ہے۔ اسی لیے مرد دانا و ہوشیار اسی خطاب کے لیے جبیں سائی کرتے ہیں جو اُن کے ناصیۂ وقار کو مہر نیمروز سے زیادہ روشن کردے۔‘‘[۱]

۞

ارشاد نمبر:۲۶

۞ فارسی متن:

حضرت مخدومی بہ نسبت حضرت قدوۃ الکبری فرمودند کہ:

---

[۱] ماہنامہ اشرفی، مضمون: تذکرہ پیران پیر آئینہ ہند حضرت شیخ عثمان اخی سراج قدس سرہ، محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی، قسط دوم۔ جلد ۲، شمارہ نمبر ۱۲، جمادی الاول ۱۳۴۳ھ مطابق دسمبر ۱۹۲۴ء۔

’’فرزند اشرف! پستان ما استعداد از برائے تو خشک کردہ ام وآں چہ از بدایت کار ونہایت کار اسرار درکار بود ہمہ برتو دادم۔‘‘[۱]

ہرآں گوہر کہ از کان عزیزاں — رسیدہ برتوآں اظہار کردم
کہ ہرچہ از ابر مدرائے رسیدہ — شدہ فیضی بتو ادرار کردم

اردو ترجمہ:

حضرت مخدومی [شیخ علاء الحق پنڈوی] نے قدوۃ الکبری [مخدوم سید اشرف جہاں گیر] کی نسبت فرمایا:

’’اے فرزند اشرف! میں نے آپ کے لیے اپنی استعداد کی پستان خشک کردی اور جو کچھ کام کی ابتدا اور انتہا میں اسرار درکار ہوتا ہے وہ میں نے آپ کو عنایت کئے۔

ہرموتی جو عزیزوں [مشائخ] کے کان سے پہنچا، میں نے آپ پر نثار کردیا۔
جو کچھ برسنے والے بادل سے حاصل ہوا، وہی فیض آپ کو عطا کردیا۔[۲]

توضیح وتشریح

مخدوم سید اشرف سلوک ومعرفت کی ہر راہ سے واقف تھے:

شیخ کامل مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ جیسے متبحر شیخ نے مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی کے حق میں جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں شاید کسی استاد نے اپنے کسی شاگرد کے حق میں اور کسی مرشد نے اپنے کسی مرید کے حق میں استعمال کیا ہو۔اس جملہ کو دیکھئے! کتنا جامع ہے، کتنی بڑی سند عطا کرتا ہے’’از بدایت کار ونہایت کار اسرار درکار بود ہمہ برتو دادم۔‘‘ راہ سلوک ومعرفت میں از ابتدا تا انتہا جن اسرار ورموز کی ضرورت پڑتی ہے سب میں نے تم کو دے دیا ہے۔‘‘

یہ جملہ ان ہی پیر ومرشد کا ہے جنہوں نے ابتدائے تربیت کے زمانے میں اپنے مرید صادق سے کہا تھا کہ:

---

[۱] ۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۹، لطیفہ، ۲۲، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲] ۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۹، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

’’آیات قرآنی کی تفسیر اور فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے نکات مجھ سے حاصل کرلو، میں ایک پرُ بار درخت ہوں جسے ہلاؤ تو تمھیں عجیب وغریب پھل ملیں گے۔‘‘[۱]

آج وہی پیر کامل یہ فرمارہے ہیں کہ: ’’میں نے سارے ضروری اسرار ورموز تم کو عطا کردئے ہیں اور میں نے آپ کے لیے اپنی استعداد کی پستان خشک کردی‘‘ -**ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء-**

مرض کے واسطے اتنی دوا زیادہ ہے   میرے سوال سے تیری عطا زیادہ ہے

ارشاد نمبر:۲۷

فارسی متن:

حضرت مخدومی فرمودند کہ:

’’فرزند اشرف! مثل شایع است کہ دو شیر در یک کنام نمی خرامند و دو شمشیر در یک نیام نمی پایند، مناسب آں است کہ از برائے شما مقامی فکر کنم کہ اہالی روزگار دولت وجود تو بفوائد مستفید کردند، واعالی دیار بہ نسبت شہود تو بموایدجدید بہرہ مند، وزمرۂ گم گشتگان بادیۂ ضلالت از شمع رابطۂ تو ہدایت یابند، وفرقۂ متعطّشان وادی جہالت از زلال واسطۂ تو روایت گیرند۔‘‘[۲]

بہ دریا آب شیریں بہر آنست   کہ از وے تشنگاں سیراب کردند
نہ چوں گوہر کہ در معدن نہفتہ   بجاں در کندنِ نایاب گردند

اردو ترجمہ:

حضرت مخدومی نے فرمایا کہ:

’’فرزند اشرف! مثل مشہور ہے کہ دو شیر ایک جنگل میں نہیں رہتے اور دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سماسکتیں، بہتر ہے کہ آپ کے لیے ایسا مقام تجویز کروں جہاں کے باشندے آپ کی ذات اور فوائد سے مستفید ہوں، اور بزرگ آپ کی نسبتِ شہود کے تازہ

---

[۱]۔ سید وحید اشرف، حیات مخدوم اشرف کچھوچھوی، ص:۵۷، ناشر مصنف خود، سن اشاعت ۱۹۷۵ء، بحوالہ مکتوبات اشرفی ہفتاد وپنجم۔
[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، نظام یمنی، جلد دوم، ص:۹۹، ۱۰۰، لطیفہ ۲۳، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

دسترخون سے بہرہ مند ہوں، اور گمراہی کے صحرا میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو آپ کے رابطے کی شمع سے راستہ ملے، اور جہالت کی وادی کا پیاسا گروہ آپ کے واسطے کے صاف وشیریں پانی سے علم حاصل کریں۔''

دریا میں میٹھا پانی اس لیے ہوتا ہے کہ اس سے پیاسے لوگوں کی پیاس بجھائیں۔

کان میں پوشیدہ موتی کی مانند نہیں کہ اس سے نہ ملنے والی چیز کے لیے کان کھودتے کھودتے مرنے کے قریب پہنچ جائیں۔[۱]

توضیح وتشریح

❁ حضرت مخدوم سمناں منبع فیوض وبرکات:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے چہیتے اور مرید صادق غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر کو جملہ علوم اسرار ورموز سے مزین کر دیا۔ اب تبلیغ دین وسنت کے لیے پنڈوہ شریف سے باہر بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اپنے ارادے کا اظہار جن لفظوں سے کیا ہے۔ وہ نہایت روشن وتابناک ہیں۔ ان لفظوں کے جھروکوں سے حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی ذات کو دیکھئے تو منبع فیوض وبرکات نظر آتی ہے۔ شیخ کامل نے چار صفات ایسے ذکر کئے ہیں جو یقیناً آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں:

1- مخدوم سمنان کی ذات اور ان کے فوائد سے عام لوگوں کا مستفید ہونا۔

2- بزرگوں کا آپ کی نسبت شہود سے بہرہ مند ہونا۔

3- گمراہی میں بھٹکے ہوئے لوگوں کا آپ کے شمع ہدایت سے راہ حق پانا۔

4- جہالت وتاریکی میں ڈوبے لوگوں کا آپ کے آب علم شیریں سے سیراب ہونا۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے کوئی خالی نہیں ہیں، عوام وخواص، علما ومشائخ، ہدایت دہندہ وجوئندہ سبھی آپ کے در کے سوالی ہیں۔

۱- حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۳، ج:۲، ص:۶۰، ۶۱، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

ارشاد نمبر:۲۸

فارسی متن:

حضرت مخدومی فرمودند:

''تو ہرگز از من جدائی مکن ولیکن دریں ارادت خدائی است۔'' دیگر دو سال دریں مبالغہ رفتہ۔حضرت مخدومی فرمودند کہ:

''دریں حکمتیے است کہ تو مطلع نیستی، البتہ می باید بریں راضی شدن۔''[۱]

ارادت چوں بریں رفتہ است اے یار — بباید از دل و جاں سر نہادن
وصالِ یار اگرچہ خوش تر آمد — درے فرقت دمے باید کشادن
کہ طفلاں راز یاد از عہد خوردن — ز شیر مادراں زہر یست دادن

اردو ترجمہ:

محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف سمنانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

حضرت مخدومی نے فرمایا:

''اے فرزند! آپ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوں لیکن اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ شامل ہے۔'' دو سال اور گزر گئے۔حضرت مخدومی نے فرمایا:

''اس معاملہ میں ایک حکمت پوشیدہ ہے جس سے آپ واقف نہیں، بہر صورت آپ کو اس پر راضی ہوجانا چاہیے۔''

اے دوست! جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ یوں ہی ہے تو دل وجان سے اسے تسلیم کیا جائے۔

دوست کا وصال اگرچہ زیادہ خوش کن ہے تاہم کچھ دیر کے لیے جدا بھی ہونا چاہیے۔

کیوں کہ کہ بچے کو مقررہ مدت سے زیادہ ماں کا دودھ پلانا بچے کو زہر دینا ہے۔[۲]

---

[۱] ۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۱۰۰، لطیفہ، ۲۳، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲] ۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۳، ج:۲، ص:۶۲، ۶۳، مترجم پروفیسر ایم۔ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم سمناں کی درمرشد سے وابستگی:

حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کو اپنے پیر کے دربار سے گہرا لگاؤ تھا، وہ اپنے پیر کی خانقاہ کی طرف لعاب دہن بھی نہیں ڈالتے تھے اور نہ ہی پیر پھیلاتے تھے۔ وہ یہاں کے آوارہ جانوروں کا بھی احترام کرتے تھے۔ وہ یہاں کی زندگی کو دائمی وقائمی سمجھتے تھے؛ لیکن جب ان کے مرشد کامل نے کہا:

فرزند اشرف! تم مسند ارشاد پر جلوہ فگن ہو کر اپنا فیض جاری کرو، لوگ تم سے استفادہ کریں، بندگانِ خدا کو تمہاری ہدایت سے نورِ ایمان نصیب ہو اور گم گشت گانِ بادیۂ ضلالت کو تمہاری شمع ہدایت سے رہنمائی حاصل ہو' اس کام کے لیے تم کو مجھ سے دور جانا ہوگا۔ یہ فرمان عالی شان سن کر غوث العالم مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، جسم میں رعشہ طاری ہو گیا، کپکپاتے لبوں سے عرض گزار ہوئے:

میں نے عیش وآرام کی زندگی کو تج دیا، سمنان وایران کی سلطنت کو ترک کیا، محنت ومشقت بھرا سفر جھیلا، عزیز واقارب، دوست واحباب اور خدم وحشم سے بے تعلق ہوا، یہ سب اس لیے کیا کہ آپ کی چوکھٹ پر حیات مستعار کا لمحہ لمحہ قربان کردوں، اس در کی مروحہ جنبانی سے راحت وسکون پاؤں، اب اس در اقدس کے فیوض وبرکات سے مجھے دور نہ کیجیے۔ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے فرمایا: فرزند اشرف! یہ فیصلہ تنہا میرا نہیں ہے بلکہ اس میں مرضی الٰہی شامل ہے۔ اس غیر متوقع جواب سے مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ کا سر نگوں ہوا، زبان حال وقال گویا ہوئی: مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اللہ عزوجل کی حکمت وہی بہتر جانتا ہے، کوتاہ فکر میں یہ بات آتی ہے کہ:

ہر ملاقات کا انجام جدائی تھا اگر　　　پھر یہ ہنگامہ ملاقات سے پہلے کیا تھا

درمرشد سے حضرت مخدوم سمناں کی روانگی:

۱۳۴۲ء مطابق ۷۴۲ھ کا رمضان گزرا، عید آئی، عبادتوں اور خوشیوں کا موسم گزار، حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے رختِ سفر باندھنے کا حکم ارشاد فرمایا، علم ونقارہ، خدم وحشم ساتھ کر دئے گئے، حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے مرید خاص کو لباس فاخرہ

زیب تن کرایا، شہر میں کہرام مچ گیا، سید اشرف سمنانی بنگال سے رخصت ہوا جاتا ہے، سارا شہر آستانۂ عالیہ علائیہ میں امنڈ آیا، امیر و غریب، ادنی و اعلی، مرد و زن، بچے بوڑھے سبھی آئے۔ سبھوں کی زبان پر کلمات مفارقت جاری ہیں، مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہیں، فرزند اشرف کے قافلہ کو الوداع کہنے کے لیے خود حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ ایک کوس تک نکل آئے ہیں، آخری لمحات ہیں، درد جدائی نے دونوں طرف کچوکے لگانا شروع کر دیا ہے، بالآخر آنکھیں دو چار ہوئیں اور زبان کی جگہ آنسوؤں نے کلام کیا، بمشکل زبان سے خدا حافظ کے الفاظ ادا ہوئے، حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ اپنی خانقاہ کی طرف افسردہ خاطر واپس ہوئے اور مخدوم سید اشرف سمنانی غم و الم میں گم سم ہو کر سر جھکائے پابرکاب ہوئے۔[۱]

آنکھ سے دور سہی دل سے کہاں جائے گا — جانے والے تو ہمیں بہت یاد آئے گا

ارشاد نمبر: ۲۹

فارسی متن:

فرمودند کہ:

’’فرزند! از شیران مرغ زار غم مدار کہ آں جا ترا بچہ بدست آید کہ آں شیر را آں بچہ بس باشد و فتح اول تو در ظفرآباد شود۔‘‘[۲]

بدست آید ترا صیاد شیرے — کہ شیر از دست او در صید آید
ولیکن دیدہ ام در دام تقدیر — کہ صید و شیر ہم در قید آید

اردو ترجمہ:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے مخدوم سمناں علیہ الرحمہ سے فرمایا:

’’بیٹے! سبزہ زار کے شیروں کا غم نہ کرو، وہاں آپ کو ایک بچہ حاصل ہوگا، وہ اس شیر کے لیے کافی ہوگا اور آپ کو پہلی فتح ظفرآباد میں حاصل ہوگی۔

۱۔ تفصیل کے لیے لطائف اشرفی کے لطیفہ ۲۳ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۲۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص: ۱۰۱، لطیفہ، ۲۳، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

آپ کو شیر کا شکاری حاصل ہوگا جس کے ہاتھ سے وہ شیر شکار ہوگا۔
لیکن میں نے تقدیر کے جال میں دیکھا ہے کہ صید و شیر دونوں ہی قید ہوں گے۔[۱]

توضیح و تشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کا الہام تھا، گو یا رب کا پیغام تھا، آپ کے چہیتے، پیارے، مرید صادق حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کا قیام علاقہ جون پور میں ہوگا۔ فرمایا:

فرزند اشرف! سلطنت سمنان کے بدلے دلوں کی سلطنت رب نے عطا کردی ہے۔تم کو جہاں گیر بنادیا گیا ہے؛ مگر تمہارا ظاہری قیام جون پور ہوگا، یہی کاتب تقدیر کا لکھا ہے۔عرض کیا: حضور وہاں پہلے ہی سے ایک شیر دل مرد خدا قیام فرما ہیں۔فرمایا: جس کاتب تقدیر نے تمہارا قیام لکھا ہے اسی کاتب تقدیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ صید وشیر دونوں ہی تمہارے قیدی ہوں گے۔تمہیں پہلی فتح ظفر آباد ہی میں حاصل ہو جائے گی۔[۲]

❁ شکار و شیر حضرت مخدوم سمناں کی قید میں:

پنڈوہ شریف سے حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کا مختصر قافلہ سوئے منزل قدم بقدم بڑھتا جارہا تھا، اصحاب طریقت، ہمراہیانِ سفر غوث العالم مخدوم سید اشرف کے جلو میں محوخرام تھے، قافلہ رُکتا چلتا رہا، اگلا پڑاؤ کہاں ہوگا کسی کو معلوم نہیں، یہ قافلہ جھومتا جھامتا ظفر آباد تک پہنچ گیا، ظفر آباد ایک قدیم شہر ہے، جون پور سے اس کا فاصلہ تقریباً دس کیلو میٹر ہے، قدیم دور میں یہ خطہ روحانیت کا قلعہ تھا، شیخ صدر الدین حاجی چراغ ہند اور شیخ شمس الدین عرف بڈھن ظفر آبادی کے فیوض و برکات سے مالامال تھا، اب یہ اتر پردیش کے وارانسی ریلوے ڈویژن کے ماتحت ہے اور جونپور ضلع کا ایک گاؤں شمار ہوتا ہے۔

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ سفر میں ہوتے، مسجد میں قیام کرتے، یہاں بھی آپ نے مسجد ظفر خان میں اسباب سفر اتروایا، سواری کے جانور صحن مسجد

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۳، ج:۲، ص:۶۴، ۶۵، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔
۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: مرجع سابق۔

میں باندھے گئے، یہ حالت دیکھ کر شہر میں ہنگامہ برپا ہوگیا، کانا پھوسی اور سرگوشیاں بڑھ گئیں، برق رفتاری سے عوام وجہلا، طلبا وعلما اور مشائخ واصحاب طریقت تک بات پہنچ گئی، عجیب درویش ہیں، عالم دین ہیں، شکل وشباہت سے دین دار پرہیزگار لگتے ہیں؛ مگر صحن مسجد میں جانور باندھ رکھا ہے، کچھ علما وطلبا بغرض اعتراض آئے، ان کے آتے ہی جانوروں نے اشارے دئے، آپ نے فرمایا: اس جانور کو باہر لے جاؤ، یہ پیشاب کرے گا، اس کو لے جاؤ، یہ لید کرے گا، پھر خود ہی فرمانے لگے: جانوروں کا مسجد میں باندھنا نجاست وغلاظت کی وجہ سے ممنوع ہے، وہ علت اب باقی نہ رہی مگر مقتضائے ادب یہی ہے کہ جانوروں کو مسجد میں نہ باندھے، ہم مسافر ہیں حفاظت کا ہمارے پاس انتظام نہیں ہے، مجبوراً صحن مسجد میں باندھ رکھا ہے۔ یہ حکیمانہ کلام سن کر معترضین خود اٹھ کر چلے گئے۔

ظفرآباد میں حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ سے کئی کرامتیں صادر ہوئیں، کثیر تعداد میں عوام وعلمانے شرف بیعت حاصل کیا، چوروں اور رہزنوں کا ایک گروہ تائب ہوا۔ اس درمیان ایک خاص واقعہ یہ رونما ہوا کہ ظفرآباد سے قریب ہی سرور پور نامی ایک گاؤں تھا، یہاں ایک نوجوان عالم دین کبیر نام رہتے تھے، ان کو مرشد کی تلاش تھی، انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت، میانہ قد، سرخ بالوں والے آئے ہیں اور نان وشربت سے ان کی ضیافت کی ہے۔ اس دور میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ، شیخ ابوالفتح رکن الدین کے ماموں زاد، شیخ صدرالدین عرف حاجی چراغ ہند کا بڑا غلغلہ تھا، وہ فضائل صوری ومعنوی کے جامع تھے، حافظ وقاری تھے، عالم نبیل فاضل جلیل تھے، سات بار مناسک حج باپیادہ ادا کر چکے تھے، دور ودراز علاقوں تک ان کی شہرت تھی، مولانا کبیر نے سمجھا خواب والے بزرگ وہی ہیں، بیعت ہونے کے لیے آگئے، مگر جب شکل دیکھی، دل نے گواہی نہیں دی، بیعت ملتوی رکھ دی اور شہر ہی میں قیام پذیر ہوگئے، اسی زمانے میں حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ کی ولایت کی دھوم مچی، بغرض ملاقات حاضر خدمت ہوئے، دیکھا تو ہوبہو وہی صورت تھی، دیکھتے ہی قدموں سے لپٹ گئے، ارادت کا ہاتھ بڑھایا، غلامی میں داخل ہوگئے، حضرت نے نان وشربت سے ضیافت کی، خواب کی تعبیر مکمل ہوئی، شیخ چراغ ہند کو مولانا کبیر کی بیعت کی خبر ناگوار گزری، مولانا

کبیر کے لیے دعائے بدکردی، مولانا کبیر نے بھی بحکم شیخ پلٹ وار کیا، دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں، مولانا کبیر کے بال ابھی عمر کی پچیس بہاریں بھی نہ دیکھے تھے کہ خزاں رسیدہ ہو گئے اور مولانا کبیر سے پانچ سال پہلے شیخ چراغ ہند کا چراغِ حیات بجھ گیا۔ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ کے ساتھ شیخ چراغ ہند کی داستاں بہت پر لطف ہے، معذرت خواہی پر ختم ہوتی ہے، تفصیل کی گنجائش یہاں نہیں ہے۔[۱]

ارشاد نمبر:۳۰

فارسی متن:

حضرت مخدومی و حضرت قدوۃ الکبری باہم نشستہ بودند و سخنے از معارف و حقائق می گذشت کہ یکبار بر زبان حضرت مخدومی برآمد ''جائے خود را فرزندمی بینی؟'' عرض کردند کہ حضرت مخدومی بیناتر اند، گفتند:

''میان آں تال کہ دائرہ وار برآمدہ است نقطۂ تل دیدہ می شود، منزل خاک تو آں جا باشد۔''[۲]

اردو ترجمہ:

ایک شب حضرت مخدومی (مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی) اور قدوۃ الکبری (حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) سحری کرنے کے لیے ایک ساتھ بیٹھے تھے اور حقائق و معارف پر گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک حضرت مخدومی نے ارشاد فرمایا:

''بیٹے! آپ اپنی جگہ دیکھ رہے ہیں؟'' آپ نے عرض کیا کہ:

حضرت مخدومی زیادہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ فرمایا:

''اس تالاب کے درمیان جو دائرہ کی طرح گول ہے، ٹیلے کی مانند نظر آ رہی ہے وہی آپ کی مٹی کی جگہ ہوگی۔''[۳]

۱۔ تفصیل دیکھئے: مرجع سابق، لطیفہ ۲۳۔

۲۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۱۰۶، لطیفہ، ۲۳، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۳۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۳، ج:۲، ص:۷۷، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

توضیح وتشریح

۞ حضرت مخدوم سمناں کی آخری قیام گاہ کی پیش گوئی:

مذکورہ ارشاد میں حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی آخری قیام گاہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی حیات ہی میں انہیں نشان قبر دکھادی ہے۔ الحمد للہ، ان کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا مزار دائرۂ تالاب کے اندر ٹیلہ پر واقع ہے۔ سیدی سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا ہے۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

میں نے خدائے تعالیٰ کے تمام شہروں کو رائی کے دانہ برابر دیکھا ہے۔

۞

ارشاد نمبر: ۳۱

۞ فارسی متن:

حضرت مخدومی نقل می کردند کہ:

’’گنج شکر اکثر اوقات زبان خود را بایں ابیات شیریں می کردند۔‘‘[۱]

خوں بہائے عاشقاں در روز وصل   جلوۂ معشوق باشد وقت ناز

کشتگان دوست تا روز جزا   تا نہ پنداری بخود آیند باز

۞ اردو ترجمہ:

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

حضرت مخدومی روایت کرتے تھے کہ: حضرت گنج شکر اکثر یہ شیریں اشعار پڑھتے تھے: وصل کے روز عاشقوں کا خون بہا، ناز کے وقت محبوب کا دیدار ہوتا ہے۔

دوست کے مارے ہوئے قیامت کے دن بھی ہوش میں نہیں آئیں۔[۲]

---

[۱] ۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص: ۱۲۷، لطیفہ ۲۶، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲] ۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۶، ج: ۲، ص: ۱۲۶، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

توضیح وتشریح

❁ شیخ فرید الدین گنج شکر کے دو شعر:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کو اشعار گنگنانے کی عادت تھی۔ بعض اوقات نہایت وجدانی کیفیت میں اس کا لطف لیتے تھے۔ شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو اشعار پڑھتے سنا ہے اور ان اشعار کو نقل بھی فرمایا ہے۔ ہم ان اشعار کو مناسب جگہ پر نقل کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

محبوب سے جدا ہو کر دنیا میں جینا ایک عاشق کے لیے دوزخ کی آگ میں جلنے سے کم نہیں ہے۔ محبوب سے جدائی کا ابتدائی زمانہ جوں جوں طویل ہوتا ہے اس کے دل کی کیفیت اس قدر خستہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ بڑی محنت ومجاہدہ اور ناز برداری کے بعد محبوب کا دیدار ہوتا ہے۔

محبوب کے دیدار کا نشہ اتنا گہرا اور اس کی مدہوشی اتنی وزنی ہوتی ہے کہ عاشق زار اپنا ہوش کھو بیٹھتا ہے۔ ''فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا۔'' پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا، اسے پاش پاش کر دیا، اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ [ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ اعراف: ۱۴۳] شور وغوغا اور قیامت نما حالات ہونے پر بھی عاشق زار کو ہوش نہیں آتا۔

کیوں جوش الجھ رہا ہے عبث شیخ شہر سے　　　یہ نشہ وہ نہیں جسے تُرشی اتار دے

ارشاد نمبر: ۳۲

❁ فارسی متن:

حضرت مخدومی را قانون مقررہ بود کہ حین اطعام بر اصحاب خادمے را تعین فرمودہ بودند کہ بر پائے شدہ سہ بانگ بلندی می گفت:

اے اصحاب! زنہار زنہار بغفلت نخورید وآگاہ باشید از لطفے کہ می برید۔ روزے بہ نسبت طعام لطیف سخنے برآمد، فرمودند کہ:

''اصحاب تحقیق را بطعام لطیف وانواع ماکولات نظیف زیاں ندارد واہل بدایت کہ ہنوز بدرجۂ نہایت نرسیدہ اند، دور مضیق مجاہدہ نشستہ بہ نسبت ایشاں ماکولات سخت وخشک فائدہ

دارد۔‘‘[1]

اردو ترجمہ:

حضرت مخدومی نے یہ دستور مقرر کر دیا تھا کہ کھانے کے دوران حاضرین کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا تھا جو کھڑے ہو کر تین بار آواز بلند سے کہتا تھا کہ:

اے صاحبو! ہرگز ہرگز غفلت کے ساتھ کھانا نہ کھائیں اور اس لذت سے باخبر رہیں جو آپ کھانے سے حاصل کر رہے ہیں۔

ایک روز کھانے کے تعلق سے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ:

’’اصحاب تحقیق کے لیے لطیف کھانے یا کھانے کی دیگر چیزیں نقصان دہ نہیں ہیں، البتہ اُن مبتدیوں کے لیے جو درجۂ کمال تک نہیں پہنچے اور مجاہدات میں مشغول ہیں، سخت اور خشک قسم کا کھانا ہی مفید ہے۔‘‘

حیات غوث اعظم کا ایک واقعہ مخدوم العالم کی زبانی:

اسی لطیف نکتے کے تعلق سے آپ [مخدوم علاء الحق پنڈوی] نے فرمایا کہ:

’’ایک بڑھیا حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائی تھی، اس نے عرض کیا: میں اپنے اس بیٹے کا آپ سے بے حد دلی تعلق محسوس کرتی ہوں۔ میں اسے اپنے حق کی ذمہ داری سے آزاد کرتی ہوں۔ آپ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے قبول فرمائیں، شیخ نے اس عورت کی درخواست قبول فرمالی اور لڑکے کو ریاضت و مجاہدہ کرنے کا حکم دیا۔ کچھ عرصے بعد وہ بڑھیا اپنے بیٹے کے پاس آئی۔ دیکھا کہ بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے اور کم کھانے اور جاگنے کے باعث دبلا ہو گیا ہے، بیٹے سے مل کر وہ بڑھیا غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہاں اس نے ایک طباق دیکھا جو شیخ کے تناول کردہ ہڈیوں سے پُر تھا۔ بڑھیا نے شیخ سے کہا: یا سیدی! آپ تو مرغ تناول فرتے ہیں اور میرے بیٹے کے لیے صرف جو کی روٹی ہے۔ شیخ نے اپنا ہاتھ ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا:

’’**قم باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم**‘‘ یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا جو ہڈیوں میں جان ڈالے گا دراں حالیکہ وہ گل سڑ گئی ہوں گی۔ فی الفور مرغ زندہ ہو گیا اور

---

[1] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۱۸۹، لطیفہ، ۳۶، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

بانگ دینا شروع کر دیا۔ بعدازیں شیخ نے بڑھیا سے کہا کہ جس وقت تیرا فرزند ایسا ہوجائے گا اس وقت جو چاہے کھائے۔"[۱]

توضیح وتشریح

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"اَذکار واَشغال کے لئے تین بَدْرَقوں [معاون چیزوں] کی ضرورت ہے تقلیلِ طعام [کم کھانا] تقلیل کلام [کم بولنا] تقلیل مَنام [کم سونا]۔"[۲]

یہ اصل حکم ہے، عبادات کے لیے معاون و مددگار ہے۔

لذیذ کھانوں کی شرعی حیثیت:

لذیذ غذاؤں کا کھانا، نفیس کپڑوں کا پہننا اور آرام دہ زندگی گزارنا مباح ہے، ایسا کرنے میں نہ کوئی ثواب ہے اور نا کرنے میں نہ کوئی عذاب۔ ہمارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی لذیذ اور پر تکلف کھانوں کی خواہش نہیں فرمائی، بعض کھانے آپ کو بہت پسند تھے جن کو بڑی رغبت کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ مثلاً عرب کا ایک مرغوب کھانا جو "حیس" کہلاتا ہے، گھی پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے، اس کو آپ بڑی رغبت کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

لذیذ و عمدہ کھانوں کا مزہ صرف زبان کی حد تک ہوتا ہے جیسے ہی غذا حلق سے نیچے جاتی ہے، تمام مزہ ختم ہوجاتا ہے، اس لیے لذیذ کھانوں کی خواہش نہ کرنا بہتر ہے۔ آدمی خواہی نہ خواہی لذیذ کھانوں کے چند لقمے زیادہ کھاتا ہے، شکم سیر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا، أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" دنیا میں سب سے زیادہ شکم سیر ہوکر کھانے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔[۳]

امام غزالی فرماتے ہیں:

---

[۱] حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۳۶، ج:۲، ص:۲۶۲، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

[۲] الوظیفۃ الکریمہ، امام احمد رضا، ص:۳۸، المجلس العلمی، دعوت اسلامی، لاہور ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء۔

[۳] سنن ابن ماجہ، باب الاقتصاد فی الاکل وکراھۃ الشبع، ج:۲، ص:۱۱۱۲، دار الفکر، بیروت۔

’’جنس غذا کے سلسلے میں اس بات کو پیش نظر رکھے کہ لذیذ کھانے تلاش نہ کرے بلکہ جیسا کھانا مل جائے اسی پر قناعت کرے اگر تم ان تین باتوں [کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا] پر قادر ہو جاؤ اور لذیذ کھانوں کی خواہشات سے چھٹکارا پالو تو اس کے بعد تم شبہات کو چھوڑنے پر قادر ہو جاؤ گے۔‘‘[۱]

غیر لذیذ کھانوں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آدمی برسوں کھائے طبیعت میں ملال نہیں آتا۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

’’مرغوبی کی یہ کیفیت کہ ہر شخص اپنے وجدان سے جان سکتا ہے کہ کیسا ہی لذیذ کھانا ہو، چند روز متواتر کھانے سے طبیعت اس سے سیر ہو جاتی ہے اور زیادہ دن گزریں تو نفرت کرنے لگتی ہے، بخلاف نان گندم و گوشت کہ عمر بھر کھائے تو اس سے تنفر نہیں ہوتا۔‘‘[۲]

۞

ارشاد نمبر: ۳۳

۞ فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری در خلوت خانہ کہ بجنب خانقاہ خود متعین کردہ بودند، فوطہ درمیان می بستند؛ کہ از خلوت خانہ برآیند و روئے بسوئے حضرت پیر نہند؛ کہ یکبار آواز نعلین پیر برآمد تا برآمدن، بدر خلوت رسیدن و بالتفات تمام پرسیدن کہ ’’سید بچہ کار مشغولید‘‘؟ حضرت ایشاں در جواب گفتند: میان برائے خدمت می بندم۔ بلفظ دُرر بار فرمودند ’’اگر می بندی محکم بہ بند کہ ہیچ درمیان نداری‘‘: گفتند آرزوئے نفس از میان بیروں برکشیدہ ام تا زندہ ام۔ فرمودند: ’’مبارک باد‘‘ چوں برآمدند اندک تغیر در بشرۂ مبارک حضرت قدوۃ الکبری پیدا شد کہ قایم مقامی از ما بری، نزد ایں سخن بخاطر حضرت مخدومی مخفی نماید، سر در جیب سر فرو بردند، بعد از دو سہ ساعت سر برآوردند و بہ بشارت تمام فرمودند کہ: ’’سید مبارک باشد کہ فرزند دینی از حضرت پروردگار ایراد کردہ ایم از برائے تو؛ کہ سر حلقۂ سلسلہ و قدوہ و دودمان تو گردد، وصیت شرف تو بسبب وے تا انصرام روزگار و انقطاع ادوار برروئے زمین بماند و آں

---

[۱]۔ فیضان احیاء العلوم، ص: ۲۰۹، المجلس العلمی، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶، دعوت اسلامی، لاہور۔

[۲]۔ فتاوی رضویہ، ج: ۱۴، ص: ۱۱۷، کتاب السیر، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶، دعوت اسلامی، لاہور۔

فرزنداز دودمان تو باشد'' و برلفظ مبارک انشاد کردند:[1]

تارود برصفحۂ گیتی نشاں　　　از تقاضائے قضایت اے آلہ
باد بروئے زمیں آثار تو　　　دُرفشاں وجاوداں چوں مہر وماہ

اردو ترجمہ:

ایک روز حضرت قدوۃ الکبری نے اس خلوت خانے میں جو خانقاہ کے پہلو میں تھا اور جسے خود آپ ہی نے متعین کیا تھا، اس ارادہ سے کمر کے گرد چادر لپیٹی کہ باہر نکلیں اور حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوں کہ اچانک آپ نے شیخ کی جوتیوں کی آہٹ سنی، آپ کے باہر نکلنے تک شیخ خلوت خانے کے دروازے تک پہنچ گئے اور بہت ہی التفات سے دریافت فرمایا: ''سید کس کام میں مشغول ہو؟''

حضرت مخدومی جب بھی آپ سے مخاطب ہوتے تو اسی لفظ سے مخاطب ہوتے تھے، جب آپ کے سمع مبارک میں حضرت مخدومی کے کلام کی آواز پہنچی اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا کام کررہے ہوتو حضرت ایشاں نے جواب میں عرض کیا:

میں نے خدمت کے لیے کمر باندھ لی ہے۔ موتی برسانے والی زبان سے فرمایا:

''اگر کمر باندھتے ہوتو مضبوطی سے بادھنا کہ پھر کوئی چیز درمیان میں حارج نہ ہو۔''

عرض کیا: میں نے آرزوئے نفس درمیان سے اکھاڑ کر پھینک دی ہے جب تک زندہ ہوں [قائم رہوں گا]۔

حضرت مخدومی نے فرمایا: ''مبارک ہو۔''

جب باہر تشریف لائے تو حضرت قدوۃ الکبری کے چہرے کا رنگ کسی قدر متغیر ہوا، خیال پیدا ہوا کہ ہمارا کوئی قائم مقام تو ہوگا نہیں۔ جیسے ہی یہ خیال آپ کے دل میں آیا حضرت مخدومی سے پوشیدہ نہیں رہا۔ اپنا سر گریباں میں لے گئے، دو تین ساعت کے بعد سر اٹھایا اور تمام تر بشارت کے ساتھ فرمایا:

''اے سید! مبارک ہو کہ ہم نے تمہارے لیے پروردگار سے فرزند دینی عنایت کرنے کی درخواست کی ہے جو سلسلے کا سرحلقہ اور تمہارے خاندان کا پیشوا ہوگا، اس کے

---

[1] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص:۳۰۷، لطیفہ، ۵۶، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

باعث تمہاری بزرگی کا شہرہ جب تک زمانہ اور ادوار ختم نہ ہو جائیں باقی رہے گا اور وہ فرزند تمہارے خاندان سے ہوگا۔''

نیز زبان مبارک سے یہ اشعار فرمائے۔

یا اللہ جب تک تیری تقدیر کے مطابق دنیا کے صفحے پر نشان باقی رہے۔

روئے زمین پر تیرے آثار باقی رہیں اور ہمیشہ چاند اور سورج کی مانند موتی برستے رہیں۔[۱]

توضیح و تشریح

حضرت مخدوم العالم گنج نبات شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اور غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کے درمیان جو گفت و شنید ہوئی، وہ صاف و بے غبار ہے۔ مزید توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں ہے، البتہ چند باتوں کی وضاحت کر دینا مناسب ہے۔

❁ سادات کچھوچھہ مقدسہ:

مولانا سید ابو الحسن مانک پوری نے اپنی کتاب ''آئینۂ اودھ'' میں اودھ کے سارے خانوادۂ اشراف کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان خانوادوں میں دخیل فرقوں اور خارج جماعتوں کی نشاندہی کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ:

''جو سادات وہاں [کچھوچھہ شریف میں] بلقب اولاد سید اشرف جہاں گیر کے معروف ہیں۔ یہ واقعی میں اولاد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہیں۔''[۲]

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر و مرشد سے وعدہ کر لیا۔ جب تک زندہ رہوں گا شادی نہیں کروں گا۔ مرشد بڑا کامل تھے، احکامات خدا رسول کا عامل تھے، مقبولین بارگاہ خداوندی میں شامل تھے۔ حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے لیے بِن شادی کے اولاد مانگ لی۔ اللہ کریم نے ان کی التجا قبول فرمائی، روحانی اولاد کی بشارت ہوئی، مرشد کامل نے ساتھ ہی یہ پیش گوئی کر دی کہ جب تک

---

[۱]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۵۶، ج:۲، ص:۶۱۵، ۶۱۶، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

[۲]۔ سید شاہ ابوالحسن مانک پوری، آئینۂ آودھ، ص:۱۷۰، مطبع نظامی کانپور ۱۳۰۳ھ۔

زمین وآسمان قائم رہیں گے، زمانہ اور وقت کی رفتار چلتی رہے گی، اسی روحانی اولاد کے ذریعہ آپ کا نام روشن رہے گا۔ چنانچہ جب مخدوم سمناں ہندوستان سے سیاحت عالم کے لیے نکلے، غوث الثقلین سیدنا سرکار شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پہنچے، بغداد کی زیارتوں سے فارغ ہوئے، جیلان تشریف لائے۔

جیلان بغداد سے محض چالیس کیلومیٹر کے فاصلہ پر آباد ہے، قدیم زمانے میں یہ گاؤں تھا، وہاں غوث اعظم کی نسل پاک سے ایک بزرگ سید عبدالغفور رہتے تھے، سید صاحب کو مخدوم سید اشرف کی خالہ زاد بہن منسوب تھیں، کچھ دنوں تک یہاں آپ نے قیام فرمایا۔

حضرت سید عبدالغفور جیلانی کے ایک سعادت مند اور بلند اقبال صاحبزادے تھے، نام تھا سید عبدالرزاق، جب تک مخدوم سید اشرف جیلان میں قیام فرمارہے یہ شہزادے برابر خدمت میں حاضر رہے، شہزادے کی سعادت مندی دیکھ کر غوث العالم مخدوم سید اشرف بھی بہت خوش ہوئے، شہزادے کی عمر اس وقت محض بارہ سال کی تھی۔ حضرت مخدوم سمناں نے جب ارادۂ سفر ظاہر کیا، یہ شہزادہ بھی اپنے والدین سے ہمرکابی کا طلب گار ہوا، باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا اجازت دینے سے مانع ہوئی؛ مگر شہزادے نے عزم مصمم کرلیا، والدین کو یقین ہوگیا کہ اگر بخوشی اجازت نہ دی گئی تو بغیر اطلاع چلے جائیں گے، والدین نے کمسن شہزادے کو یہ کہتے ہوئے حضرت مخدوم کی خدمت میں نذر کردیا کہ: ہم اپنے حقوق پدری ومادری معاف کرتے ہیں، یہ بچہ ہم دونوں کا نذرانہ ہے، حضرت مخدوم نے شہزادے کو اسی وقت نور العین کا خطاب دیا اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ ان ہی کی اولاد سے آج سادات کچھوچھہ، بسکھاری وجائس ہیں۔

شیخ ابراہیم ذوقؔ نے کہا تھا:

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق　　　اولاد سے تو یہی دو پشت چار پشت

ذوق صاحب نے اس شعر میں دو تجربے پیش کیے ہیں۔ ایک وجودی ہے اور ایک عدمی، وجودی تجربہ یہ ہے کہ تالیف وتصنیف اور شعر وشاعری سے قیامت تک آدمی کا نام زندہ رہتا ہے۔ عدمی تجربہ یہ ہے اولاد سے قیامت تک نام زندہ نہیں رہتا، دو چار پشتوں کے بعد

اس کی اولاد بھی یاد کرنا چھوڑ دیتی ہے۔شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی دعا سے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ کے حق میں ذوق صاحب کے دونوں تجربے وجودی ہو گئے ہیں۔ان کی تحریر آج بھی موجود ہے،چھپتی ہے، پڑھی جاتی ہے۔اور ان کے ایک معنوی پسر نے ان کا نام پشت در پشت آج بھی روشن رکھا ہے اور امید ہے کہ قیامت تک روشن رہے گا اور خانوادۂ اشرفیہ میں نامور اشخاص پیدا ہوتے رہیں گے۔

۞ حاجی الحرمین سید عبد الرزاق نور العین:

سید عبد الرزاق نور العین ۷۴۶ھ یا ۷۴۷ھ میں مخدوم سید اشرف کے معنوی فرزندی میں آئے،۶۸ برس حضرت مخدوم کے سفر وحضر میں ہمراہ رہے، لطائف اشرفی میں جابجا آپ کے استفسارات واقوال ملتے ہیں جن سے حضرت مخدوم سمناں کے ساتھ آپ کی معیت ثابت ہوتی ہے، چالیس سال کچھوچھہ مقدسہ میں وصالِ حضرت مخدوم کے بعد رونق آرائے سجادہ رہے، ۱۲۰/سال کی عمر پائی، ۸۵۴ھ یا اس کے بعد وصال فرمایا۔

۞

ارشاد نمبر: ۳۴

۞ فارسی متن:

حضرت شیخ اصیل الدین سپید باز روزے سخن در قطبیِ حضرت مخدوم زادہ شیخ نور- نوّر اللہ قلبه بانوار العرفان -درمیان انداخت وکمیت وی درخواستند ،فرمودند: درحین ملازمت حضرت سیدی وہنگام مجاورت حضرت مخدومی فرمودہ بودند:

”وقتیکہ حضرت تعالیٰ شما بشرف غوثی مشرف سازد ،فرزند نور را بہ عہدۂ قطبی سعی خواہید کرد۔“[۱]

۞ اردو ترجمہ:

ایک دن شیخ اصیل الدین سپید باز نے حضرت مخدوم زادہ شیخ نور (اللہ تعالیٰ ان کے قلب کو نور ایمان سے منور فرمائے) کے قطب ہونے کے بارے میں گفتگو شروع کی اور دریافت کیا کہ:

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد اول، ص:۱۰۵، لطیفہ۵۶، مکتبہ سمنانی، کراچی،۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

ان کی قطبیت کا کیا مقام اور درجہ ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت مرشدی وسیدی (شیخ علاء الدین گنج نبات) کی خدمت میں مجھے باریابی حاصل تھی اور میں ان کے حضور میں رہتا تھا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ:

''جب اللہ تعالیٰ تم کو غوثیت کے مرتبہ پر پہنچائے تو تم فرزند نور کے لیے قطب ہونے کی کوشش کرنا۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم گنج نبات شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ ارشاد میں دو پیش گوئیاں ہیں۔ دونوں ترتیب وار ہیں:

[۱] حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ کا مقام غوثیت پر فائز ہونا۔

[۲] شیخ احمد نور الحق والدین کا مقام قطبیت سے مشرف ہونا۔ اللہ کریم نے آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلی ہوئی دونوں پیشین گوئیوں کو نقشۂ زمین پر اتارا، حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کو مقام غوثیت دیا اور حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ کو مقام قطبیت عطا کیا۔

❁ مخدوم سید اشرف جہاں گیر مقام غوثیت پر فائز تھے:

حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اپنے مقام غوثیت پر فائز ہونے والا واقعہ خود اپنی زبان سے مع تاریخ وسال بیان کیا ہے جو لطائف اشرفی میں اس طرح درج ہے:

ایک رات شیخ الاسلام کو حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنے حضور میں طلب فرمایا، کچھ دیر گزری تھی کہ آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی اور عجیب وغریب اضطراب وانقلاب پیدا ہوا کہ اس کی تشریح وتوضیح ناممکن ہے۔ حضرت کا یہ اضطراب دیکھ کر شیخ الاسلام پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر وہ حضرت کی خیمہ میں نہ ٹھہر سکے اور باہر آ کر بیٹھ گئے، دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرما رہے تھے، ایک ساعت تک حضرت کی یہی حالت رہی، پھر آپ کی بے خودی ختم ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ: الحمد للہ مجھے حاصل ہوگیا۔ حضرت نور

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۴، ج:۱، ص:۱۴۹، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

العین، حضرت کبیر اور حضرت شیخ الاسلام آپ کا یہ ارشاد سن کر بہت حیران ہوئے اور غور کرنے لگے کہ کون سا عجیب وغریب معاملہ پیش آیا جس نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کو اس قدر مضطرب اور بے چین کر دیا تھا؛ لیکن کسی شخص کو یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ آپ سے دریافت کرے، آپس میں تمام حضرات یہی کہتے تھے کہ صرف حضرت نور العین ہی اپنے معمول کے مطابق یہ جسارت کر سکتے ہیں، چناں چہ انھوں نے درخواست کی کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے اضطراب اور بے قراری کا موجب کیا تھا؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ:

''آج ماہ رجب ۷۷۰ھ کی پہلی تاریخ ہے، وہ غوث روزگار وقطب گردوں جن سے مجھے جبل الفتح میں شرف ملاقات حاصل ہوا تھا، اس دنیا سے کوچ فرما گئے، اماثر واکابر روزگار میں سے ہر ایک کو یہ توقع تھی اور ہر ایک کی ہمت اس امر کے درپے تھی کہ غوثیت کا بزرگ اور شریف عہدہ اس کو ملے گا؛ لیکن کسی بدن پر قیمتی لباس اور کسی کے سر پر عظمت کا تاج ٹھیک نہیں اترا۔

همہ کس بمیدان کوشش درانند ولی گوے دولت نہ ہر کس برند

تھے کوشش کے میداں میں سارے گئے مگر گیند کو سب نہیں لے گئے

حق تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور اپنے لطف بے پایاں سے غوثیت کا وہ تاج اس فقیر کے سر پر رکھ دیا۔'' ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ '' [پ:۲۷، الحدید:۲۱] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔)[۱][]

شیخ نور قطب عالم مقام قطبیت پر فائز تھے:

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قطب بنگال کا وصال ہوا، اولیائے روزگار کا خیال آیا، ہر ولی کی نگاہیں قطب کی متلاشی رہیں، بہت سے اولیائے زماں کے نام زبان سے نکلے، کسی نے کہا: شیخ شرف الدین مرد کامل ہیں، مرجع علما وعوام ہیں، قطب ہونے کے قابل ہیں؛ مگر خود شیخ شرف الدین کا کیا خیال تھا، اسے حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ نے یوں بیان کیا:

''بارگاہ الٰہی کے بعض نائبین یہ چاہتے تھے کہ شیخ شرف الدین کو اس شرف سے

---

[۱] ۔ مرجع سابق، ص:۱۴۶۔

مشرف کیا جائے اس وقت شیخ شرف الدین کے اندر عجیب اضطراب پیدا ہوا اور ایک رات وہ تمام شب خانقاہ میں ٹہلتے رہے۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ اگر اس بارِ قطبیت کو کوئی دوسرا اٹھالے تو بہتر ہوگا، کچھ دیر کے بعد یہ اضطراب اور بے قراری جاتی رہی۔ بعض اصحاب نے ان سے ان کی اس بے قراری کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ: بعض شخصیتیں چاہتی تھیں کہ قطب کا منصب میرے سپرد کر دیا جائے لیکن میں اس سے بچنا چاہتا تھا، الحمدللہ کہ میرے بھائی نور نے اس بار کو اٹھالیا۔'' [۱]

یہ عجیب اتفاق تھا جس وقت حضرت شیخ شرف الدین علیہ الرحمہ کا حال بے حال تھا، وہی حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی قطبیت کا وقتِ بحال تھا، حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ ٹھیک اسی وقت ان کے سر پر تاج قطبیت سجا رہے تھے۔ فرق یہ تھا وہاں بعض اولیائے روزگار کا اصرار تھا یہاں بعض کا انکار تھا۔ لطائف اشرفی میں ہے: ''حضرت مخدومی کے انتقال کے عرصۂ دراز کے بعد ولایت بنگالہ کے قطب نے انتقال فرمایا پس تمام اولیائے کرام اور وزیران بارگاہ ربانی کو ہم نے اجتماع کیا تا کہ بالاتفاق مخدوم زادہ کو قطبیت کے منصب پر فائز کریں، اس وقت بعض لوگوں نے ان کے قطب ہونے کی دلیل چاہی، اس فقیر نے مخدوم زادہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ان لوگوں کے سوال کی طرف توجہ مبذول کیجیے اور اس پہاڑ کو اشارہ کیجیے کہ آپ کے پاس آئے۔ بابا حسین خادم کہتے ہیں کہ: جیسے ہی حضرت قدوۃ الکبریٰ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے پہاڑ روانہ ہوگیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ: اے پہاڑ اپنی جگہ ٹھہر جا کہ میں تو پیرزادہ کو تعلیم دے رہا ہوں اور ان کو موعظت کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت مخدوم زادہ نے قدوۃ الکبریٰ کے ارشاد کے مطابق پہاڑ کو انگلی سے اشارہ کیا کہ: اے پہاڑ! یہاں آ، پہاڑ بہت تیزی سے آگے بڑھنے لگا، بہت سے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا اور آپ کی ثناو توصیف کی۔'' [۲]

ایک اشارہ سرِ محفل جو کیا اس گل نے   چونکے دس بیس، رکے سیکڑوں، کھٹکے لاکھوں

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۴، ج:۱، ص:۱۵۰، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔
۲۔ مرجع سابق، ص:۱۴۹۔

ارشاد نمبر:۳۵

فارسی متن:

حضرت مخدومی می فرمودند:

''شبے درعروج مقامات حالات خود مطلع شدم اثر قدمے نمودار پیش از من شد، رشک بردم کہ بالاتر از من کہ بود آخر الامر معلوم کردم کہ روحانیہ حضرت غوث الثقلین بود، شکرانہ کردم۔''[۱]

اردو ترجمہ:

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: حضرت مخدومی فرماتے تھے کہ: ''ایک رات میں اپنے احوال کے مقامات عروج سے آگاہ کیا گیا (میں اپنے مقامات کے عروج کا مشاہدہ کر رہا تھا) کہ اس حال میں میرے مشاہدہ میں آیا کہ کسی کا قدم مجھ سے بھی آگے ہے، اس وقت مجھے اس پر رشک ہوا کہ یہ کون ہے جس کا قدم مجھ سے بھی آگے ہے، آخر الامر معلوم ہوا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روحانیت کا قدم تھا۔ یہ معلوم کر کے میں شکر بجالایا۔[۲]

توضیح وتشریح

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کا مقام روحانیت:

حضرت مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے اولیائے کرام میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی تربیت سے بہت سوں کو اللہ کریم نے اپنا قرب عطا فرمایا۔ مذکورہ ارشاد گرامی سے عیاں ہوتا ہے آپ کے زمانے میں محبوب سبحانی، محی الدین، غوث اعظم، سیدنا سرکار عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کے بعد روحانیت میں آپ کا مقام ومرتبہ تھا۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''حیات مخدوم العالم'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۱۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد اول، ص: ۱۳۳، لطیفہ ۵، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی مترجم، لطیفہ ۵، ج:۱، ص: ۱۸۳، ۱۸۴، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

ارشاد نمبر:۳۶

❁ فارسی متن:

حضرت قدوۃ الکبری فرمودند کہ: شیخ ما معنی ایں سخن را می گفت:

''خدائ محمد و محمد خدائ۔''[۱]

❁ اردو ترجمہ:

حضرت قدوۃ الکبری فرماتے تھے کہ:

ہمارے شیخ اس قول کے یہ معنی بیان فرماتے تھے۔ ''خدا ہے محمد، محمد خدا ہے۔[۲]

توضیح و تشریح

❁ شیخ عین القضاۃ کے ایک قول کی تشریح:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا یہ قول ایک نہایت ہی اہم اور معرکۃ الآرا بحث کے ضمن میں آیا ہے۔ وہ ہے ''وحدۃ الوجوذ'' کی بحث۔ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ نے وحدۃ الوجود کے اثبات پر قرآن کریم سے چھ آیتیں پیش فرمائی ہیں، اس کے بعد احادیث کریمہ سے استدلال کا سلسلہ شروع کیا، اس سلسلہ کی دوسری حدیث ''من رانی فقد رانی الحق'' ہے۔ اس حدیث پاک کی مختلف زاویہ سے توضیح وتشریح کے دوران علما و مشائخ کے بعض اقوال کا بیان ہوا، جن میں حضرت عین القضاہ علیہ الرحمہ کا یہ قول بھی شامل ہے ''تم جسے خدا کہتے ہو ہم اسے محمد کہتے ہیں اور جنہیں تم محمد کہتے ہو ہم خدا کہتے ہیں۔'' حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا مذکورہ ارشاد اسی قول کی وضاحت ہے۔

اس ارشاد کے بارے میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہ کہہ کر لطائف اشرفی کے مترجم کی عبارت پیش دینا مناسب سمجھتے ہیں:

''مطبوعہ نسخے کے حاشیے پر فارسی میں حضرت مخدومی کے قول کی تشریح ہے۔ یہاں اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

محمد یعنی تعریف کیا گیا، چونکہ حق تعالیٰ کی ذات جملہ کمالات و محامد کی جامع ہے، اس

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، ص: ۱۴۰، لطیفہ، ۲۷، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی مترجم، لطیفہ ۲۷، ج: ۲، ص: ۱۵۰، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

معنی میں ہم اسے محمد (تعریف کیا گیا) کہہ سکتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق تعالیٰ کے عکس اول اور ظل خاص ہیں۔ اس لئے حالت سُکر میں آنجناب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خدا کہا گیا، یعنی سایۂ خدا، جیسے ہاتھ اور سایہ کہ سابقہ اشعار میں مذکور ہوا، اس معنی کو واضح کرتا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے نصوص اور فتوحات میں وحدت الوجود کے لئے آئینہ، عکس اور ظل کی مثال پیش کی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو اپنا سایہ اس لئے پیدا فرمایا تا کہ آپ جان لیں کہ جس طرح آپ کے سایہ کا ظہور آپ (کی ذات) سے ہے؛ لیکن آپ کا محتاج ہے۔ اسی طرح آپ کا ظہور آپ کے خالق سے ہے۔ اور آپ اس کے محتاج ہیں۔ عبد العزیز۔"[۱]

ارشاد نمبر:۳۷

فارسی متن:

نقل از حضرت مخدومی می کردند کہ یک مرتبہ در عہد سلطان علی مردان در دار الملک جنت آباد عرف بنگالہ درمیان علما و مشائخ بحث شدہ و در تعیین شب قدر کاوَ کاوِ بسیار کردند آخر الامر مولانا قطب الدین متقی مفتی کہ بحلیہ علوم آراستہ وحلیہ فہوم عجیبہ پیراستہ بود و مقتدائے زمرۂ صوفیہ پیشوائے فرقۂ علیہ گفتہ کہ شب قدر بست و ہفتم ماہ رمضان باشد۔"[۲]

اردو ترجمہ:

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

حضرت مخدومی سے نقل فرماتے تھے کہ:

"ایک مرتبہ سلطان علی مردان کے عہد حکومت میں دار الملک جنت آباد عرف بنگالہ میں علما اور مشائخ کے درمیان شب قدر کے تعین کے بارے میں بحث چھڑ گئی۔ سب نے سخت کاوش کی، آخر کار مولانا قطب الدین متقی مفتی نے جو نادر علوم کے زیور سے آراستہ اور

---

[۱]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی مترجم، لطیفہ ۲۷، ج:۱، ص:۱۵۰، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔ "خدا محمَّد ہے" یعنی خداوند کریم کی تعریف وثنا کی گئی ہے، وہ جامع محامد ہے۔ محمِّد خدا ہے" یعنی خداوند تعالیٰ تعریف کرنے والا ہے، اپنی ذات وصفات کی تعریف وثنا کرتا ہے، اپنے بندوں کے حسن اعمال کو سراہتا ہے۔ ع۔خ۔اشرفی۔

[۲]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، لطیفہ ۳۸، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔

فہم عجیب کے سراپا سے پیراستہ تھے نیز گروہ صوفیہ کے مقتدا اور اس بلند فرقے کے پیشوا تھے، فرمایا کہ شب قدر ماہِ رمضان کی ستائیسویں شب کو واقع ہوتی ہے۔''[۱]

توضیح وتشریح

شب قدر کی تعیین:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی مذکورہ روایت میں شب قدر کی تعیین پر حضرت مفتی قطب الدین متقی کا قول پیش کیا ہے۔ ہم اس عنوان پر حضرت صدر الا فاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی قادری اشرفی علیہ الرحمہ کی عبارت نذر قارئین کررہے ہیں جو فضائل شب قدر اور تاریخ شب قدر کو محیط ہے۔

''شبِ قدر شرف و برکت والی رات ہے، اس کو شبِ قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اس رات کی شرافت وقدر کے باعث اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ: چونکہ اس شب میں اعمالِ صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لئے اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں؛ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

''جس نے اس رات میں ایمان واخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔''

آدمی کو چاہئے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گذارے۔ سال بھر میں شبِ قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایاتِ کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شبِ قدر ہوتی ہے، یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔''[۲]

---

[۱]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی مترجم، لطیفہ ۳۸، ج:۲، ص:۳۴۸، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی، سن اشاعت ندارد۔
[۲]۔ دیکھئے: کنز الایمان مع خزائن العرفان، تحت تفسیر سورۂ قدر۔

ارشاد نمبر:۳۸

فارسی متن:

حضرت مخدومی قدس سرہ طالب صادق وسالک واثق رااول چیزے کہ تلقین می کردنداز وظائف ورد مسبعات عشر بودواذکارِ ذکرنفی واثبات بطریق جلی بدیں ترکیب۔"[۱]

اردو ترجمہ:

حضرت مخدومی قدس سرہ طالب صادق اور سالک واثق کو سب سے پہلے جس ورد کی تلقین فرماتے تھے، وہ مسبّعات عشر ہی کا ورد تھا اور اذکار میں بلند آواز سے نفی واثبات کا ذکر،اس کی ترتیب اس طرح ہے۔[۲]

توضیح وتشریح

فضیلت مسبعات عشر:

مسبعات عشر پڑھنے کی فضلیت واہمیت کے تعلق سے غوث العالم مخدوم سمناں سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"مسبّعات عشر آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے قبل پڑھے اور ہمیشہ بلاناغہ ورد کرے۔اس کی فضیلت حدِ بیاں اور تقریر زبان سے باہر ہے۔ میں نے حالت سفر میں جو دیکھا اور سنا ہے وہ یہ ہے کہ گروہ صوفیا میں سے کوئی ایک بزرگ بھی مسبّعات عشر کے ورد سے خالی نہ تھا۔

ترتیب مسبعات عشر:

فاتحہ سات بار۔

چاروں قل سات سات بار، پہلے معوذتین پھر سورۂ اخلاص کیوں کہ جب تک کوئی شخص کسی کی پناہ میں نہیں آتا اسے چھٹکارا حاصل نہیں ہوتا۔

قُل یَا أَیُّهَا الْکَافِرُونَ اور آیۃ الکرسی ہر ایک سات سات بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ۔

---

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، جلد دوم، لطیفہ ۳۸، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[۲]۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی مترجم، لطیفہ ۳۸، ج:۲، ص:۳۱۱، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

پھر سات بار یہ پڑھے:

سُبحَانَ اللهِ وَالحَمدُ لِله ولااله الاالله واللهُ اکبرُ ولاحولَ ولاقوة الا بالله العلی العظیم۔

ترجمہ:

اللہ پاک ہے اور اللہ کے لیے شکر ہے اور سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بزرگ تر ہے اور گناہوں سے باز آنا اور طاعت کی قوت پیدا کرنا سوائے اللہ بزرگ و برتر کی مدد کے ممکن نہیں ہے۔

ایک بار یہ کہے: عددَمَا عَلِمَ اللهُ وزِنَةَ مَا عَلِمَ اللهُ وملآءَ مَا عَلِمَ اللهُ۔

ترجمہ:

اس اندازے کے ساتھ جو اللہ جانتا ہے، اس وزن کے ساتھ جو اللہ جانتا ہے اور اس پیمانے کے ساتھ جو اللہ جانتا ہے۔

سات بار کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ حَبِيبِكَ وَ رَسُولِكَ الأُمِّيِّ وَ عَلٰی آلِهِ وَبَارِك وَسَلِّم۔

ترجمہ:

اے اللہ تو رحمت فرما اپنے بندے، اپنے نبی، اپنے حبیب اور اپنے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی آل پر برکت اور سلامتی فرما۔

سات بار کہے:

اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن تَوَالَدَ وَارحَمهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً. اَللّٰھُمَّ اغفِر لِجَمِيعِ المُؤمِنِينَ وَ المُؤمِنَاتِ وَالمُسلِمِينَ وَ المُسلِمَاتِ الأَحيَاءِ مِنهُم وَالأَموَاتَ بِرَحمَتِكَ يَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

ترجمہ:

اے اللہ مجھے بخش دے، میرے باپ اور ماں کو بخش دے اور میری اولاد کو اور دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ اے اللہ بخشش فرما تمام مومن مردوں اور عورتوں کی اور تمام مسلم مردوں اور عورتوں کی جو زندہ ہیں اور مر چکے ہیں اپنی رحمت

سے، اے رحمت کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحمت کرنے والے۔

سات بار کہے: اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ! افعَل بِی وَبِہِم عَاجَلاً وَ اٰجلاً فِی الدِّینِ وَالدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ، مَا اَنتَ لَہٗ اَھلٌ، وَلَا تَفعَل بِنَا یَامَولٰینَا مَا نَحنُ لَہٗ اَھلٌ، اِنَّکَ غَفُورٌ حَلِیمٌ جَوَادٌ کَرِیمٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِیمٌ۔

ترجمہ:

اے اللہ! اے پروردگار! وقت کی جلدی اور وقت کی تاخیر سے، میری اور ان کے ساتھ دین و دنیا اور آخرت کی ایسی بات کر جو تیری لائق ہے اور ہمارے ساتھ ایسا عمل نہ فرما جس کے ہم سزاوار ہیں، بیشک تو ہی بخشنے والا، بردبار، عطا کرنے والا (بے سوال) کرم کرنے والا، بخشش کرنے والا اور مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

اکیس بار یاجبار کہے۔

ایک یا تین بار یہ کہے: سُبحَانَ اللہِ العَلِیِّ الدَّیَّانِ، سُبحَانَ اللہِ الحَنَّانِ المَنَّانِ، سُبحَانَ اللہِ الشَّدِیدِ الاَرکَانِ، سُبحَانَ اللہِ المَسِیحِ فِی کُلِّ مَکَانٍ، سُبحَانَ مَن لَا یَشغُلُہٗ شَانٌ عَن شَانٍ، سُبحَانَ مَن یَّذهَبُ بِاللَّیلِ وَیَاتِی بِالنَّھَارِ۔

ترجمہ:

اللہ پاک ہے، بلندی اور اعمال کی جزا دینے والا، اللہ پاک ہے مہربان صاحب احسان، اللہ پاک ہے جس کو کوئی مشغول نہیں رکھتا ایک شان سے دوسری شان کی طرف، پاک ہے جو رات کو لے جاتا ہے اور دن کو (اس کے بجائے) لاتا ہے۔

اگر رات ہو تو یوں کہے: سبحان من یذھب بالنھار و یاتی باللیل۔ پاک ہے جو دن کو لے جاتا ہے اور (اس کی بجائے) رات کو لے آتا ہے۔[1]

ایک یا تین بار یہ کہے:

سُبحَانَ اللہِ وَبِحَمدِکَ عَلٰی حِلمِکَ بَعدَ عِلمِکَ، سُبحَانَ اللہِ وَ بِحَمدِکَ عَلٰی عَفوِکَ بَعدَ قُدرَتِکَ، سُبحَانَ اللہِ مَن لَّہٗ لُطفٌ خَفِیٌّ فَسُبحَانَ اللہِ حِینَ تُمسُونَ وَحِینَ

[1] یعنی یہ وظیفہ اگر صبح پڑھے تو ''سبحان من یذھب باللیل و یاتی بالنھار'' کہے اور شام کو پڑھے تو اس کی جگہ ہر پر ''سبحان من یذھب بالنھار و یاتی باللیل'' کہے۔

تُصبِحُونَ وَلَهُ الحَمدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالاَرضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِينَ تُظهِرُونَ يُخرِجُ الحَيَّ مِن المَيِّتِ وَيُخرِجُ المَيِّتَ مِنَ الحَيِّ وَ يُحيِ الاَرضَ بَعدَ مَوتِهَا وَ كَذالِكَ تُخرَجُونَ، سُبحَانَ رَبِّكَ رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى المُرسَلِينَ وَالحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ۔

ترجمہ:

اللہ پاک ہے اور ہم تیری بردباری کا شکر ادا کرتے ہیں تیرے علم کے بعد، اللہ پاک ہے اور ہم تیری بخشش پر حمد کرتے ہیں تیری قدرت کے بعد، پاک ہے وہ، اس کی مہربانی پوشیدہ ہے، پس اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اس کے لیے ہیں تمام تعرفیں آسمانوں اور زمینوں میں اور (اس کی تسبیح کرو) پچھلے پہر اور جب دوپہر کرو۔ وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو نکالتا ہے زندہ سے، اور زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مردہ ہوجانے کے بعد اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ پاک ہے آپ کا رب عزت والا ہر اس عیب سے جو وہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے۔"[۱]

❁❁❁

۱۔ مرجع سابق اردو، لطیفہ ۳۸، جلد: ۲، ص: ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳۔

فصل دوم

منتخب ارشادات از
کتب غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی
کچھوچھوی علیہ الرحمہ

ہمارے مہربان قارئین عنوان دیکھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ؛ عنوان وسیع ہے، محنت ومشقت کا متقاضی ہے، اس عنوان کا حق ادا کرنے کے لیے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی ثم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی جملہ تصانیف کا مطالعہ چاہیے- حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی جملہ تصنیفات ہماری نگاہ سے نہ گزری ہیں اور نہ اس کے لیے ہم نے مکمل کوشش کی ہے۔ لہٰذا یہ فصل ابھی ناتمام ہے۔ سر دست مکتوبات اشرفی کے چند ارشاد ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔

مختصر تعارف مکتوبات اشرفی

مکتوبات اشرفی، غوث العالم محبوب یزدانی، مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے ۷۴ مکتوبات [ایک روایت کے مطابق مکتوبات کی تعداد اس سے زائد ہیں]، ایک تتمہ اور ایک تکملہ کا مجموعہ ہے۔ یہ مکتوبات مضامین تصوف کا بحر بیکراں ہیں، نہایت گراں قدر اور سرمایۂ درویشاں ہیں۔ ان کو ۷۸۷ھ مطابق ۱۳۸۶ء میں پہلی بار خلیفۂ غوث العالم حضرت مخدوم نظام یمنی علیہ الرحمہ نے جمع کیا تھا۔ دوسری بار حاجی الحرمین سید شاہ عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمہ نے ۸۶۹ھ مطابق ۱۴۶۵ء میں جمع کیا، کتابت کروائی اور کتابی شکل میں محفوظ کر دیا۔

مکتوبات اشرفی کا اصل نسخہ فارسی زبان میں ہے، مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف میں محفوظ ہے۔ حضرت مولانا ممتاز اشرفی پاکستان نے ان مکتوبات کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ دار العلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی ٹاؤن، کراچی نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ جس میں پہلی جلد میں مقدمہ کے ساتھ ۴۲ رمکتوبات ہیں اور دوسری جلد میں ۱۳۱ رمکتوبات ہیں، مکتوبات کی کل تعداد ۱۷۴ ہے۔

مکتوبات اشرفی کے فارسی نسخہ تک ہماری رسائی نہیں ہو پائی، کوشش کی گئی، ناکامی ملی، قارئین کرام کو غوث العالم علیہ الرحمہ کے نوک قلم سے صادر الفاظ کی زیارت ہم نہیں کرا سکے، اس کا ہمیں افسوس ہے۔ ترجمہ شدہ مکتوبات سے چند ارشادات نذر ہیں۔ ندا فاضلی نے سچ کہا ہے:

کوشش بھی کر امید بھی رکھ راستہ بھی چن — پھر اس کے بعد تھوڑا مقدر تلاش کر

مکتوبات اشرفی کا اصل فارسی نسخہ ہم سے قریب رہا، ہاتھ نہ لگا، شاید مقدر میں نہیں تھا۔

ارشاد نمبر ۳۹

اردو ترجمہ:

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: حضرت قطب العارفین خواجۂ ما فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم میری ارادت کے شرف سے مشرف ہوتے ہو تو صرف ارادت رسمی کا داعیہ رکھو، اور ارادت معہودہ جو تمہارے معمولات میں سے ہو مثلاً: زراعت یا تجارت اس میں مشغول رہنا چاہیے۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد میں درس دیا گیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ بیعت وارادت کے بعد کارِ دنیا ترک نہ کرے بلکہ کسب حلال میں کوشاں رہے۔

[۱] مکتوبات اشرفی، ۳۳واں مکتوب، ص: ۳۴۲، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے:

اسلام تجرد کی زندگی یعنی دنیا سے مکمل بے تعلقی سے منع کرتا ہے۔ ایسی زندگی کسی نبی کی شریعت میں ممدوح نہیں رہی۔ علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

''رہبانیت اور ترک دنیا نہ اسلام میں ہے نہ پہلے کسی نبی کے دین میں تھی۔ چنانچہ انبیائے کرام نے مختلف پیشے اختیار کئے، آدم علیہ الصلوۃ والسلام اولاً کپڑا سازی پھر کھیتی باڑی کرتے تھے، نوح علیہ السلام لکڑی کا پیشہ، ادریس علیہ السلام درزی گری، ہود وصالح علیہما السلام تجارت، ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے، شعیب علیہ السلام جانور پالتے تھے، لوط علیہ السلام کھیتی باڑی، موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرانا، داؤد علیہ السلام زرہ بناتے، سلمان علیہ السلام اتنے بڑے ملک کے مالک ہوکر پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزارہ کرتے تھے، عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سیاحی کرتے تھے، ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاً تجارت پھر جہاد کئے۔''[۱]

رہبانیت یا تجرد کی زندگی عیسائیت میں مقدس مانی جاتی ہے۔ چرچ کے ساتھ تعلق رکھنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے شادی نہ کرنے اور جنسی تعلقات سے دور رہنے کی پابندی ان کے مذہبی قواعد کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم نے ''رہبانیت'' کے عنوان سے کیا ہے اور بتایا ہے کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت کا طریقہ خود گھڑ لیا تھا مگر وہ اس کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ قرآن شریف میں ہے:

''وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً وَ رَهْبَانِیَّةَ ﱰابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا۔''

اور [اللہ تعالیٰ نے] اس [حضرت عیسیٰ علیہ السلام] کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی، اور راہب بننا، تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی، ہم نے ان پر مقرّر نہ کی تھی، ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی، پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔'' [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ حدید: ۲۷]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[۱] مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج: ۴، ص: ۳۶۹، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ - ملخصاً -

''لا رهبانية في الاسلام۔ ''اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔[۱]

علامہ مفتی احمد یار خان اشرفی لکھتے ہیں:

''خوف خدا میں مخلوق سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں یا گوشوں میں بیٹھ کر عبادت کرنا ''ترَهُّب'' ہے۔اسی سے رہبانیت اور راہب بنا،گزشتہ دینوں میں ترک دنیا بڑی عبادت تھی۔ہمارے اسلام میں حرام ہے۔اسلام چاہتا ہے کہ ایک ہاتھ میں دین لے ایک ہاتھ میں دنیا۔اللہ کی دی ہوئی طاقتوں کو بیکار کرنا کمال نہیں بلکہ انہیں صحیح مصرف میں خرچ کر دینا کمال ہے۔''[۲]

خانقاہ علائیہ پنڈوہ شریف میں رہبانیت نہیں تھی:

مشائخ چشت اہل بہشت کی تعلیمات میں دین اور دنیا دونوں تھی۔ان نیک بندوں نے اپنے مریدوں کو دنیا سے مکمل بے تعلق ہونے کی کبھی اجازت نہیں دی،چناں چہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کی خدمت میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کا عریضہ حضرت امیر خسرو کے توسط سے پہنچا:

''کہ میں اودھ میں رہتا ہوں اور لوگوں کی کثرتِ آمد ورفت کی وجہ سے میری عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے،اگر اجازت ہو تو جنگل میں چلا جاؤں اور وہیں یکسوئی سے اللہ عزوجل کی عبادت کروں۔ایک شب موقع پا کر حضرت امیر خسرو نے شیخ نصیر الدین محمود کا پیغام سنا دیا۔سلطان المشائخ نے فرمایا:ان سے کہہ دینا کہ تمھیں لوگوں کے ساتھ ہی رہنا ہے اور ان کی شدت وسختی برداشت کر کے اس کا بدلہ بخشش وعنایت سے دینا ہے۔''[۳]

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی خانقاہ میں جملہ مریدین وخلفا کو دین کے ساتھ دنیا کے کام انجام دینے پڑتے تھے،چناں غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی نے اپنا آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے کہ:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ ''اگر بعض کو داعیۂ سلوک میں لیتے تو اولاً اسے کسب

۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ فی الاحادیث والآثار،ج:۳،ص:۹۴۴،مکتبۃ الدرسات والبحوث،دار الفکر،بیروت۔

۲۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج:۱،ص:۶۸۲،المدینۃ لائبریری،ڈیجیٹل،دعوت اسلامی،لاہور،ورژن ۲۰۱۶-ملخصاً۔

۳۔ سیر الاولیا فارسی،مولانا سید محمد بن مبارک علوی کرمانی،ص:۲۴۱،مطبوعہ مطبع محب ہند دہلی،سن اشاعت ۱۳۰۲ھ۔

حلال کا حکم دیتے، اور اگر اپنی خانقاہ میں اسے روزمرہ کے وظائف تعین فرماتے تو اکثر ایسے لوگ ہوتے جو اہل عیال ہوتے اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لاتے۔ سابقہ خانقاہوں میں سے صوامعی پہلوی خانقاہ میں پانچ سو لوگوں کے لیے دسترخوان بچھایا جاتا۔ اس میں سے ہر ایک کے ساتھ مستحکم پہلو رکھتے، کیوں کہ طالبان خدا و سالکان طریق رضا جو کہ معبّل وغیرہ تھے، راہ خدا کے چلنے میں اہل ہوتے تھے۔ جس وقت یہ درویش آں حضرت کے پابوس کے شرف سے مشرف ہوا اس وقت سات سو آدمی اس خانقاہ میں وظائف متعینہ کی ملازمت میں معمور تھے، اور ان میں سے ہر شخص تنہا تنہا باہر جاتے اور اپنی ذمہ داری پوری کرتے۔

زہے خانقاہ سپہر بنائی	کہ خورشید از شمع او مستعار
مریدان دراں خانقاہ فلک	ہمی کردہ اند ہم چوں سپارہ کار
نبودہ کسے فارغ از کار خویش	بہمت ہمی رفتہ اند راہوار
ہمی رفتہ اند ظلمات رنگ	باانوار خورشید چرخ وقار
دراں خانقاہ ولایت چراغ	نہ باشد کسے فارغ از کاروبار

کیا خوب خانقاہ ہے کہ خورشید اس کے شمع سے مستعار ہے۔

خانقاہ فلک میں مریدین سپارہ کی طرح کام کرتے ہیں۔"

کوئی بھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہیں۔ منزل تک پہنچنے میں ہمت وار ہیں

راہ ظلمات میں چرخ وقار کہ خورشید کے انوار سے پہنچے ہیں۔

اس ولایت کی خانقاہ میں کوئی بھی کام سے فارغ نہیں ہیں۔

حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ نے بزبان اشعار خانقاہ علائیہ کے شب و روز کا بیان نہایت شگفتہ و شائستہ انداز میں لکھا ہے۔ طالبان تحقیق کو چاہیے کہ خانقاہ علائیہ کا نظام سمجھنے کے لیے اس مکتوب گرامی کا ضرور مطالعہ کریں۔[۱]

❁

---

[۱] مکتوبات اشرفی، ۳۳واں مکتوب، ص: ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

ارشاد نمبر: ۴۰

اردو ترجمہ:

حضرت مخدومی مرحومی جس وقت معارف کہنے میں کرم فرماتے تو حرکت میں آجاتے اور فرماتے کہ:

''اے اشرف میں پُردرخت ہوں ۔جب یہ درخت ہلے گا تو غرائبِ اسرار کے اثمار وعجائبِ آثار کے انوار گریں گے۔فصوص وفتوحات کے حقائق ونصوص وآیات کے نکات مجھ سے حل کرو۔اسی طرح نوادر کتب ورسائل کے نام مجھ سے لو''۔آخر حرارت میں فرماتے کہ:

''اگر دیگر کچھ نہیں کر سکتے تو گلستاں کے اصلاح کے کرنے میں تقصیر نہ کرو۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس قول سے آپ کا علمی تبحر نمایاں ہے۔ہم نے آپ علیہ الرحمہ کے علمی تبحر پر اپنی کتاب حیات مخدوم العالم میں اور اس کتاب کے ارشاد نمبر ۱۰ میں گفتگو کی ہے۔وہیں رجوع کرنا چاہیے۔حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ کے علمی مقام کو اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے، چند اشعار نذر خدمت ہیں۔

درخت گلستانِ وحدت منم — کہ دارم گل وبار عرفان ہزار
ہماں شجرۂ باغ توحید دوست — بجنباں کہ افتد حقائق ثمار
درو گوہر بحر وجدان مراست — صدف بشکن ودرو گوہر برآر
دریائے من ہر کہ درزد سری — برآرد ز گوہر چہ دریائے کار
علائی من سکۂ اشرفی — دریں سکہ خانہ زدم پر عیار
علائی اشرفی بہم سکہ اند — روانند ببازار در روزگار

وحدت کے گلستاں کا درخت ہوں کہ گل اور عرفان ہزار بار رکھتا ہوں۔وہی دوست باغ توحید کے درخت ہیں کہ ہلانے سے حقائق کے ثمار جھڑتے ہیں۔وجدان کے سمندر کے دُرو گوہر مجھ سے ہیں۔صدف کو توڑ کر دُرو گوہر باہر نکال لو۔میرے دریا میں جو کوئی غوطہ زن

---

[۱] مکتوبات اشرفی، مکتوب نمبر ۴۷، ج:۲ ص:۲۳۱، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

ہوگا تو دریائے کار سے گوہر لے کر آئے گا۔ میں علائی ہوں سکۂ اشرفی کے خانہ کو میں نے سونے چاندی کی چاشنی سے پُر کیا ہے۔علائی اشرفی باہم سکہ ہیں ،زمانے کے بازار میں رواں ہیں۔[۱]

ارشاد نمبر: ۴۱

❁اردو ترجمہ:

ایک مدت تک خانقاہ علیّہ، جائے گاہ دِلیہ میں اپنے کام میں مصروف رہا، جب مجھے احوال باطن کی خبر ہوئی، اور ایسے مواہبات ظاہریہ سے [دل] پُر ہوگیا جس کے سبب سے علوم باطن حاصل ہوسکے۔ایک صبح ہمارے پیر نے طلب کیا اور فرمایا کہ:

''اٹھ اور سفر کر، کیوں کہ تیرے لیے عمار یاسر چاہیے۔''

میں سمجھ گیا کہ اب مجھے رخصت ہو کر یہاں سے جانا ہے۔[۲]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کی توضیح وتشریح کے لیے ارشاد نمبر ۲۷ اور ۲۸ دیکھنا چاہیے۔ یہاں صرف ''عمار یاسر'' الفاظ کی وضاحت کی جاتی ہے۔حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت نجم الدین کے مربی واستاذ تھے، انہوں نے حضرت نجم الدین سے وہی بات کہی تھی جو شیخ علاء الحق پنڈوی نے کہی تھی، چناں چہ اسی مکتوب میں ہے:

''ایک صبح حضرت شیخ عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:
نجم الدین اٹھو اور مصر کی طرف سفر کرو۔''[۳]

❁

۱۔ مرجع سابق،ص:۲۳۲۔

۲۔ مکتوب اشرفی، مکتوب نمبر ۵۱، ج:۲، ص:۸۵، ۸۶، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

۳۔ مرجع سابق، نفس مکتوب نمبر، ص:۸۶۔

ارشاد نمبر:۴۲

ارد و ترجمہ:

ہمارے خواجہ نے فرمایا کہ:

''طالب صادق کو چاہیے کہ صبح تین گھنٹے پہلے اٹھ جائے، اور نماز تہجد جو کہ بہترین نافلہ اور خوب ترین فاضلہ ہے، ادا کرے، حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کے لیے ابتدائے حال میں یہ نماز فرض تھی یہاں تک کہ آخر حال میں ان پر فرض باقی رہی۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

''وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ، عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔''

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو، یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے، قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔''[۱]

توضیح و تشریح

نماز تہجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے اس قول میں جن باتوں کو بیان کیا ہے۔ ان کی وضاحت کے لیے علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی اس آیت کے تحت بیان کردہ تفسیر ہی کافی ہے۔ لکھتے ہیں:

''تہجّد نماز کے لئے نیند کو چھوڑنے یا بعد عشا سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اس کو کہتے ہیں، نمازِ تہجّد کی حدیث شریف میں بہت فضیلتیں آئی ہیں، نمازِ تہجّد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی جمہور کا یہی قول ہے، حضور کی امّت کے لئے یہ نماز سنّت ہے۔ تہجّد کی کم سے کم دو ۲ رکعتیں اور متوسط چار اور زیادہ آٹھ ہیں اور سنّت یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیّت سے پڑھی جائیں۔ اگر آدمی شب کی ایک تہائی عبادت کرنا چاہے اور دو تہائی سونا تو شب کے تین حصّے کر لے درمیانی تہائی میں تہجّد پڑھنا افضل ہے اور اگر چاہے کہ آدھی رات سوئے آدھی رات عبادت کرے تو نصف اخیر افضل ہے۔ جو شخص نمازِ تہجّد کا عادی ہو اس کے لئے تہجّد ترک کرنا مکروہ ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے۔''

۱۔ ترجمہ، سورۂ بنی اسرائیل: ۷۰؛ مکتوبات اشرفی، مکتوب نمبر ۱۱، ج:۱، ص:۱۵۶، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

ارشاد نمبر:۴۳

❁ اردو ترجمہ:

ہمارے حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ:

''شیخ الاحرار فرید عطاء [عطار] کی تصنیف منطق الطیر کی بارہ جلدیں ہاتھ آئیں ، یہاں تک کہ میں نے اس کے حجلۂ عبارت سے عروس معانی کو جلوہ گر کیا۔''

عروس عبارت زشاہان دین	کہ دارد نہاں روئے در حجلہ

بہر کس نہ رخسار نماید	باہل بصیرت کند جلوہٗ

ترجمہ:

عبارت کی دلہن حجلہ میں اپنا چہرہ شاہان دین سے پوشیدہ رکھتی ہے۔ اپنے رخسار کو ہر شخص کے لیے ظاہر نہیں کرتی؛ [بلکہ] اہل بصیرت کے لیے جلوہ کرتی ہے۔''[۱]

توضیح و تشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد آپ کی علمی جلالت اور کتب بینی سے رغبت پر دلالت کرتا ہے۔

❁ کتاب منطق الطیر کا مختصر تعارف:

منطق الطیر شیخ فرید الدین عطار کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ہے، مثنوی مولانا روم کی طرح یہ بھی مثنوی ہے، چار ہزار چھ سو اشعار پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی میں نہایت دل چسپ انداز میں مقامات تصوف کا بیان کیا گیا ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ دنیا کے پرندے ہُد ہُد کی سر کردگی میں اپنے شاہ، ''سیمُرغ'' کی تلاش میں ایک طویل سفر پر نکلے ہیں، اس سفر کے دوران وہ ''ہفت وادیوں'' سے گزرتے ہیں۔ ان ہفت وادیوں کے نام یہ ہیں:

[۱] وادی طلب و جستجو۔

[۲] وادی عشق و محبت۔

[۳] وادی معرفت۔

۱۔ مکتوبات اشرفی، مکتوب نمبر:۶، ج:۱، ص:۹۹، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

[۴] وادی آزادی، استغنا اور ترکِ دنیا۔

[۵] وادی توحید و یک جہتی۔

[۶] وادی حیرت و سراسیمگی اور۔

[۷] وادی فنا و سراسیمگی۔

پرندے جب ہدہد کی رہنمائی میں یہ ساتوں وادیاں عبور کر لیتے ہیں تو انہیں وادی فنا میں سیمرغ کی بارگاہ دکھائی دیتی ہے؛ لیکن انہیں سیمرغ اور اپنے میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا، وہ حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔

بڑی دل چسپ اور جامع مثنوی ہے، صوفیائے کرام کے لیے غذائے روح ہے۔ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے اس کی ۱۲ جلدیں مطالعہ فرمائیں اور ان میں علوم و معانی کے نکات تلاش کئے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

''میں نے اس کے حجلۂ عبارت سے عروس معانی کو جلوہ گر کیا۔''

فصل سوم

انتخاب از رسالہ حجۃ الذاکرین

مختصر تعارف رسالہ حجۃ الذاکرین

حجۃ الذاکرین غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کا تحریر کردہ مختصر رسالہ ہے-اصل رسالہ فارسی زبان میں ہے، ہمارے سامنے اصل فارسی اوراس کا اردو ترجمہ ہے۔مترجم حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی راج محلی صاحب ہیں۔اس رسالہ کا موضوع ذکر بالجہر ہے۔مخدوم سید اشرف جہاں گیر نے بڑے عالمانہ اورمحققانہ انداز میں موضوع کا اثبات کیاہے۔اسی رسالہ کے ساتھ ''بشارۃ المریدین'' اور ''رسالہ قبریہ'' بھی بزبان اردو شائع کیا گیاہے۔مخدوم سید اشرف جہاں گیر نے حجۃ الذاکرین میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ایک نقل کیا ہے۔ہم اسی قول کو یہاں نظر قارئین کر رہے ہیں۔

ارشاد نمبر: ۴۴

فارسی متن:

''روایت باجماع دارم از پیر دست گیر خود مرشد حقانی عالم ربانی قطب العالم قدوۃ العارفین شیخ المشائخ علاء الحق والدین کہ گفت دل درویش کم از دل کنیزک آب کش نباید کہ بسوئ آب برسراست بقید دل مقید تا اگر یک لحظہ از و غافل شود بسوئ کہ برسراست بیفتد وبسو بشکند آب ریختہ گردد و مجموع کہ دیدہ است حبط وہدرو ناچیز گردد۔''[۱]

[۱]۔ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی، ص: ۴۲۶، مکتبہ سمنانی، کراچی، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

اردو ترجمہ:

''میرے پیر دست گیر مرشد حقانی عالم ربانی قطب العالم قدوۃ العارفین شیخ المشایخ علاء الحق والدین [رحمۃ اللہ علیہ] سے متفق علیہ روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ:

''درویش کا دل اس آب کش کنیز کے دل سے مختلف نہیں جو پانی کا گھڑا سر پر رکھ کر چل رہی ہو۔ گھڑا اس کے سر پر ہے اور دل ہر لمحہ اسی سے لگا ہوا ہے کہ کہیں تھوڑی سی غفلت ہوئی تو گھڑا سر سے ٹوٹ جائے گا اور سارا پانی بہ جائے گا، اور ساری محنت برباد ہو جائے گی۔'' [اسی طرح محب صادق کا دل ہمیشہ محبوب سے لگا رہتا ہے اور ہر آن اس کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں تھوڑی سے غفلت ہوئی تو محبت کا بھرم ٹوٹ جائے گا اور اس راہ کی ساری محنتیں بے کار ہو جائیں گی۔ ۱۲ مترجم]۔'' [1]

توضیح وتشریح

بندوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جسم و بدن اور شکل وصورت کا نہیں ہوتا، اس کے ساتھ دل کا رشتہ ہوتا ہے۔ اس لیے بندوں کو چاہیے کہ اپنے دل کو ستھرا رکھے، آلائش دنیا سے پاک وصاف رکھے، اس میں بغض وحسد، کینہ ونفرت کو جگہ نہ دے۔ ہمیشہ اس کی نگرانی کرتا رہے۔

❁❁❁

[1] ۔ حجۃ الذاکرین مع رسالہ قبریہ، مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی، مترجم، مولانا رضاء الحق اشرفی، ناشر، جمعیۃ الاشرف، جامع اشرف، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، سال اشاعت، 2002ء، ص:6۔

باب دوم

ارشادات مخدوم العالم
شیخ علاء الحق پنڈوی
بروایت
شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی

علیہما الرحمہ

تمہید

قطب الاقطاب، مخدوم العالم، گنج نبات شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے جو ارشادات وفرمودات ہم تک پہنچے ہیں۔ان کا اولین وسیلہ تصنیفاتِ مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی ہیں۔ہم نے اپنی سی کوشش کی، وسیلۂ اول کی بعض اشاعتوں کی چھان بین کی، ارشادات وفرمودات مخدوم العالم علیہ الرحمہ یکجا کئے،قارئین کرام کے رو برو کردئے۔ دوسرا قوی وسیلہ،تصنیفات شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ ہیں۔ یہاں بھی وہی عمل دہرایا گیا،حضرت شیخ نور کی زیادہ تر تصنیفات ابھی تشنۂ اشاعت ہیں،ہم اس دریا میں ڈوبے ؛مگر پیاسا نکلے-حسب سابق یہاں بھی مناسب سمجھا گیا، پہلے حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کی مختصر سوانح لکھی گئی،ان کی مروی عنہا تصنیفات کا مختصر تعارف لکھا گیا، پھر حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشادات قلم بند کئے گئے،اب قارئین باذوق کے ساتھ ہم بھی ان ارشادات سے حصولِ فیوض وبرکات کے لیے شریک مطالعہ ہیں۔

شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی-
ایک مختصر تعارف

ولادت:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پندوی کا بخت بیدار رہوا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیدار ہوا، بشارت ملی: اللہ کریم تم کو ایک لڑکا دے گا، وہ دین پھلائے گا، بنگال کو نوراسلام سے بھردے گا، پھر حکم ہوا: ان کا نام میرے نام پر رکھنا۔ چند مہینوں کے بعد شیخ نور

الحق والدین معروف بہ نور قطب عالم [ولادت: ۷۲۲ھ مطابق ۱۳۲۳ء- وصال: ۸۱۳ھ مطابق ۱۴۱۰ء] پیدا ہوئے، نام نامی ''احمد'' رکھا گیا۔

تعلیم و تربیت

تعلیم وتربیت کے مراحل از ابتدا تا انتہا حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی نگرانی میں طے ہوئے، دس سال کی عمر میں قرآن کریم کے حافظ ہو گئے۔ شیخ حمید الدین کنج نشیں حسینی ناگوری کی درس گاہ میں شریک ہوئے، اسی درس گاہ فیض میں سلطان غیاث الدین آپ کا ہم سبق رہے۔ تعلیم وتربیت کے دوران ہی دل کی دنیا بدل چکی تھی، جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ،انوار قرآن برستا دیکھتے، نزول وحی کے مناظر سامنے آجاتے، آنکھیں شان نزول کے واقعات دیکھتیں۔ والد گرامی شیخ علاء الحق پنڈوی نے ان کے جذب دروں کو کنٹرول کیا، ریاضت ومجاہدہ پر لگایا۔

مجاہدہ وریاضت

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے شیخ نور کو لنگر خانہ کی ذمہ داری سونپی، تقریبا آٹھ سالوں تک بحسن وخوبی انتظام انصرام سنبھالا۔ اناج فراہم کرتے، جنگلوں سے لکڑیاں لاتے ،فقرا، مساکین اور قلندروں میں تقسیم طعام کرتے ۔ خانقاہ علائیہ کے طلبہ، علماء ،مشائخ ،درویش اور مہمانوں کی خدمت کرتے۔

ایک بار والد گرامی کی نگاہ اٹھی، لکڑی لاتے ہوئے شیخ نور کی کرامت دیکھی، سمجھ گئے ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔'' مطبخ سے ہٹا کر پنگھٹ پر لگا دیا۔ شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے یہاں چار سال خدمتیں انجام دیں، عورتیں پانی بھرنے آتیں، آپ ان کے بھرے گھڑے خشک زمین پر لا کر رکھتے، وہ وہاں سے اٹھا کر بآسانی گھر لے جاتیں۔

علم و ہنر کی تکمیل ہوئی، مجاہدہ وریاضت سے نفس کشی ہوئی، والد گرامی نے خلافت سے سرفراز کیا، سنار گاؤں کا علاقہ دیا، یہ سنار گاؤں آج بھی سنار گاؤں ہے، فرق اتنا ہے کہ اب واقعی گاؤں ہے، کل عہد حکومت میں بنام گاؤں تھا، امرا و سلاطین کا دار الحکومت تھا۔ شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کا یہاں غلغلہ ہوا، ہر زبان رطب اللسان اور ہر فرد ثنا خواں ہوا، دور و دراز دور تک حضرت شیخ کا نام پہنچا، ہر طرف شہرہ و چرچا ہوا۔

جانشینی

پنڈوہ شریف میں والد گرامی کی عمر کا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا مگر ولایت و کرامت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کو سنار گاؤں سے بلا لیا گیا، ان کی جگہ خود ان کے خلیفہ شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمہ کو مقرر کیا گیا۔ چند مہینوں کے بعد والد گرامی نے پیک اجل کو لبیک کہا، مخدوم جہاں نیا جہاں گشت نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ جانشیں بنا دئے گئے۔

بنگال کو نور اسلام سے بھر دیا

گنج نبات، مخدوم العالم، شیخ عمر علاء الحق پنڈوی کا وصال کیا ہوا، دشمنان دین و سنت کو سر اٹھانے کا موقع مل گیا، ایسا لگتا تھا کہ بنگال سے خیر و برکت چلی گئی، ہر طرف سورش بپا ہوگئی، اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، غیر کلمہ گو راجا گنیش تخت نشیں ہوا، علما و قضاۃ کو تہ تیغ کیا، بہتوں کو غرق سمندر کر دیا، بعض کم فہم مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کر دیا، جو پکے نکلے اس کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے۔

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ بنگال کے سیاسی حالات سے کبیدہ خاطر تھے۔ مسلمانوں کی کس مپرسی سے رنجیدہ تھے۔ اپنے محسن و رازداں مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی کو سفارشی خط لکھا، اسلامی ریاست جون پور سے فوج آئی، سلطان ابراہیم شرقی بنفس نفیس تشریف لائے، چیف جسٹس قاضی شہاب الدین دولت آبادی بھی شریک سفر رہے۔ بنگال پہنچے، راجا کا باجا بجا، شطرنجی چال چلا، معافی کا طلب گار رہا، حضرت شیخ نور کی نرم دلی اُجاگر ہوئی، معافی کا پروانہ دے دیا، اسلامی فوج بن لڑے جون پور واپس چلی گئی۔

قرآن کریم کا فرمان ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ''

اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے، وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافر، ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ۔'' [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ مائدہ: ۵۷]

یہ بھروسے کے لائق نہیں ہیں۔قرآن کا فرمان صادق ہوا، راجا اپنی سرکشی پر لوٹ آیا، حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، اللہ کا کرم ہوا، شیخ نور کے بیٹے کی قربانی سے معاملہ انتہا کو پہنچا، راجا مر گیا، اسلامی حکومت واپس آئی۔کھل کر تبلیغ دین کا موقع ملا، چین، برما اور لنکا تک قافلے روانہ گئے، ہر طرف کامیابیوں نے قدم چومے اور پورا علاقہ شیخ نور کی جلوہ سامانیوں کے ساتھ نور اسلام سے بھر گیا۔آپ کا وصال ۱۱ر ذی قعدہ ۸۱۳ھ یا ۸۱۸ھ یا ۱۲۳۰ھ کو پنڈوہ شریف میں ہوا۔رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ-[**تفصیل کے لیے ہماری کتاب "شیخ نور قطب عالم-حیات اور کارنامے" کی اشاعت کا انتظار کیجئے۔**]

❁❁❁

فصل اول

منتخب ارشادات

از-کتاب مستطاب "انیس الغربا"

لب اولیائے مدققین، مغز مشائخین محققین، نورالحق والدین، نور قطب عالم، شیخ احمد پنڈوی علیہ الرحمہ کے علمی آثار میں:

[۱] مجموعۂ مکتوبات بنام مکتوبات نور قطب عالم۔

[۲] انیس الغربا۔

[۳] مونس الفقراور۔

[۴] خانوادۂ چشت۔

کا ذکر ملتا ہے۔

مؤخرالذکر نا پید ہے، صرف بعض کتابوں میں ذکر رہ گیا ہے۔ ہمارے پاس انیس الغربا مطبوعہ نسخۂ فارسی اور مجموعۂ مکتوبات کا اردو ترجمہ موجود ہے۔ ان ہی دونوں علمی آثار سے قطب الاقطاب، گنج نبات، مخدوم العالم شیخ عمر علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے فرمودات وارشادات کو ہم یہاں نقل کریں گے۔

مختصر تعارف انیس الغربا

انیس الغربا مختصر ہے، جامع ہے۔ رسالہ پڑھ کر یقین کیا جاسکتا ہے کہ شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ برجستہ گو عربی وفارسی ادیب تھے۔ رسالہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ سن تالیف سے لے کر آج تک ہر بڑی قدیم خانقاہ اور لائبریری نے اس کی حفاظت کی ہے۔ ہندوستان

کے طول وعرض میں تقریباً ہر بڑی لائبریری میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ مطبع گلزار احمدی، مرادآباد نے جنوری ۱۸۹۲ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ھ میں غالباً پہلی بار چھاپا ہے۔ مولانا آزاد کالج کلکتہ کے صدر شعبۂ فارسی ڈاکٹر غلام سرور نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی نے اس کا محقق نسخہ ۲۰۱۰ء میں عام کیا ہے۔

انیس الغربا کا عنوان فلسفۂ فقر وغنا اور اسرار ورموزِ معرفت [تصوف] ہے۔ جس کو قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں نہایت دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کے مصنف حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''میرا ارادہ ہوا کہ خم خانۂ شراب محبت سے اپنے دوستوں کو مقصد حیات کا جام پیش کروں، ان کے دلوں میں شعلۂ آتش طلب مزید بھڑکاؤں، اسی ارادہ کی تکمیل کے لیے چند احادیث کریمہ کے معانی لکھ دئے، ان معانی کو خود میں نے اپنے دل سوختہ میں محسوس کیا ہے، شارحین احادیث کی تالیفات وتصنیفات میں دیکھا ہے اور نہ ہی اساتذہ سے سنا ہے، اس مجموعہ کا نام میں نے ''انیس الغرباء'' رکھا ہے۔ امید ہے کہ ان اوراق کا مطالعہ عاشق زار کی آتش فراق کو تیز کرے گا، اس کے جذبۂ حق کو بھڑکائے گا، توفیق الٰہی کی کلید سعادت اس کے ہاتھ آئیگی، اس کی غفلت وبدبختی دل کا تالا کھولے گا، وہ دنیا سے روگرداں ہوکر اپنا رخ جانب حق کرلے گا، اپنا سر میدان عشق میں گیند کی طرح رکھ دے گا، پاؤں راہِ طلب میں مردانہ وار اس طرح رکھ دے گا کہ غیر اللہ کے فکر وخیال سے چھٹکارہ پاجائے گا اور نفس امارہ کے شر سے محفوظ ومامون ہوجائے گا۔ وماتوفیقی الاباللہ۔''[۱]

اس کتاب کے تعلق سے پروفیسر سید علیم اشرف جائسی صاحب صدر شعبۂ عربی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد تحریر کرتے ہیں کہ:

''اس کتاب کی اہمیت وانفرادیت ہے کہ یہ بیک وقت حدیث کی بھی کتاب ہے اور تصوف کی بھی۔ اس کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کتاب نہ صرف ان تمام دعوؤں کا بطلان کرتی ہے جن کے مطابق عہد سلطنت میں علم حدیث کبریت احمر یا عنقا کی مانند تھا بلکہ یہ اہل تصوف کی حدیث شریف سے وابستگی کی بھی پختہ دلیل ہے۔ اس کتاب کے حدیثی مآخذ

---

[۱] انیس الغربا، ص: ۴، مطبع گلزار احمدی، مرادآباد نے جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ء۔

متنوع ہیں جن میں کتب ستہ کے علاوہ حدیث کی درجنوں کتابیں شامل ہیں جیسے مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی، طبرانی کی معاجم، حلیۃ الاولیاء للاصبھانی اور مجمع الزوائد اور الجامع الصغیر وغیرہ - اس کتاب کی بعض مرویات تفسیر، تاریخ اور ادب کی کتابوں سے بھی ماخوذ ہیں جیسے احکام القرآن، البدایۃ والنھایہ اور نفح الطیب۔''[۱]

راقم الحروف نے اس پر ترجمہ، تخریج اور تحشیہ کا کام کیا ہے۔ ۲۰۱۲ء میں مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال نے اس کا اردو اور بنگالی ایڈیشن شائع کیا ہے۔ آیئے پہلے اسی کتاب میں درج گنج نبات، مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کے ارشادات سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔

۞

ارشاد نمبر: ۴۵

۞ فارسی متن:

از پیر دست گیر خود ایں رباعی سماع است:

اے عمر تبہ کردہ بازی بازی — صد گونہ گنہ کردہ ببازی بازی

ہم موئے سپید کردی آسان آسان — ہم نامہ سیہ کردہ ببازی بازی

۞ اردو ترجمہ:

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''اپنے پیر دستگیر (حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ) سے یہ رباعی خود میں نے سنی ہے۔

عمر کھیل کود میں ضائع کر دی اور لہو ولعب میں سینکڑوں گناہ کر لئے۔

بہت آسانی سے تو نے بال سفید کر لیے اور کھیل کھیل میں نامۂ اعمال سیاہ کر ڈالا۔''[۲]

۱۔ دیکھئے: مقدمۂ انیس الغربا، ترجمہ عبد الخبیر اشرفی مصباحی، مطبوعہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ بنگال۔

۲۔ انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۹۲، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

توضیح وتشریح

مطبوعہ گل زاراحمدی ،مراد آباد والے نسخہ میں مصرع اول، دوم وچہارم میں ''کردی'' کی جگہ ''کرد'' ہے۔اور مصرع سوم میں ''کرد کردہ'' ہے۔[۱]

دلِ مومن اللہ کریم کی نظرگاہ ھے:

اس رباعی میں حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے عمرعزیز کو نیک کاموں میں لگانے اور بُرے کاموں سے بچانے کا درس دیا ہے۔حضرت شیخ نورقطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی مذکورہ رباعی کو جس پس منظر میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے: اللہ کریم ،سیاہ قلب بندوں سے پوچھے گا: ''عبدی طهرت منظر الخلق سنين هل طهرت منظری سنة ؟[۲]

میرے بندے! تونے مخلوق کو دکھانے کے لیے اپنے ظاہر کو سالہا سال ستھرا کیا ہے،کیا تونے میری نظر گاہ اپنے باطن کو مردار دنیا کی الفت ومحبت اور اسکے رنج والم کی آلودگیوں سے ایک گھڑی کے لیے بھی ستھرا کیا ہے؟ تونے اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا؟ اس خطاب الٰہی کا تم کیا جواب دوگے؟''[۳]

دل لگاؤ تو لگاؤ دل سے　　　دل لگی ہی دل لگی اچھی نہیں

حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان اللہ لا ینظر الی صورکم وأموالکم لکن ینظر الی قلوبکم وأعمالکم۔''

اللہ کریم تمہاری شکل وصورت اور مال ودولت کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔[۴]

حضرت شیخ نورقطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے جس پس منظر میں مذکورہ رباعی لکھی ہے اسی پس منظر میں مندرجہ ذیل دوشعر بھی لکھے ہیں۔فرماتے ہیں:

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا،ص:۱۸،مطبوعہ مطبع گلزاراحمدی مرادآباد،سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

[۲]۔ دیکھئے: أیھا الولد،امام غزالی،ج:۱،ص:۵،آن لائن،الاسلامیہ الدعویہ کی ویب سائٹ۔

[۳]۔ نفس مرجع،نفس صفحہ۔

[۴]۔ مسلم،حدیث نمبر ۶۵۴۳،بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

ارشاد نمبر:۴۶

فارسی متن:

ایں دو بیت نیز از پیر دست گیر خود سماع است:

اگر فردا پرسند از نیکوئی	چہ آوردی چہاداری چہ گوئی
بغفلت می گذاری روزگارے	مگر در گور خواہی کرد کارے

اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

"یہ دو شعر بھی پیر دست گیر سے خود میں نے سنا ہے۔

کل بروز حشر نیکیوں کے بارے میں اگر پوچھ لیا گیا کہ دنیا سے کون سی محبت تو لایا ہے؟ تو کیا جواب دو گے؟

غفلت میں پڑ کر وقت گزارتا ہے مگر قبر میں تو کام کرنا چاہے گا۔"[۱]

توضیح وتشریح

مرادآباد والے نسخہ میں چوتھا مصرع اس طرح درج ہے:

"مگر در گور خواہی کرد کارے۔" جو مفہوماً ایران والے نسخہ سے الگ ہے۔یعنی قبر میں تو اللہ عزوجل کو یاد کرے گا۔[۲]

دل مہبط انوار الٰہی ہے:

غفلت ونادانی کی زندگی گزارنے والوں کو حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے نہایت حسین اور مؤثر انداز میں نصیحت فرمائی ہے۔آیئے اس عظیم صوفی بزرگ کی نصیحتوں کو پڑھ کر عمل کرنے کا عزم کرتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں:

"میرے عزیز! کس قدر ظلم عظیم ہے، کتنی حیرت وافسوس کی بات ہے کہ دل جو جمالِ بے مثل ذات کا آئینہ ہے، انوار الٰہی کے اترنے کی جگہ ہے، بے شمار اسرار ورموز کا خزانہ اور حق تبارک وتعالی کا عرش ہے، اسے تو نے فانی، کمینی اور گندی دینا کے حرص وہوس

۱۔ انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۹۲، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

۲۔ دیکھئے: انیس الغربا، ص: ۱۸، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مرادآباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

کے زنگ سے آلودہ کر رکھا ہے۔ لایعنی باتوں میں مشغول، زید و بکر کے خیالات میں مصروف اور آماجگاہِ مردہ و گندہ بنا رکھا ہے۔

تنت بنیان رب شد تا در و عرش خدا باشد
تو دائم دل برآں داری کہ گردد آں بنیان

تیرے جسم کو رب تعالی کی بنیاد ہونا چاہیے تا کہ اس پہ عرش خدا کی تعمیر ہو سکے۔ اپنے دل کو ہمیشہ اس طرح بنائے رکھنا چاہیے کہ وہ بنیاد کے لائق ہو سکے۔

تو نے ایسے عرش کو فرش کی طرح پامال کر ڈالا ہے، کمینی دنیا کے رنج والم سے آلودہ کر رکھا ہے، لایعنی باتوں میں مشغول کر دیا ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کی تعمیر نہیں کی ہے۔

قال النبی ﷺ: "قلب المؤمن حرم الله وحرام علی حرم الله أن یلج فیه غیر الله۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

مومن کا دل خدائے تعالی کا حرم ہے اور خدائے تعالی کے حرم میں غیر خدا داخل ہو جائے یہ حرام ہے۔"[۱]

ارشاد نمبر: ۴۷

فارسی متن:

ایں مثنوی را از زبان پیر دست گیر خود سماع است:

نکردی در جوانی ہیچ کارے — بہ پیری کی توانی کرد کارے
اگر خواہی خلاصی از اسیری — بکن ہم در جوانی کار پیری
جوانی گر بود بر طرز پیراں — از و گردد دل ابلیس ویراں

---

[۱] انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۹۲، ۹۳، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء؛ تلاش بیسار کے باوجود یہ حدیث نہیں ملی البتہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے ملتا جلتا ایک قول باز یافت ہوا ہے، وہ یہ ہے: "القلب حرم الله فلا تسکن حرم الله غیر الله" دل اللہ تبارک وتعالی کا حرم ہے، لہذا حرم خدا میں غیر خدا کو جگہ مت دے۔ حسن موسی، کتاب معرفۃ النفس: فصل رابع، ص: ۹۳ بحوالہ میزان الحکمۃ ج: ۲، ص: ۲۱۲۔

❁ اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''حضرت پیر دست گیر سے یہ مثنوی میں نے خود سنی ہے۔

تو نے جوانی میں کچھ کام نہ کیا، بوڑھاپا میں کیا کام کر پائے گا۔

اگر قید سے رہائی چاہتا ہے تو جوانی ہی میں بوڑھاپے کا کام کر لے۔

جوانی اور بوڑھاپا اگر ایک ہوجائے تو [کیا کہنا] ابلیس کا دل اسی سے رنجیدہ و ویران ہوتا ہے۔''[۱]

توضیح وتشریح

مطبوعہ گلزار احمدی، مراد آباد والے نسخہ میں مصرع اول میں ''ہیچ کارے'' کی جگہ ''کار بارے''، مصرع پنجم میں ''جوانی گر بود'' کی جگہ ''جوانی کو بود'' اور ششم میں ''دل ابلیس ویراں'' کی جگہ ''دل ابلیس بیراں'' لکھا ہے۔ اس صورت میں ان مصرعوں کا علی الترتیب یوں ترجمہ ہوگا:

[۱] تو نے جوانی میں بھاری اور محنت کا کام نہیں کیا۔

[۵] جوانی بوڑھاپہ کی طرح کب ہوتی ہے۔

[۶] اسی سے ابلیس کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔

اس نسخہ میں ایک شعر کا اضافہ ہے۔ وہ یہ ہے:

بہ غفلت می گذاری روزگارے   مگر در گور خواہی کرد کارے

غفلت میں دن گزار دیتا ہے، قبر میں کام کرنے کی خواہش کرے گا۔[۲]

❁ وقت اور کام کی اہمیت:

گنج نبات، مخدوم العالم شیخ علاالحق والدین عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے مذکورہ تینوں ارشادات میں وقت اور کام کی اہمیت وافادیت بیان فرمایا ہے۔ وقت بیکار گنوانے والے اور کام سے جی چرانے والوں پر اظہار افسوس کیا ہے۔ لہذا وقت اور

۱۔ انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۲۵، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

۲۔ دیکھئے: انیس الغربا، ص: ۴۳، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

کام کی اہمیت پر چند جملے قارئین کی خدمت میں نذر ہیں۔

بعض لوگوں کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں، بعض کی کم اور بعض کی نہایت کم، کس کو کیا پتہ، کب کس کی موت آجائے، لہذا اچھے کاموں ہی میں وقت گزارنا نیک ہونے کی دلیل ہے۔اللہ کریم نے وقت کی قسم یاد فرمائی جس سے اس کی اہمیت عیاں ہوتی ہے۔[۱]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عن الحسن عن أبی بکرۃ أن رجلا قال: یا رسول اللہ أی الناس خیر؟ قال: من طال عمرہ و حسن عملہ قال: فأی الناس شر؟ قال: من طال عمرہ و ساء عملہ۔''

حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اچھا آدمی کون ہے؟ فرمایا:

''جس کی عمر لمبی اور اعمال اچھے ہوں''، اس نے عرض کیا: لوگوں میں سب سے بدترین شخص کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کی عمر طویل اور اعمال بُرے ہوں۔''[۲]

اچھا انسان وہی کہلانے کا حق دار ہے، جس کا آج گزشتہ کل سے اور آئندہ کل آج سے بہتر ہو، وہ زندگی کو غنیمت سمجھتا ہو، ایسے نیک اعمال کرتا ہو جو اسے پروردگار کے قریب کردیں۔نیکیوں میں مصروف، بُرائیوں سے دور اور زمانے اور حالات کی گردشوں سے سبق حاصل کرتا رہتا ہو۔

ع: غنیمت جان فرصت آج کے دن

طبیعت چاہتی ہے کہ اس موقع پر شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کا لکھا ہوا ایک قول اور اس کی تشریح پیش کردوں، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اپنی کتاب انیس الغربا میں لکھا ہے:

''قال عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما:

۱۔ دیکھئے: سورۂ عصر۔

۲۔ المستدرک علی الصحیحین، حاکم نیشاپوری، کتاب الجنائز، ج:۱، ص:۴۸۹، دار الکتب علمیہ، بیروت، ۱۹۹۰ء مطابق ۱۴۱۱ھ۔

"اذا مسیت فلا تنتظر الصباح واذا أصبحت فلا تنتظر المساء،وخذ من صحتك لمرضك ومن حیوتك لموتك۔"[۱]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

جب تو شام کرلے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرلے تو شام کا انتظار مت کر اور اپنی صحت سے تھوڑا حصہ مرض کے لیے اور اپنی زندگی سے تھوڑا حصہ موت کے لیے بچائے رکھ۔

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ اپنے اس قول کی اس طرح تشریح کرتے ہیں:

"یعنی جب تو شام کرلے تو اسی کو غنیمت خیال کر، اسی میں آخرت کا توشہ تیار کرلے، صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرلے تو اسی کو غنیمت سمجھ، اسی میں آخرت کا توشہ تیار کرلے اور شام کا انتظار مت کر، کیوں کہ یہ کاہلی ہے۔ موت کا فرشتہ اچانک آئے گا، اس وقت تو فرصت نہیں پائے گا۔ اپنی صحت سے مرض کے لیے کچھ حصہ بچا کر رکھ لے یعنی اپنی صحت کو غنیمت جان، اس میں طاعت وعبادت کر، کاہلی وسستی مت کر، کیوں کہ مرض کی حالت میں تو کمزور ہوجائے گا، عبادت نہیں کرپائے گا۔ اپنی زندگی کو غنیمت خیال کر، اِن عزیز اوقات کو ضائع مت کر، ورنہ موت کے بعد شرمندگی اٹھانی پڑے گی، پھر ہزار افسوس وحسرت کے باوجود، وہ شرمندگی وندامت کوئی کام نہ دے گی۔[۲]

۞

ارشاد نمبر:۴۸

۞فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است

برسر کار اے چراخفتۂ — کار چناں کن کہ پذیرفتۂ

کار کن کار بگذر از گفتار — کاندرین راہ کار دارد کار

بے رنج کسے را گنج میسر نشود، و بے خار کسے را گل دست ندا راد، بے مشقت کسے

۱۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب تمنی الموت وذکرہ، ص:۱۳۹، مجلس برکات، اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، ۲۰۰۲ء/ ۱۴۲۳ھ۔

۲۔ انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۲۵، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

راحت نیافت۔“

۞ اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: میں نے اپنے پیر دست گیر سے خود سنا ہے کہ:

”کام کے وقت تو کیوں سویا ہوا ہے، ایسا کام کر کہ تیری تعریف ہو۔ بات چھوڑ دے کام کر، اس راہ میں کام ہی کام آتا ہے۔ بغیر مشقت کسی کو خزانہ ہاتھ نہیں آتا، بغیر کانٹے کے پھول تک رسائی نہیں ہوتی اور بغیر محنت کسی کو آرام نہیں ملتا۔“[۱]

توضیح و تشریح

ڈاکٹر غلام سرور صاحب کے محقق نسخہ میں مذکورہ دو اشعار میں سے دوسرا شعر درج نہیں ہے۔ اشعار کے بعد والی عبارت کو انہوں نے معمولی حذف واضافہ کے ساتھ اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جو اس طرح ہے:

بے رنج کس را گنج میسر نشود — وبے خارکس را گل دست

ندہد بے مشقت کس راحت نیابد — نابردہ رنج گنج میسر نمی شود

مرد آں گرفت جان برادر کہ کارکرد

مشقت کے بغیر خزانہ نہیں ملتا، کانٹے سے الجھے بغیر پھول ہاتھ نہیں آتا۔ پریشانی کے بغیر آسانی نہیں ملتی اور غم اٹھائے بنا خزانہ ملتا، اس لیے جان برادر! کام کے آدمی کی صحبت اختیار کر۔[۲]

ڈاکٹر غلام سرور صاحب کی تحقیقی عبارت بشکلِ اشعار کا اضطراب قارئین باشعور سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم نے ان کی محقق عبارت کا ترجمہ اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔

۞ صحت اور فرصت اللہ کی دو عظیم نعمتیں ہیں:

حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد و والد گنج نبات، مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ اشعار کو جس سیاق وسباق میں درج کیا ہے وہ

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا، ص: ۳۴، ۳۵، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

[۲]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۲۶، ۱۲۷، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء۔

انتہائی سبق آموز اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے۔ چنانچہ اشعار کے سباق میں آپ لکھتے ہیں:

''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِیہِمَا کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔''[۱]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

اللہ عزوجل نے دو نعمتیں بندوں کو ایسی دی ہیں کہ بہت سے لوگ ان کو برباد کر دیتے ہیں۔ پہلی صحت اور دوسری فرصت۔ لہذا جان عزیز! خواب غفلت سے بیدار ہو جا اور کام میں لگ جا۔''[۲]

کاہلی اچھی نہیں:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ اشعار کی اہمیت موجودہ دور میں بہت بڑھ چکی ہے۔ مسلمانوں نے کاہلی اور تساہلی کو اپنا خوگر بنالیا ہے۔ محنت ومشقت سے انہیں بھاگنے کی عادت پڑ گئی ہے نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم ہر میدان میں پیچھے ہوتے چلے جارہے ہیں۔

کاہلی اور سست روی نشہ آور چیزوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ جو شخص نشہ کرتا ہے وہ معاشرے سے کافی حد تک کٹ جاتا ہے، مگر کاہلی اور سست روی کا شکار فرد معاشرے میں شامل رہ کر اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ خود بیگاری میں مبتلا رہتا ہے اور دوسروں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ ہمیں مکتب میں پڑھایا گیا تھا ''آج کا کام کل پر نہ ٹال'' مگر یہ سبق ہم بھول چکے ہیں۔

کسی مفکر نے کہا ہے کہ:

''عقل مندوں کے رجسٹر میں ''کل'' کا لفظ کہیں نہیں ملتا، البتہ بے وقوفوں کی جنتریوں میں یہ بکثرت مل سکتا ہے۔ یہ تو محض بچوں کا بہلاوا ہے کہ فلاں کھلونا تم کو کل دے دیا

۱۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر ۶۴۱۲، باب من انتظر حتی تدفن، جز:۸، ص:۸۸، مطبوعہ دارطوق النجاۃ، طبع اول، سال اشاعت ۱۴۲۲ھ؛ نیز دیکھئے: سیوطی، الجامع الصغیر، حدیث نمبر ۲۰۸۶، سیوطی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، -زرقانی، مختصر المقاصد، حدیث نمبر ۱۱۴۶، زرقانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۲۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۲۶، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

جائے گا۔‘‘

ع: کل کیسا ہوگا کس نے دیکھا کس کو پتا

۞

ارشاد نمبر: ۴۹

۞ فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است:

از کف ایں خاک بہ افسوں گری
چارہ آں ساز کہ جان چوں بری
مرغ نئ پر نتوانی برید
تا نکنی جاں نتوانی رسید

۞ اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

میں نے اپنے پیر دست گیر سے خود سنا ہے کہ:

اس جادو بھری دنیا سے بچنے کی ایسی تدبیر کر کہ (جہنم سے) تیری جان محفوظ ہو جائے۔

چڑیا پر کے بغیر اڑ نہیں سکتی، جاں فشانی کے بغیر تو منزل تک پہنچ نہیں سکتا۔‘‘[۱]

توضیح وتشریح

مطبوعہ مراد آباد والے نسخے میں تیسرے مصرع کی کتابت اس طرح درج ہے:

’’مرغ نئ برتوانے پرید۔‘‘[۲]

درست کتابت وہی جو جسے ڈاکٹر غلام سرور صاحب نے تحقیق کی ہے۔

۞ زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے اس ارشاد میں درس

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۲۷، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئ دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

[۲]۔ دیکھئے: انیس الغربا، ص: ۳۵، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

دیا ہے کہ جب تک جاں کنی نہ کی جائے گی اس وقت تک منزل مقصود تک رسائی ممکن نہیں ہوسکتی۔ جاں کنی کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے جانشین مخدوم العالم شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''جانکنی اور جاں فشانی یہ ہے کہ صحیح توبہ، مرشد کامل کی بیعت وارادت کے بعد سخت ریاضت، دن کو روزہ، رات کو نماز، کم خوراک، کم خواب، کم کلام، کثرت نوافل،، نماز معکوس، صوم طے، بیش از بیش تلاوت قرآن کریم، ذکر لاالہ الااللہ پر دوام، ریاضت، مجاہدہ، تزکیۂ نفس اور برے اوصاف کو اچھے اوصاف سے، حیوانی صفتوں کو ملکوتی صفات سے تبدیل کرکے ''نفس امارہ'' کو صاف وستھرا، مزکّٰی ومصفّٰی کرنا۔''[۱]

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے ان اشعار کو درج کیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

''قال علیہ السلام: ''حفت الجنة بالمکارہ وحفت النار بالشھوات''[۲]

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

جنت کو مشقت ومحنت اور تکلیفوں نے گھیر رکھا ہے اور جہنم کو خواہشوں، لذتوں اور آرام نے گھیر رکھا ہے۔ یعنی تو جنت میں محنت ومشقت اور جانکاہی کرکے ہی پہنچ پائے گا اور شہوتوں، لذتوں اور آرام کی وجہ سے تو جہنم میں چلا جائے گا۔''[۳]

حاصل کلام یہ ہے کہ دنیاداری ہو یا دین داری، حصول زَر مقصود ہو یا حصول جنت، محنت وجانفشانی ہر مقصد برآری کے لیے شرط اول ہے۔ اپنے بدلے ہوئے حالات محنت ومشقت کے بغیر نہیں بدلے جاسکتے۔ قرآن کریم میں ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ''

بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۲۷، ۱۲۸، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء۔

[۲]۔ مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۸۲۲، کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها، جز: ۴، ص: ۲۱۷۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ نیز دیکھئے: ترمذی، سنن الترمذی، حدیث نمبر ۲۵۵۹، ترمذی نے حدیث کو حسن غریب کہا ہے، ابن کثیر البدایہ والنہایہ، ۲/ ۳۲۰، ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے کیوں کہ اس کے شواہد بہت ہیں۔ عینی، عمدۃ القاری، ۱۰/ ۷/ ۶۳۔

[۳]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۲۷، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ رعد:۱۱] ایک دوسری آیت میں اللہ فرماتا ہے:

''ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔''

یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی، بدلتا نہیں، جب تک وہ خود نہ بدل جائیں۔ [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ انفال:۵۳]

خدا نے اس قوم کی حالت نہیں بدلی　　نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کی

ارشاد نمبر:۵۰

فارسی متن:

پیر دست گیر ایں فقیر، ارشاد فرمود:

چنان در اسم او کن جسم پنہاں　　کہ می گردد الف در بسم پنہاں

اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''پیر دستگیر نے مجھ فقیر سے ارشاد فرمایا:

اس [اللہ عزوجل] کے نام میں جسم کو اس طرح چھپا دے جس طرح الف بسم اللہ میں چھپ گیا ہے۔'' [۱]

توضیح وتشریح

اس شعر میں یہ کہا گیا ہے کہ:

اپنی ذات کو رب تعالیٰ کی ذات میں گُم کر دو، تصوف میں یہی فنائے ذات کا مفہوم ہے؛ لہٰذا آیئے مختصر الفاظ میں فنا اور بقا کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

فنا اور بقا کیا ھے:

فنا اور بقا دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، فنا کا مفہوم ہے؛ نیست ونابود ہونا، زائل وختم ہو جانا ہے اور بقا کا مفہوم ہے؛ قائم ودائم رہنا۔ قرآن کریم کی ان آیتوں میں دونوں

---

[۱] دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۴۲، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

مفہوم کے معانی موجود ہیں:

''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ- وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ۔''

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ رحمٰن:۲۶، ۲۷]

اصطلاح صوفیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے غلبہ شہود کی وجہ سے اپنی ذات وصفات سے بےخبری کو فنا کہتے ہیں، اس فنا سے افاقہ کو بقا کہا جاتا ہے۔

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے مذکورہ شعر میں یہی درس دیا ہے کہ بندہ اپنی ذات وصفات سے بےخبر ہو کر اللہ کریم کی ذات وصفات میں اپنے آپ کو گم کردے۔ یہ مقام حاصل کرنا آسان نہیں ہے البتہ جس بندہ کو نصیب ہوجائے وہی نصیب والا ہوتا ہے۔ اس پر اللہ کریم کی رحمتیں اس انداز میں برستی ہیں جس کا کوئی حد و حساب نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں ایسے ہی بندوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ حدیث قدسی ہے، اللہ کریم فرماتا ہے:

''میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔[۱]

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس فرمان کو ''مسئلۂ وحدۃ الوجود'' کے تناظر میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ حدیث پاک کی مکمل توضیح وتشریح دیکھئے: مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۳، ص:۴۹۰، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

ارشاد نمبر: ۵۱

❁ فارسی متن:

پیر دست گیر خود ایں فقیر را ارشاد فرمود:

بہر حالی کہ باشی با خدا باش   وگرنہ در جہاں ہرگز مباشی

❁ اردو ترجمہ:

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: حضرت پیر دست گیر نے مجھ سے فرمایا کہ:

ہر حال میں خدا ہی کے ساتھ رہ ورنہ ہرگز ہرگز دنیا میں مت رہ۔[۱]

توضیح وتشریح

انیس الغربا مطبوعہ نسخۂ مراد آباد میں یہ قول بشکل شعر درج نہیں ہے۔ الفاظ میں بھی قدرے فرق ہے۔ اس نسخہ کے الفاظ ہیں ''گرمی مباشی بخدامی باش، وگرنہ در جہاں ہرگز مباش۔'' رہنا ہے تو خدا ہی کے ساتھ رہو ورنہ ہرگز دنیا میں مت رہو۔

اس عبارت کے بعد خلیفۂ سلطان المشائخ شیخ محمود نصیر الحق والدین چراغ دہلی کا ایک قول منقول ہے۔ مذکورہ نسخہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس قول کو بھی حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی ہی نے اپنی زبان فیض ترجمان سے شیخ نور قطب عالم پنڈوی سے بیان فرمایا تھا۔ ڈاکٹر غلام سرور صاحب نے اپنی تحقیق میں لفظ ''چناں چہ'' کا اضافہ کیا ہے۔ جس سے یہ احتمال احتمالی ہوگیا ہے۔ اہل ذوق دونوں نسخوں کا موازنہ کر کے بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔[۲]

❁ اللہ عزوجل کی معیت:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کے اس قول میں اللہ کے ساتھ رہنے کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ بندہ ماسوی اللہ سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ ہی سے لو لگائے۔ حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر ومرشد کی نصیحت کا حق ادا کر دیا

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۴۸، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

[۲]۔ دیکھئے: انیس الغربا، ص: ۳۵، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

چناں چہ آپ اپنی ذات کے بارے میں کہتے ہیں:

''رب العزت کی قسم! مجھے غیر کی پروانہیں ہے، میں اپنا دل دوست کے علاوہ کسی کے سپرد نہیں کرسکتا، میں دوست کے بغیر دونوں جہان کو عار سمجھتا ہوں، میں غیر حق سے دل کی حفاظت کرتا رہوں گا جب تک زندہ رہوں گا، دوست کی محبت کا ایک ذرہ دونوں جہان کے بدلے فروخت نہیں کروں گا، دوست کی یاد اور خواہش میں ہمیشہ مکمل کوشاں رہوں گا، دوست کے دریائے عشق میں ہمیشہ غوطہ زن رہ کر ہر لمحہ شراب محبت پیتا رہوں گا۔''[۱]

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے اس موقع پر خلیفہ سلطان الاولیا نصیر الحق والدین شیخ محمود چراغ دہلی علیہ الرحمہ کا ایک قول پیش کیا ہے۔ یہ قول ہم سبھوں کو دعوت فکر و عمل دیتا ہے۔ شیخ الاسلام شیخ محمود چراغ دہلی فرماتے ہیں:

''مجھے مخلوق پر تعجب بالائے تعجب ہے کہ وہ خدائے تعالی کے بغیر کیسے جی لیتی ہے! یعنی اسکی محبت وشوق کے بغیر، اسکے ذکر وفکر میں استغراق کے بغیر اور اس کے مشاہدہ کے بغیر کیسے زندہ رہ جاتی ہے، ان کی روح کی غذا کیا ہے؟ اور ان کے دل کا مونس وغم خوار کون ہے؟''

اے بے تو حرام زندگانی　　　خود بے تو کدام زندگانی

تیرے بنا زندگی حرام ہے، تیرے بغیر زندگی ہی کہاں ہے۔''[۲]

ارشاد نمبر:۵۲

فارسی متن:

پیر دست گیر این فقیر چندگاہ درایں بیت رقص کردہ اند۔

رقص وقتے مسلمت گردد　　　کاستین بردو عالم افشانی

اردو ترجمہ:

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اس فقیر کے پیر دست گیر کبھی

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۴۹، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانہ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

[۲]۔ مرجع سابق، ص:۱۴۸، ۱۴۹۔

کبھی اس شعر کو وجد میں گنگنایا کرتے تھے۔

''تیرے لیے رقص وسرور اس وقت بجا ہے جب تو دونوں جہان سے دامن جھاڑ لے۔''[۱]

توضیح وتشریح

یہ شعر نہایت جامع ہے۔اس شعر کے تناظر میں ہم حقیقی خوشی کی تلاش کر سکتے ہیں اور رقصِ صوفیائے کرام کے جواز وعدم جواز پر بھی غور کر سکتے ہیں۔

حقیقی خوشی کیسے ملتی ہے:

دنیا کا ہر فرد خوش رہنا چاہتا ہے، یہ اس کا حق بھی ہے، چناں چہ دیکھا گیا ہے کہ جب انسان کی کوئی خواہش پوری ہوتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ خوشی حقیقی ہے؟ سچ یہ ہے کہ یہ حقیقی خوشی نہیں ہے، تکمیل آرزو پر ہمیں ضرور خوشی ملتی ہے مگر زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی، ہمیشہ باقی نہیں رہتی، رفتہ رفتہ کم ہونے لگتی ہے، پھر دوسری خواہش جنم لیتی ہے، ہم اس کی تکمیل میں لگ جاتے ہیں، ظاہر سی بات ہے ہر خواہش پوری نہیں ہوتی، اس طرح ہم کبھی غم زدہ ہوتے ہیں اور کبھی خوش ہوتے ہیں۔

اسی نیل گوں آسمان تلے اللہ عز وجل کے کچھ بندے ایسے بستے ہیں جن کے یہاں غمی کا گزر نہیں، وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں، ان کی خوشی دائمی ہے، باقی رہنے والی ہے، وہ بندے اللہ کریم کے دوست کہلاتے ہیں، ولی کہلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کہتا ہے:

''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔''

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ یونس: ۶۲]

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

''ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے، اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے، اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے، اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے، اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے، اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے، اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل

۱۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم ص: ۱۵۸، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجا لاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ: ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔''

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشاد کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر تمہارے اعضائے جسم اللہ کریم کی مدح وثنا، تعریف وتوصیف اور شریعت محمدی کا پابند ہیں، دنیا وآخرت کے بجائے خداوند کریم کی ذات تمہارا مقصود ہے تو تمہارا خوش ہونا بجا ہے ورنہ تم کسی بھی خوشی کا حق دار نہیں ہو کہ اللہ کی بنائی ہوئی دنیا سے فائدہ حاصل کر رہے ہو اور اسی کی ذات کو فراموش کر بیٹھے ہو۔ تمہاری زندگی اللہ عزوجل کے لیے ایسی ہونی چاہیے کہ تمہارے بدن کا رواں رواں اس کی بارگاہ میں اپنی زبان حال سے بولے:

ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے آپ کی ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہے

رقص کرنا کیسا ہے؟

شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر دست گیر والد گرامی حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''چند گاہ دراں بیت رقص کردہ اند'' آپ نے اس شعر کو پڑھتے ہوئے رقص کیا۔ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے بھی اس شعر میں کہا ہے کہ اگر تمہارا تعلق دونوں جہاں سے ختم ہو جائے تو تمہارے لیے رقص درست ہے۔ لہذا یہاں مسئلۂ رقصِ صوفیا پر مختصر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے افعال صوفیا مثلا: وجد، رقص، غنا وغیرہ پر بہت کچھ لکھا ہے؛ لہذا اس مختصر میں صرف سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی تحریر پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''رقص میں بھی دو صورتیں ہیں اگر بیخودانہ ہے تو سلطان گیرو [نہ گیرد] خراج از خراب (اس لئے کہ بادشاہ کسی غیر آباد اور ویران زمین میں کسی سے ٹیکس نہیں لیتا۔) وہ کسی

طرح زیر حکم نہیں آسکتا، اور اگر بالاختیار ہے تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں اگر تثنی وتکسر کے ساتھ ہے تو بلا شبہ ناجائز ہے۔ تکسر: لچکا، تثنی: توڑا، یہ رقص فواحش میں ہوتے ہیں اور ان سے تشبہ حرام۔ اور اگر ان سے خالی ہے تو اہل بیعت کو مجلس عالم ومحضر عوام میں اس سے احتراز ہی چاہیئے، کہ ان کی نگاہوں میں ہلکا ہونے کا باعث ہے۔ اور اگر جلسہ خاص صالحین وسالکین کا ہو تو داخل تواجد ہے۔ تواجد یعنی اہل وجد کی صورت بننا، اگر معاذ اللہ بطور ریا ہے تو اس کی حرمت میں شبہ نہیں کہ ریا کے لئے تو نماز بھی حرام ہے۔ اور اگر نیت صالحہ ہے تو ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں، یہاں نیت صالحہ دو ہوسکتی ہے، ایک عام یعنی تشبہ بصلحائے کرام:

ان لم تکونوا مثلهم فتشبهوا ان التشبه بالکرام فلاح

اگر تم ان کی مثل نہیں ہو تو پھر ان سے مشابہت اختیار کرو کیونکہ شرفاء اور معزز لوگوں سے تشبہ کامیابی کا ذریعہ ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبه بقوم فهو منهم [۱]

جو کسی قوم سے تشبہ کرے گا وہ انھیں میں سے ہے۔ دوسری حدیث میں ہے:

ان لم تبکوا فتباکوا [۲]

رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

دوسری نیت طالبان راہ کے لئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہوجائے، نیت صادقہ کے ساتھ بتکلف بننا بھی رفتہ رفتہ حصول حقیقت کی طرف منجر ہوجاتا ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

التواجد المتکلف فمنه مذموم یقصد به الریاء ومنه محمود وهو التوسل الی استدعاء الاحوال الشریفة واکتسابها واجتلابها بالحیلة فان للکسب مدخلا فی جلب الاحوال الشریفة ولذلك امر رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من لم یحضره البکاء فی قراءة القراٰن ان یتباکی ویتحازن۔ [۳]

---

[۱] سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لیس الشہرۃ، آفتاب عالم پریس، لاہور، ج:۲، ص: ۲۰۳۔

[۲] سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوٰت، باب فی حسن الصوت بالقرآن، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص: ۹۶۔

[۳] احیاء العلوم، کتاب آدب السماع والوجد، الباب الثانی، المقام الثانی، المشہد الحسینی قاہرہ، ج:۲، ص: ۲۹۵،۹۶۔

تکلف سے ''وجد'' طلب طاری کرنا اسکی ایک قسم تو مذموم ہے کہ جس میں دکھاوے (ریا) کا ارادہ کیا جائے اور اس کی ایک قسم محمود (اچھی) ہے کہ جس کو شریفانہ حالات کے چاہنے ان کے اکتساب اور حصول کا حیلہ سازی سے ذریعہ بنایا جائے کیونکہ انسانی کسب کو شریفانہ حالات کے حصول میں ایک طرح دخل ہوتا ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت قرآن کے وقت جس شخص کو رونا نہ آئے اسے حکم دیا کہ وہ رونے اور غمگین ہونے کی صورت بنائے۔[1]

رقص وجد، تواجد وغیرہ کی تحقیق انیق فتاوی رضویہ میں دیکھیں۔

ارشاد نمبر:۵۳

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است کہ بعضے از بندگان خدائے تعالیٰ چوں در سورۂ فاتحہ: ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ'' [سورۂ فاتحہ:۴] می خوانند از حق تعالیٰ ندا می آید: کذبت عبدی، دروغ گفتنی اے بندۂ من، تو بندگی مخلوق کنی و یاری از مخلوق خواہی و می گوئی کہ خاصتاً ترا پرستم وخاصتاً از تو یاری خواہم۔ ترا ز مخلوقات دیگر برگزیدہ ام واز ہمہ مخلوقات عزیز تر گردانیدہ ام وبرائے نفع تو ہمہ اشیارا آفریدہ ام۔

قال اللہ تعالیٰ: ''هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُم مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیعًا ''۔[سورۂ بقرہ :۲۹] وقال اللہ تعالیٰ: ''اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیكُمْ نِعَمَهٗ ظٰهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۔''[ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ لقمان:۲۰] قدر خود بشناس وخود را ذلیل وحقیر مگردان۔''

توئی کہ رنگ سیہ می زنی بہ رنگ خویش وگرنہ ساختہ اند آں چناں کہ بنمائی

درشان تو از حق تعالی ندا می آید:

''یا مختار القدر! اعرف قدرك، انما خلقت الاکوان لاجلك، اقبل علی

---

[1] تفصیل دیکھئے: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج:۲۲، ص:۱۱۰، ۱۱۱، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

فانى عليك مقبل، متى تطلبنى فاطلبنى عندك هذا،ياهذا! لاضرير يلحقنا فى معاصيك، انما المراد صيانتك ولانفع لنا من طاعتك انما المقصود ربحك، فتدبر امرك۔"[۱]

یعنی اے برگزیدۂ من! قدر خود بشناس، آفریدہ نشدہ است مکونات مگر برائے نفع تو، روئے آر بہ من بدرستی کہ من توجہ آرم برتو آں ہنگام کہ طلب کنی مرا، پس بطلب مرا نز دخود نیست کہ ضرر رسد بہ ما، در معصیت تو نیست مرادِ ما مگر نگاہ داشت تو، ونرسد مرا نفعے از طاعت تو، مقصود ما از طاعت تو سود توست، پس تدبر وتفکر در کار خود کنید ،وقدر خود دریابید وبما بشتابید، واز ہمہ مخلوقات بہ ما گریزید۔قال تعالیٰ:

''ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً - فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ - وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ۔'' [ترجمۂ کنزالایمان،سورۂ فجر:۲۸،۲۹،۳۰]

اردو ترجمہ:

شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:''پیر دست گیر سے میں نے خود سنا ہے کہ:

''جب بندہ{ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ } پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آتی ہے :اے میرے بندے! تو نے جھوٹ کہا ہے ،تو مخلوق کی بندگی کرتا ہے اور مخلوق ہی سے مدد طلب کرتا ہے پھر بھی کہتا ہے کہ میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔میں نے تجھ کو دوسری مخلوق پر برگزیدہ کیا ہے اور ساری مخلوقات سے زیادہ تجھ ہی کو عزیز رکھا ہے، تیرے فائدے کے واسطے ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ارشاد خدائے تعالیٰ ہے:

''وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی۔''

۱۔ یہ اثر ابن جوزی کی کتاب المنثور، ج:۱،ص:۸ میں مفہوماً درج ہے، الفاظ یکساں نہیں ہیں۔

اپنی قدر و قیمت پہچان اور اپنے آپ کو ذلیل و خوار مت کر۔

بندہ! تیری شان میں اللہ عزوجل کی یہ ندا آتی ہے:

اے میرے برگزیدہ بندہ! اپنی قدر پہچان! مخلوقات کی تخلیق صرف تیرے نفع کے لیے کی گئی ہے، میری طرف چلے آ، میں تیری طرف توجہ کروں گا، جب بھی تو مجھے پکارے گا، مجھے اپنے پاس پائے گا، تمہارے گناہوں کا کوئی نقصان ہمیں لاحق نہیں ہوگا، اس سے ہماری مراد صرف تیری نگاہ داشت ہے، تیری اطاعت گزاری سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا، تیرا ہی فائدہ ہے۔ لہذا تو اپنے کاموں میں خود ہی غور وفکر کر اور اپنی قدر کی خود ہی جستجو کر، میری طرف جلدی سے آ، ساری مخلوقات سے کنارہ کش ہوجا، اللہ فرماتا ہے:

''اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنّت میں آ۔''[۱]

توضیح وتشریح

انیس الغربا نسخۂ محقق مطبوعہ سفارت خانہ ایران کی مذکورہ عبارت اور مطبوعہ مرادآباد کی عبارت میں متعدد حذف واضافے ہیں۔ دونوں نسخوں کی عبارتوں میں مفہوماً کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ لہذا یہاں اس پر گفتگو کرنا بے سود ہے۔

اس مقام پر ہمارے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی نصیحت کہاں ختم ہوتی ہے۔ کوئی محقق اس پر توجہ کریں، ہم ان کا ممنون ہوں گے۔

❁ اللہ کریم ہی کی طرف لوٹنا ہے

ایک مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے پھر اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' ''ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔''

[ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ بقرہ: ۱۵۶-]

نیز اللہ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتا ہے:

''الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّہِمۡ وَ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ''

---

[۱] دیکھیے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۵۸، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا۔

[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ بقرہ:۴۶]

حقیقی بات سے منہ موڑنا عقل مندی نہیں ہے۔ عقل مندی یہ ہے کہ اسے تسلیم کریں ،اس کا سامنا کریں۔ اللہ کریم نے جہاں بندوں کو اپنی رحمتوں سے نوازا ہے وہیں اپنے قہر و جبر سے بھی ڈرایا ہے۔ اپنے عذاب وعقاب سے خوف دلایا ہے۔ وہ کریم خدا اپنے بندوں کو عذاب وعقاب سے بچانے کے لیے اپنی طرف بلاتا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے:

''فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰہِ'' اللہ کی طرف بھاگو [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ ذٰریٰت:۵۰]

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے زیر تبصرہ ارشاد کے ساتھ شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے مذکور بالا آیت کریمہ کو بھی درج کیا ہے۔ آپ اس کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آیت کا مطلب یہ ہے کہ غیر خدا تمہیں تباہی و بربادی کی طرف ڈھکیلنے والے ہیں، ان سے گریز کرو، خود کو میری محبت وشوق کے زنجیر میں باندھ لو،تم کو میں نے اپنی معرفت وشوق کے لیے بنایا ہے،عبادت و بندگی کے لیے پیدا کیا ہے؛لہذا اپنے دل کو میری آتش شوق میں جلا ڈالو، میرے غیر سے ناطہ توڑ لو، میرے اشتیاق میں سیل اشک بہاؤ، ہم سے فائدہ اٹھاؤ، ورنہ ہر کس وناکس کے تیر ظلم کا نشانہ بنتے رہو گے۔''[۱]

ارشاد نمبر: ۵۴

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است، فرمود:

''در کیمیائے سعادت نوشتہ است: اے عزیز من! میان تو ومیان گاو ہیچ فرقے نیست، بہر آں کہ گاو چوں گرسنہ شود علف خورد، و چوں تشنہ شود آب خورد، و چوں شہوت غلبہ کند بر جفت خود رود۔''

۱۔ دیکھئے: انیس الغربا،ص:۵۱، ۵۲، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مرادآباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔

❁اردو ترجمہ:

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''پیر دست گیر سے میں نے خود سنا ہے کہ:

''کیمیائے سعادت'' میں لکھا ہے کہ: میرے عزیز! تیرے اور بیل کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، کیوں کہ بیل جب بھوکا ہوتا ہے تو چارہ کھاتا ہے، پیاسا ہوتا ہے تو پانی پیتا ہے اور جب اسکی شہوت غالب آجاتی ہے تو اپنے جوڑے کے پاس جاتا ہے۔''[۱]

توضیح وتشریح

❁انسان اور جانور:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی مذکورہ نصیحت انسان کو تفکر و تدبر کی دعوت دیتی ہے۔ جانوروں اور انسانوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ اس پر ہمیں غور کرنے کی طرف مائل کرتی ہے۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ انسان اور حیوان میں بنیادی فرق عقل کا ہے۔ یہ خیال درست بھی اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض جانور قدرتی طور پر یا انسانی تعلیم وتربیت سے بعض انسانوں سے زیادہ ہوشیار ہوجاتے ہیں، وہیں بعض جانوروں میں انسانوں کے مقابل کچھ قوتیں زیادہ متحرک ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہیل مچھلیاں پانچ سو میل کے فاصلے سے ایک دوسرے سے گفتگو کرسکتی ہیں، اپنے ساتھی کو چھوڑ کر جس جگہ سے جاتی ہیں پھر چھ ماہ بعد اسی جگہ واپس آجاتی ہیں، سمندر کی گہرائیاں ان کو گم گشتۂ راہ نہیں کرتیں۔ قرآن کریم میں ہد ہد اور کوا کی زیرکی کا بیان مؤثر انداز میں کیا گیا ہے۔

انسان اور جانور کے درمیان ایک فرق یہ ہے کہ جانور کے اندر کسی مسئلے کا ادراک کرنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی ہے، وہ اپنے سارے کام، غریزے اور شعور کے تحت انجام دیتے ہیں۔ انسان مسائل کا درک رکھتا ہے، معاملات کو سمجھتا ہے۔ لہذا جو انسان نظام کائنات میں غور وفکر نہ کرے، اپنے شعور وادراک کو یکتا وبے ہمتا خدا کی بنائی چیزوں میں

---

[۱] ۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۱۶۸، ۱۶۹، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء۔

استعمال نہ کرے، وہ جانوروں کی طرح ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

''اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَکۡثَرَهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ یَعۡقِلُوۡنَ اِنۡ هُمۡ اِلَّا کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا۔''

یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں، وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے؛ بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ فرقان: ۴۴]

انسان اور جانور کا ایک فرق یہ بھی ہے کہ جانور اپنے مالک اور دوسرے کی چیز میں تشخیص نہیں کرتا، وہ اپنے مالک کے کھیت کو بھی چر لیتا ہے اور دوسرے کے کھیت میں بھی منہ ڈال دیتا ہے۔ وہ حلال سمجھتا ہے اور نہ حرام؛ لہذا جو انسان حلال وحرام میں تمیز نہ کرے، اپنے مالک حقیقی کے قائم کردہ حدود کی پرواہ نہ کرے اس کی مثال جانوروں کی سی ہوجاتی ہے۔

انسان اور جانور میں ایک فرق یہ ہے کہ جانور اپنے نفع ونقصان نہیں پہنچانتے، یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی پُرخطر راستوں میں نکل جاتے ہیں، اپنی بھوک وپیاس بجھانے کے چکر میں اپنی جان خطرے میں ڈال لیتے ہیں اور بہ آسانی دوسرے کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ لہذا جو انسان اپنے دنیاوی واخروی فائدے اور نقصانات کو نہیں پہچانتے، اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اخروی عزت وسعادت اور فلاح ونجات کو قربان کردیتے ہیں اور بہ آسانی اپنے آپ کو مستحق جہنم بنالیتے ہیں ایسے انسانوں کو جانوروں کے مشابہ سے زیادہ کیا کہا جاسکتا ہے۔

مذکورہ فرق وامتیازات ''مشتے نمونے از خروارے'' کی طرح ہیں۔ قرآن کریم میں دی گئی جانوروں اور انسانوں کی تشبیہات کا اگر مطالعہ کرلیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اصل انسان وہی ہے جو بندۂ خدا ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

بندہ باش وبرزمیں رو چوں سمند   چوں جنازہ نے کہ برگردن برند

ارشاد نمبر:۵۵

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است:

اے کہ شدہ خشنود بہ یک بارگی چوں خر و گاوے بعلف خوارگی

اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کہتے:

''میں نے پیر دست گیر سے خود سنا ہے کہ:

اے انسان! تو گدھا اور بیل کی طرح چارہ کھانے سے یکبارگی خوش ہو گیا!''[۱]

توضیح و تشریح

جینے کے لیے کھانا چاہیے:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے اس فرمان میں ان لوگوں کو متنبہ کیا ہے جن کی زندگی کا مقصد صرف دو وقت کی روٹی ہے۔ کھانا وقت پر مل گیا، وہ مگن ہو گئے۔ ان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ وہ اللہ عزوجل کے بندے ہیں، ان پر اس کے حقوق بھی ہیں۔ ایسے لوگ گاؤ خر کے مانند ہیں جو چارہ ملنے پر خوش ہو جاتے ہیں، ان کو دنیا کی فکر ہوتی ہے اور نہ آخرت کا خیال آتا ہے۔

کھانا پینا، عیش وآرام کی زندگی گزارنا، سیر وسپاٹا میں مست رہنا، بدلتے موسم کا لطف اٹھا اور تفریح وتلذذ ہی کو اپنا مقصد حیات سمجھ لینا انسان کو جانوروں کے درجہ میں لا کھڑا کرتا ہے۔ ہمارے بزرگ جینے کے لیے کھایا کرتے تھے، ہم کھانے کے لیے جیا کرتے ہیں۔ حکما نے کم کھانے کو لمبی اور صحت مند زندگی کا راز بتایا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، حَسْبُ الْآدَمِيِّ، لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ، فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ، وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ، وَثُلُثٌ لِلنَّفَسِ۔''

کسی انسان نے اپنے پیٹ سے بُرا برتن کبھی نہیں بھرا، ابن آدم کے لیے چند

۱۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۶۹، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

نوالے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے، تہائی پینے کے لیے اور تہائی سانس کے لیے مختص کر دے۔‘‘[۱]

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے ہماری شکم پروری اور خدا سے دوری والی حالت پر نہایت درد بھرے انداز میں اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’ہائے حرماں نصیبی! جس کو [اپنے رب سے] دوری ومھجوری، [اس کے فراق میں] جگرسوزی کے لیے پیدا گیا تھا، اور [اس کی یاد میں] خونِ جگر پینے، درد جدائی کا مزہ چکھنے، تنہائی کا رنج جھیلنے، زمانے کے غم برداشت کرنے اور زہر جدائی کا پیالہ پینے کے واسطے پیدا کیا گیا تھا [وہ دنیا کی رنگ ریلیوں میں کھویا ہوا ہے] وہ کس نیک بختی کی بنیاد پر شربت وصال پئے گا؟ کس سعادت کی بنیاد پر محبوب کو در پہ بلائے گا؟ اور کس دولت کی بنیاد پر اس کی آنکھیں محبوب کے جمال رخ زیبا کا دیدار کریں گی۔‘‘[۲]

نہ تو امید صبح وصال ہے　　　　نہ فکر شام فراق ہے

❁

ارشاد نمبر:۵۶

❁فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است:

گر طالب ما یی مطلب ہیچ مرادی　　　　جز یافتن ما کہ تراعین مرادست
گر مراد خویش خواہی ترک وصل ما کن　　　　ور مرا خواہی رہا کن اختیار خویش را

❁اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

’’پیر دست گیر سے سنا ہے کہ:

اگر تو میرا ہی طالب ہے تو تیری عین مراد میں ہی ہوں، مجھے پانے کے سوا تیری کوئی مراد نہیں ہے۔

۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب الاقتصار فی الاکل وکراھۃ الشبع، حدیث نمبر:۳۳۴۹، ناشر دار احیاء الکتب العربیہ۔

۲۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۶۹، ۱۷۰، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء۔

اگر اپنی ذات کی مراد چاہتا ہے تو میرا وصل چھوڑ دے ورنہ اگر مجھے ہی چاہتا ہے تو اپنے سارے اختیارات چھوڑ دے۔

فارسی متن: -رباعی-

سیر آمدۂ از خویشتن وتن می باید	برخاستۂ زجان وتن می باید
در ہر قدمے ہزار بند افزون است	زین گرم روی بند شکن می باید

اردو ترجمہ:

اپنے آپ کو بھول جانا چاہیے، اپنے جسم وجان سے ہاتھ دھو لینا چاہیے۔

ہر قدم پر ہزار پابندیوں سے زیادہ ہیں، ان پابندیوں کے خیالات کو توڑ دینا چاہیے۔"[۱]

انیس الغربا مطبوعہ احمدی پریس مراد آباد والے نسخہ میں پہلے مصرع میں "تن" کا لفظ نہیں ہے۔ اور چوتھا مصرع اس طرح درج ہے:

"زین گونہ روی بند شکن می باید۔"

نیز اس نسخہ میں پہلی رباعی درج نہیں ہے۔[۲]

توضیح وتشریح

مرضی مولی از ہمہ اولی:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے ارشاد مذکور میں کہا گیا ہے کہ بندہ کو اپنے اختیارات سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ یعنی جو دل میں آیا، کرلیا، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اہل ایمان اس طرح آزاد نہیں ہیں، ان کے لیے اللہ عزوجل کے حدود ہیں، شریعت کے احکامات ومنہیات ہیں، ان کی پاسداری کے بغیر مومن بندہ کی دنیا بن سکتی ہے اور نہ ہی آخرت سنور سکتی ہے۔ یہ ان بندوں کے لیے ہے جن کا مقصد دنیا بھی ہے اور آخرت بھی، اور جن بندوں کا مقصد دنیا وآخرت کے بجائے خالق دنیا وآخرت ہے، ان کے درجات بہت بلند ہیں، ان کو اپنے سارے اختیارات دفن کرنے ہوتے ہیں، محض اللہ کریم کی رضا پر راضی

۱۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۱۷۵، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

۲۔ دیکھئے: انیس الغربا، ص:۵۶، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ھ۔

ہونا پڑتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور وفکر کرنا چاہیے، اس نے کروڑہا نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے، ہمیں پیدا کیا، زندہ رہنے کے لئے سانسیں عطا فرمائیں، چلنے کے لئے پاؤں دئے، چھونے کے لئے ہاتھ دئے، دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں، سننے کے لئے کان دئے، سونگھنے کے لئے ناک دی، بولنے کے لئے زبان عطا کی اور کروڑہا ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن پر آج تک ہم نے کبھی غور وفکر نہیں کیا۔ایسے احسانات کرنے والے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ہمیں سزاوار ہے؟ کیا ہم اس کی رضا پر اپنی رضا قربان نہیں کر سکتے؟ یقیناہم چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں، مرضی مولی از ہمہ اولی، کے موافق زندگی گزار سکتے ہیں، اپنے اختیارات وخواہشات کو تج کر خداوند قدوس کے احکام کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں، بس ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ کرنا ہوگا اور اسی کو اپنا کارساز یقین کرنا ہوگا۔

''وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُه۔''

اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔[سورۂ طلاق:۳]

خود فراموشی کیا ہے؟

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کی دوسری رباعی میں ''خود فراموشی'' کو موضوع بنایا گیا ہے۔کیا خود فراموشی یا خود سے بے توجہی ممکن ہے؟ اس موضوع پر علم نفسیات کے ماہرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ہم یہاں اس الجھن میں قارئین کو مبتلا نہیں کرنا چاہتے۔صرف اسلامی نقطۂ نظر سے مختصراً یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خود فراموشی غیر ممکن نہیں ہے بلکہ واقع ہے۔ کیوں کہ انسان اپنی شخصیت کو بدل سکتا ہے، چاہے تو خود کو بلندی بخشے یا خود کو ذلت وپستی میں ڈال دے۔علم حضوری کے ذریعہ اپنی حقیقی شخصیت کا درک کرے یا غافل ہو کر خود کو فراموش کر دے۔

قرآن کریم نے ہمیں نظریہ دیا ہے کہ: ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ''

ہم خدا کی طرف سے ہیں اور خدا ہی کے پاس جانا ہے۔یہ نظریہ ہمیں درس دیتا ہے کہ ہم خداوند قدوس سے رابطہ رکھے بغیر حقیقی مومن نہیں ہو سکتے۔اس نظریہ پر غور کیجئے تو یقین

ہوگا کہ یہ خودفراموشی کا زینہ ہے، اسی سے خودفراموشی اور خداشناسی کی راہیں نکلتی ہیں۔

قرآن کریم میں خودفراموشی کی بہترین مثال سورۂ یوسف میں بیان ہوا ہے، جب حضرت زلیخا نے مصر کی عورتوں کے ہاتھوں میں چاقو دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کرایا، حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی ان عورتوں نے خود کو فراموش کر دیا اور اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ حضرتِ صدر الأ فاضِل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی خَزائنُ العرفان میں اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

''کیوں کہ اُنہوں نے اس جَمالِ عالَم اَفروز کے ساتھ نُبُوَّت و رسالت کے اَنوار، اور تَواضُع و اِنکسار کے آثار، اور شاہانہ ہیبت و اِقتدار، اور لذائذ اَطعِمہ، اور صُوَ رِجمیلہ کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی، تعَجُّب میں آ گئیں اور آپ کی عَظَمت و ہیبت دلوں میں بھر گئی، اور حُسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ؛ ان عورتوں کو خودفراموشی ہوگئی اور [ان کے] دل حضرت یوسف عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے ساتھ ایسے مشغول ہوئے کہ ہاتھ کاٹنے کی تکلیف کا اَصلاً اِحساس نہ ہوا۔''[۱]

عجیب شئی ہے محبت میں خودفراموشی | جو بیخودی میں ہوا غرق تو ملا مجھ کو

انیس الغربا مصنفہ جانشین مخدوم العالم حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ میں تلاش و جستجو کے بعد مذکورہ بالا اقوال و آثار ہمیں دستیاب ہوئے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے ان میں سے بعض اقوال کی اس طرح تشریح فرمائی ہے جو دل کو چھو لیتی ہے۔ ہم نے ان تشریحات کا مکمل احاطہ نہیں کیا۔ تفصیل کے لیے اصل مرجع کی طرف مراجعت مفید ہے۔

۞۞۞

۱۔ دیکھئے: سورۂ یوسف: ۳۱ کی تفسیر۔

فصل دوم

منتخب ارشادات
از- مکتوبات شیخ نور قطب عالم پنڈوی

مختصر تعارف مکتوبات نور قطب عالم

یہ کل تیرہ مکتوبات کا مجموعہ ہے۔حکمت وموعظت اور رموز وایقان کا آئینہ دار ہے۔یہ مکتوبات اپنے علمی وروحانی،عرفانی وایمانی مفاہیم کی وجہ سے اہل تصوف اوراہل علم ودانش کے مابین مشہورومعروف ہیں۔مشایخ تصوف اوراہل قرطاس وقلم حضرات نے ان مکتوبات کے سلسلے میں بلند کلمات ارشاد کئے ہیں، چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ''بغایت شیریں ولطیف بزبان اہل درد ومحبت''[۱] فرمایا ہے۔ان مکتوبات کوشیخ عبدالرحمان چشتی نے''پُردرد خطوط''اور''نشانۂ حقائق تصوف''قرار دیا ہے۔[۲] مختصر یہ ہے کہ حضرت نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کی سیرت وسوانحی حالات لکھنے والے ہرفرد نے ان مکتوباب کی تحسین کی ہےاورتقریباً سبھی نے یہ اعتراف کیاہے کہ حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے مکتوبات گراں قدر ہیں، تصوفانہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ یہ مکتوبات ہمیشہ اہل عرفان واحسان کی توجہ کے مرکز رہے ہیں مگرافسوس کی بات یہ ہے کہ ابھی تک زیورطبع سے آراستہ نہیں ہیں، خدابخش لائبریری پٹنہ میں اس کاقلمی نسخہ موجود ہے۔ہم نے اپنی سی کوشش کی مگر اصل نسخہ حاصل نہ کرسکے۔مولانا طبیب الدین اشرفی سہرساوی نے ان مکتوبات کااردوترجمہ

---

[۱]۔اخبارالاخیارفارسی مع مکتوبات، ۱۵۳، ناشرنوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچارشیدروڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔
[۲]۔مرأۃ الاسرارص: ۱۱۶۰رشیخ عبدالرحمن چشتی، مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلی کیشنزگنج بخش روڈلاہور۔

کیا ہے۔ یہاں اسی مترجم نسخہ سے گنج نبات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے منتخب اقوال وارشادات کو ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

ارشاد نمبر:۵۷

اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کہتے ہیں ”میں نے اپنے پیر دست گیر حضرت شاہ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہ سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا ہے:

”الطمع مرض والسوال سکرات والمنع موت - لالچ مرض ہے، سوال کرنا سکرات ہے اور منع [سائل کو دینے سے روکنا] موت ہے۔“[۱]

توضیح وتشریح

لالچ بری بلا ہے:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد گرامی کا پہلا فقرہ ہے کہ ”لالچ ایک بیماری ہے۔“ واقعتاً ایسا ہی ہے۔ لالچی انسان کو دیکھئے! اس کا مقصود ہر وہ چیز ہوتی ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے۔ اسے نہ تو دوسروں کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ اس بات کی کہ خود اس پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ ایک لالچی شخص جس چیز کی خواہش کرتا ہے اسے اپنی سوچ اور کاموں پر اس قدر حاوی کر لیتا ہے کہ بنیادی طور پر وہ چیز اس کے لیے مقصد حیات بن جاتی ہے۔

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے ارشاد میں لالچ کو مرض قرار دیا ہے۔ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے یا اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ انسان اپنی خواہش اور لالچ میں اس حد تک آگے بڑھ جاتا ہے کہ بسا اوقات اپنی جان گنوا بیٹھتا ہے۔

ع:

لالچ کا انجام یہی خطرے میں ہے جان

---

[۱] ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۲، ص: ۳۹، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

۞ مانگنا ذلت ورسوائی ہے:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کے اس ارشاد سامی کا دوسرا فقرہ ہے ’سوال سکرات ہے‘ یعنی سکرات جس طرح موت کی نشانی ہیں اسی طرح سوال کرنا بھی ذلت کی نشانی ہے، جس طرح سکرات موت سے پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اسی طرح سائل کی پیشانی پر اس کا سوال بروز حشر دھبّہ اور نشانی بن کر آئے گا۔

محنت ومشقت نہ کر کے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا، مانگنا اور گداگری کو پیشہ بنانا دنیوی واُخروی ذلت ورسوائی کا سبب ہے۔ مال ودولت میں اضافہ کے لیے یہ کام کرنا، آگ کے انگاروں پر قدم رکھنے کے برابر ہے، ایسا انسان بروز قیامت تمام مخلوق کے سامنے ذلیل و رسوا ہوگا، اس کا چہرہ گوشت سے خالی ہوگا، لوگ دیکھتے ہی پہچان جائیں گے کہ یہ آدمی محنت سے جی چرانے والا اور دست سوال پھیلانے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’عن هشام بن عروة، عن ابيه، عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ: ’’لان يأخذ احدكم احبله، فياتي الجبل، فيجئ بحزمة حطب على ظهره فيبيعها فيستغني بثمنها، خير له من ان يسأل الناس اعطوه، او منعوه۔‘‘

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اگر تم میں سے کوئی اپنی رسی لے اور پہاڑ پر جا کر ایک گٹھا لکڑیوں کا اپنی پیٹھ پر لادے، اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت پر قناعت کرے، تو یہ اس کے لیے لوگوں کے سامنے مانگنے سے بہتر ہے کہ لوگ دیں یا نہ دیں۔‘‘[۱]

بلاضرورت مانگنے والا انسان ہر حال میں ذلیل ہوتا ہے۔ مانگنے پر مل جائے تو مانگنے کی ایک ذلت، اور نہ ملے تو دوہری ذلت؛ ایک مانگنے کی اور دوسری مانگنے پر نہ ملنے کی۔

۞ سائل کو نہ دینے کی مذمت:

اس ارشاد کا تیسرا جملہ سائل کو نہ دینے کی مذمت کے سلسلے میں ہے۔ مذہب اسلام مانگنے اور سوال کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے؛ مگر ضرورت مند کے سوال کو ٹھکرانے کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتا، قرآن کریم نے سائل اور محروم دونوں کو دینے کی تلقین کی ہے۔ اس لیے

۱۔ الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم، ج:۱، ص:۹۲، ناشر دار ابن حزم لبنان، بیروت، سال اشاعت ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء۔

آپ مانگنے والے کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں نہ دینا چاہیں تو معذرت بھی کر سکتے ہیں، البتہ بھیک مانگنا اگر چہ بری عادت ہے مگر مانگنے کی صورت میں دے دینا ہی بہتر ہے۔قرآن شریف میں ہے:

''وَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ''اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ ذاریات:۱۹]

سائل اور محروم کا معنی متعین کرتے ہوئے صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:''منگتا تو وہ جو اپنی حاجت کے لئے لوگوں سے سوال کرے اور محروم وہ کہ حاجت مند ہو اور حیاء سوال بھی نہ کرے''۔قرآن شریف میں ایک دوسری آیت ہے:

''وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ''-اور منگتا کو نہ جھڑکو۔[ترجمۂ کنزالایمان، سوۂ الضحیٰ:۱۰]

حضرت صدرالافاضل فرماتے ہیں:

''یا کچھ دے دو یا حسنِ اخلاق اور نرمی کے ساتھ عذر کر دو۔''

بعض ضرورت مند اللہ عزوجل کے نام سے مانگتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اثر مروی ہے کہ:''جو شخص تم سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرے اسے دو۔''

ارشاد نمبر:۵۸

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:''حضرت پیر دست گیر قدس سرہ نے فرمایا:''رزق العوام فی یمینهم ورزق الخواص فی یقینهم -عوام کا رزق اس کے دائیں ہاتھ میں ہے اور خواص کا رزق اس کے یقین میں ہے۔''[۱]

توضیح وتشریح

رزق کے اسباب:

رزق حاصل کرنا ایک اہم مسئلہ ہے۔قرآن کریم میں ایسے اسباب رزق کا بیان ہوا

[۱] ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۲، ص:۳۹، ۴۰، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

ہے جو اہل تقویٰ اور اہل ایمان وایقان کے لیے غذائے روح ہیں؛ مگر عام آدمی اپنی محنت ومشقت ہی کو وسیلۂ رزق سمجھتا ہے؛ بلکہ بعض نادان بندے ایسے بھی ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی پابندی رزق میں کمی کا سبب ہے۔ یہ ان بندگان خدا کی بھول ہے۔ دین اسلام کا مقصد جس طرح آخرت میں انسانوں کو سرفرازی اور بلندی سے نوازنا ہے۔ اسی طرح دنیا میں بھی خوش بختی اور سعادت مندی کی زندگی بخشنا ہے۔ کاش بندگان خدا دنیاوی جدوجہد کے ساتھ' قرآن کریم میں بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کر لیتے تو اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں کشادگی اور برکت عطا فرتا۔ اللہ فرماتا ہے: ''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا- وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ''

اور جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔'' [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ طلاق: ۲، ۳]

توبہ واستغفار، توکل علی اللہ، تقویٰ شعار زندگی اور عبادت الٰہی میں مصروفیت رزق کے اہم اسباب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ''عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ أنه قال: ''إن الله يقول يا ابن آدم تفرغ لعبادتی أملأ صدرك غنی وأسد فقرك ان لم تفعل ملأت يدك شغلا ولم أسد فقرك''

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اے فرزند آدم! خود کو میری عبادت کے واسطے فارغ کر لے، میں تیرے دل کو مالداری سے بھر دوں گا یعنی تجھے بے نیاز کر دوں گا، تیری محتاجی ختم کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تیرے ہاتھ کو کاموں سے بھر دوں گا اور تجھ سے محتاجی دور نہ کروں گا۔ [۱]

۱۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ۸۷، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء؛ ترمذی، سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۴۶۶، ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے- احمد شاکر، مسند احمد: ۱۶ / ۲۸۴، احمد شاکر نے اس روایت کو صحیح کہا ہے- ابونعیم، حلیۃ الاولیا: ۱ / ۱۸۹، ابونعیم نے کہا ہے کہ: یہ حدیث ضعیف ہے حضرت معاویہ سے صرف زید روایت کرتے ہیں، ابن مفلح، الآداب الشرعية: ۳ / ۲۶۲، حدیث کی سند جید ہے- یہ حدیث پاک حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معقل بن یسار اور حضرت ابو ہریرہ جیسے جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ والی روایت نقل کی ہے، مگر اس میں ''ان لم تفعل'' کی بجائے ''الا تفعل'' ہے۔

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگ اپنی محنت ومشقت ہی کو رزق کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور خواص اللہ کریم پر توکل کرتے ہیں، دونوں رزق پاتے ہیں، لہذا اللہ عزوجل پر بھروسہ کر کے محنت ومشقت سے کام لیں تو دین اور دنیا دونوں نعمتیں ہاتھ آئیں گی۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی   جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ارشاد نمبر: ۵۹

اردو ترجمہ:

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

''پیر دست گیر قدس سرہ سے بار ہا سنا گیا ہے:

''فقیروں کو دو چیزیں درست رکھنی چاہیے اور دو چیزیں ٹوٹی ہوئی رکھنی چاہیے؛ یقین اور اعتماد درست رکھنا چاہیے اور پاؤں اور دل ٹوٹا ہوا رکھنا چاہیے۔''[۱]

توضیح وتشریح

یقین اور درجات یقین:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد تصوف کی روح ہے۔ دیکھئے یقین کا کمال، بستر مرگ پہ پڑا ہوا آدمی زندگی کا یقین کر لے تو مرتے مرتے بھی یہی سمجھتا ہے کہ اب بچ جائے گا اور صحت مند آدمی اگر موت کا یقین کر لے تو دل میں ایسا ڈر سما جاتا ہے کہ چار کندھوں پر سوار ہونے تک بھی نہیں نکلتا۔

یقین کے کم از کم دو درجے ہوتے ہیں:

[۱] علم الیقین؛ [۲] عین الیقین۔

علم الیقین وہ یقین ہے جو علم سے آتا ہے۔ کتابیں بڑھ کر ہمیں ان گنت باتوں کا علم ہوتا ہے، سب علم الیقین کہلاتے ہیں۔

---

[۱]۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۲، ص: ۴۰، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

عین الیقین وہ یقین ہے جو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے۔اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ہم بہت سی باتوں کا یقین کر لیتے ہیں،سب عین الیقین کے زمرے میں آتے ہیں۔

علم الیقین اور عین الیقین کے بین بین بلکہ ان سے بڑھ کر ایک درجہ یقین کا اور ہے جسے حق الیقین کہا جاتا ہے۔یقین کا یہ درجہ انبیائے عظام علیہ السلام اور الیائے کرام علیہم الرحمہ کو حاصل ہوتے ہیں۔اگر بندہ اپنا یقین واعتماد درست کر لے تو دنیا وآخرت کی ہر چیز حاصل کر سکتا ہے۔

مذکورہ تینوں درجات یقین کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو نتیجتاً کہا جا سکتا ہے کہ علم الیقین کے درجے میں شکوک وشبہات کی گنجائش رہتی ہے اور راہ اعتدال سے بھٹکنے کا اندیشہ بنا رہتا ہے۔عین الیقین کے درجے میں ایمان میں مضبوطی اور قوت آجاتی ہے،شکوک و شبہات کی گنجائش باقی نہیں رہتی،اہل باطل کے لیے ممکن نہیں رہتا کہ اس درجہ یقین رکھنے والے بندے کو بہکا سکے۔حق الیقین کے درجے میں اطمینان کلی حاصل ہو جاتا ہے،وساوس و خطرات اور شکوک وشبہات کی ذرہ برابر گنجائش باقی نہیں رہتی اور بندہ اسرار ورموز کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے،اس کے سامنے ہر نہاں چیز عیاں ہو جاتی ہے۔

امید و یاس کی رت آتی جاتی ہے مگر یقین کا موسم نہیں بدلتا

قرب الٰہی سے دوری باعث آبلہ پائی:

دل شکستہ درویش جب ماضی کے خیالوں میں گم ہوتا ہے،تو زبان حال اور فکر وخیال میں کہتا ہے: کتنے حسین وہ لمحات تھے،جلوۂ خدا تھا،روحیں تھیں،روحیں شرف ہم کلامی پا رہی تھیں۔رب قدیر کہہ رہا تھا:

’’اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ‘‘ روحیں کہہ رہیں تھیں:’’بَلٰی،شَھِدۡنَا‘‘اب روحیں قالب جسم میں آ گئیں،گوشت وپوست کی قید میں بندھ گئیں،مشاہدۂ حق کی دولت رہی اور نہ ہی شرف ہم کلامی کی نعمت۔جانشین مخدوم العالم شیخ نور قطب عالم علیہا الرحمہ نے شاید ان ہی خیال وفکر میں گم ہو کر لکھا ہے:

’’کئی ہزار سال تک روح،اللہ عزوجل کی قربت وجوار میں رہی اور اس کے فضل سے فیض حاصل کرتی رہی۔اسی بات کی طرف ایک بزرگ نے یوں اشارہ کیا ہے:

تو آں نورے کہ پیش از صحبت خاک
ولایت داشتی بر بام افلاک

تو وہ نور ہے کہ خاک و مٹی کی صحبت سے پہلے بام افلاک پر تیری حکومت تھی۔

اسی مفہوم کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں جامہ پہنایا ہے:

مابفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم
باز ہمانجا رویم منزل ما کبریا است
ما زفلک برتریم وز ملک افزوں تریم
باز ہماں جا رویم جملہ کہ آں شہر ما است

ہم آسمان کے باشندے رہے ہیں، فرشتوں کے ہم نشیں رہے ہیں، پھر وہیں واپس جانے والے ہیں ہماری منزل بارگاہ خداوندی ہے۔ ہم فلک اور ملک سے بڑھ کر ہیں- پھر ہم وہیں جائیں گے، وہ ہمارا شہر ہے۔''[۱]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''روح کا پرندہ جسمانی پنجڑے میں مقید ہونے سے پہلے صحرائے لامکاں اور قرب رحمان میں پرواز کر رہا تھا، گلستان وصال میں فرحت و سرور حاصل کر رہا تھا، اچانک تذویر اجسام کا شکار ہو کر قیدی ہو گیا، اب پنجڑۂ جسم کو توڑنے، دوست سے ملنے اور اُڑ جانے کی خواہش میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔[۲]

جانشین مخدوم العالم شیخ احمد نور قطب عالم علیہا الرحمہ کی تحریر دل پذیر سے یہ حقیقت آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہوگئی کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا ارشاد کہ ''فقیر کو شکستہ پا اور شکستہ دل ہونا چاہیے'' کا مطلب کیا ہے؟ اس پر مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں ہے۔

---

[۱]۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص: ٦٥، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔
[۲]۔ مرجع سابق، ص: ۵۷۔

ارشاد نمبر:۲۰

❁اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

''حضرت پیر دست گیر نے اس دعا کو ہمیشہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے:

''**اللھم اقطع عنی۔**'' اے اللہ! مجھ کو مجھ ہی سے جدا کر دے۔''[۱]

توضیح وتشریح

❁وجود حسی دیدار حق کا پردہ ہے

غیر خدا کو بقا کے لیے فنا ہونا ضروری ہے۔جب تک انسان کو اپنے وجود حسی کا احساس ہے،منزل فنا تک اس کی رسائی ممکن نہیں، دیدار حق کا وہ قابل نہیں۔صوفیا کہتے ہیں کہ: سب سے بڑی خطا انسان کا اپنا وجود ہے۔چناں ابن عجیبہ لکھتے ہیں:

''من أراد أن يكون إبراهيميًا حنيفيًا فليكسر أصنام نفسه، وهي ما كانت تهواه وتميل إليه من الحظوظ النفسانية والشهوات الجسمانية، حتى تنقلب حقوقًا ربانية، فحينئذ يريه الحق ملكوتَ السماواتِ والأرض، ويكون من الموقنين. وأُمُّ الشهوات: حب الدنيا، ورأسها: حب الرئاسة والجاه، وأكبر الأصنام: وجودك الحسي، فلا حجاب أعظم منه، ولذلك قيل: وُجودُكَ ذَنْبٌ لاَ يُقَاسُ بِهِ ذَنْبُ''

جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خالص اللہ والا ہونا چاہتا ہے،اسے چاہیے کہ اپنے نفسانی بتوں کو توڑ ڈالے، یعنی اپنی خواہشات،مرغوب نفسانی محظوظات اور جسمانی شہوات کو ختم کر ڈالے یہاں تک ربانی حصہ بن جائے، اگر ایسا ہو جائے تو زمین وآسمان کے مالک حق تعالیٰ کو دیکھنے لگے اور اہل ایقان بن جائے۔خواہشات کی جڑ حُبِّ دنیا ہے، بنیادی وبڑی خواہش سرداری اور عزت کی خواہش ہے۔سب سے بڑا بت وجود حسی ہے، اس سے بڑا پردہ کوئی نہیں ہے، اس لیے کہا گیا ہے کہ تیرا وجود ایسا گناہ ہے کہ کوئی اس جیسا گناہ

---

[۱]۔ضیاء النور،ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم،مکتوب نمبر ۲،ص:۴۲،مولانا طبیب الدین اشرفی،زیر اہتمام ساجد قادری،سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

نہیں۔''[۱]

ع:　　ومردراہ شدی بگذرازسرودستار

سراوردستارکی پرواہ نہ کرراہی منزل ہوجا۔

حضرت شیخ علاءالحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے وجود حسی سے جدائی کی دعااس لیے تعلیم فرمائی تاکہ بندہ وصال خداحاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے۔

ارشاد نمبر:۶۱

اردو ترجمہ:

شیخ نورقطب عالم علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ:

''فقیر کے پیر دست گیر بڑی رقت اور بڑے شوق سے یہ دعا سجدہ میں پڑھا کرتے تھے:''الٰھی نفسی حجابی وقلبی حجابی وروحی حجابی وعقلی حجابی والدنیا حجابی والعقبی حجابی فارفع الحجاب یاصاحب الحجاب۔''[۲]

توضیح وتشریح

اللہ کریم کی ذات کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں، سب ہمارے اوراللہ کریم کے درمیان حجاب ہیں، انسان، جنّات، فرشتے تمام اجرام سماوی وارضی، عرش، کرسی سب حجابات ہیں، سب سے بڑا حجاب خواہشات دنیااورخود اپنا وجود ہیں۔اللہ تعالیٰ کا وجود الگ ایک ہستی ہے، ہمارے فکر وخیال سے ماوراہے۔حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالاارشاد میں وجود حسی کے مختلف اجزا کے ارتفاع کی دعاالگ الگ مانگی گئی ہے اورارشادنمبر ۵۹ میں طلبِ ارتفاع وجودِکل کی تعلیم دی گئی تھی؛لہذااس فرمان کی مزید توضیح کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

۱۔ البحرالمدیدفی تفسیرالقرآن المجید، ابن عجیبہ، ج:۱۴،ص:۵۵، مکتبہ شاملہ۔

۲۔ ضیاءالنور، ترجمہ مکتوبات حضرت نورقطب عالم، مکتوب نمبر۲،ص:۴۲، مولاناطبیب الدین اشرفی، زیراہتمام ساجدقادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ءمطابق ۱۴۳۷ھ۔

ارشاد نمبر: ۶۲

❁ اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: ’’پیر دست گیر قدس سرہ نے وصیت فرمائی کہ: ’’کسی مخلوق سے التجا نہ کر کہ جب تو فقیر ہو جائے گا در و دیوار سے تم کو روزی پہنچے گی۔ اللہ رب العزت سے تجربہ کیا ہوں اور ایسا ہی پایا ہوں۔‘‘[۱]

توضیح و تشریح

❁ اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

اللہ کریم اپنے خاص بندوں کو غیب سے روزی مہیا کرتا ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں اس پر شاہد ہیں۔ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اس کا تجربہ کیا ہے۔

جب بندہ مکمل طور پر اللہ کریم کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کفالت فرماتا ہے۔ ہر قسم کی محتاجی دور فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں ہمیں حضرت مریم علیہا السلام کے واقعہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

’’كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ‘‘

جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔ [ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ آل عمران: ۳۷]

اس فرمان عالی شان سے حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی شخصیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے؛ آپ ولایت کے ایسے بلند مراتب پر فائز تھے جہاں بندہ کو بے نیازی حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے روزی دیتا ہے۔ اور بندہ کی جملہ ضروریات کی کفالت وہ خود کرتا ہے۔

---

[۱] ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۲، ص: ۴۲، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتما ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

ارشاد نمبر:۲۳

۞اردو ترجمہ:

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

''حضرت پیر دست گیر قدس سرہ نے فرمایا:

''حق میں مشغول ہو اور آفاق سے گزر جا، کوئی شخص اس در سے ہرگز محروم نہیں ہوا۔ جو سستی و نادرستی ہے ہماری طرف سے ہے، اس کی جانب سے نہیں ہے۔ تو اس جانب نہیں چلا جس سے وہ ظاہر ہو ورنہ کون ایسا شخص ہے جس نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا ہو اور اس پر دروازہ نہ کھولے ہوں۔ ہرگز ایسے ویسے کے در پر نہ پڑا رہ کہ وہ شیطان کے داخل ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اللہ سے دور ہوا وہ ایسے ویسے کے در پر جا گرا، شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر ایسا کرے گا تو خوش حالی اور نیک نامی وشہرت حاصل ہوگی۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تجھ کو کوئی واسطہ نہ ہوگا۔

تو اپنے کاموں کو اللہ کے سپرد کر اور 'اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ' پر عمل کر، تو اپنا کام اس پر چھوڑ دے اور خوش ہو جا۔ اگر تجھ کو زہر بھی دے تو پی جا۔ اور شہرت و نیک نامی کے لیے کوشش نہ کر، کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کو قبول کر لیتا ہے تو اگر چاہتا ہے تو اس کو نیک نام اور مشہور کر دیتا ہے۔ اور اگر دنیا میں پوشیدہ رکھتا ہے تو کل میدان قیامت میں نیک نام اور مشہور کر دے گا، حتی الامکان اپنی گم نامی میں کوشش کر اور خود کو پوشیدہ رکھ، اگر مشہور ہو جائے تو لوگوں میں برا ہے۔ اگر گوشہ نشیں ہو جائے تو تمام وسوسہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تو خضر و الیاس ہو جا کہ تجھے کوئی نہ پہچانے۔ جس کا رخ نیک نامی کی جانب ہے، حریص ہے، عاشقی اس میں خام ہے۔ اختیار تو اپنے لیے برا جان، بے شک اختیار برا ہے، اس لیے کہ وہ دائمی نہیں، جب کام ہمارے اختیار سے نہیں ہے تو کسی کام کا ہونا ہمارے کرنے سے نہیں ہے، چاہیے کہ کسی چیز میں اختیار اور تکلف نہ ہو۔ جو کپڑا مشروع کہ میسر ہو پہن لے، جو مباح کھانا مل جائے کھا لے، اپنے اختیار سے کنارہ کش ہو جا۔

چشم پُرنم اور آہِ سینہ جو مردان حق کا زیور ہے، اور لٹکا ہوا ہاتھ محبان حق کا زیور ہے، اس سے غافل نہ رہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی تعریف کی ہے:

''اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَحَلِيۡمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيۡبٌ'' [بیشک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا، متحمّل ہے -سورۂ توبہ: ۱۱۴] ''اواہ'' بہت آہ وزاری کرنے والے کو کہتے ہیں، اگر آہ وزاری کی قیمت نہ ہوتی تو حق تعالیٰ اپنے خلیل کی اس طرح تعریف نہ کرتا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''أبکوا فان لم تبکوا فتباکوا'' [۱]

روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی سی صورت بناؤ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عینان لا تمسوھا النار عین تحرس فی سبیل اللہ وعین تبکت من خشیۃ اللہ'' [۲]

دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی [عین سے مراد یہاں صاحب عین ہے] ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگے، دوسری وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے اور اس کے شوق میں روئے۔ جو تم میں سے نالاں اور غم سے گریاں ہے، اللہ تعالی کا عاشق اور اس کا ہم نشیں ہے، زمانے کا درد، ماتم اور اندوہ وغم کی لگام جو عاشقوں کا سرمایہ ہے اور دوستانِ حق کی زینت ہے، ہاتھ سے نہیں دیتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اذا أحب اللہ عبدا جعل فی قلبہ نائحۃ'' [۳]

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے قلب میں گریہ وزاری ڈال دیتا ہے۔ جب میں غم کے سرمایہ کے سوا نہیں رکھتا ہوں تو کیوں ہر لحظہ ماتم نہ کروں۔ مردانِ حق کا دل درد سے بھرا ہوا ہونا چاہیے، رنج وغم کی مشقت سے شابہ پُر کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بزرگ آل واولاد کے صدقے نیکی اور باطن کی پاکی کی توفیق بخشے-آمین۔ [۴]

---

[۱] سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوٰت، باب فی حسن الصوت بالقرآن، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص: ۹۶۔

[۲] سنن الترمذی، ج: ۳، ۹۶، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت۔

[۳] بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز، مجد الدین فیروز آبادی محمد ابن یعقوب، ج: ۱، ص: ۱۷۲۵، مکتبہ شاملہ-اس میں عبارت یوں درج ہے: ''إذا أَرادَ اللهُ بعَبْدٍ خَيْراً أَقامَ في قَلْبِه نائحَةً'' -جب اللہ کسی بندہ کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں گریہ وزاری ڈال دیتا ہے۔

[۴] ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۲، ص: ۴۲، ۴۳، ۴۴، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے ان ارشادات میں بہت سی نصیحتیں ہیں۔ ہر ایک نصیحت کی تشریح طوالت سے خالی نہیں۔ مترجم نے پیرا بندی نہیں کی ہے۔ ہم نے قارئین کرام کی سہولت اور مختصر وضاحت کے لیے اس طویل عبارت کو تین پیراگراف میں تقسیم کی ہے۔ آخری دعائیہ کلمات سے یقین کیا جا سکتا ہے کہ یہ نصیحتیں شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہی نے حضرت نور قطب عالم پنڈوی سے کی ہیں، حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ ان نصیحتوں کے ناقل ہیں۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑے رہو:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد سامی میں پہلا پیراگراف، دنیا چھوڑ کر حق میں مشغول ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

قرآن کریم میں انبیائے سابقین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے بہت سے ایسے گوشوں کو بیان کیا گیا ہے جن سے بندۂ مومن کو اس بات پر یقین کرنے میں ذرہ برابر دشواری نہیں ہوتی کہ جو اللہ ہی سے لو لگاتا ہے اللہ عزوجل اس کا ہر بگڑا سنوارتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے باخبر کیا ہے جنہوں نے مشکل سے مشکل ترین حالات میں صرف ''حسبی اللّٰہ'' ہی کہا ہے۔ جب انہیں بھڑکتی آگ میں پھینکا جا رہا تھا تب بھی انھوں نے یہی کہا تھا کہ مجھے اللہ ہی بس ہے۔

انسان سکون وراحت کی تلاش میں در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ مادی وسائل اور راحت وسکون کے ظاہری اسباب جمع کرنے میں اپنی عزت وآبرو تار تار کرتا ہے پھر بھی اسے قرار نہیں ملتا، اگر کسی کو سکون میسر بھی ہے تو اس کا تعلق صرف جسم سے ہے، اس کی روح بے قرار ہے۔ روح کو قرار اور دل کو سکون بخشنا ان مادی وسائل کی بس سے باہر ہے۔ روح کی تسکین اور اس کی غذا عبادت الٰہی اور ذکر خدا ہیں۔ یہ دولت جس کو حاصل ہو جائے اس کا جسم اور اس کی روح دونوں قرار پاتے ہیں۔

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے   ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

❁ بندوں کا اختیار:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے زیر تبصرہ فرمان کے دوسرے پیراگراف میں کئی باتیں بڑی اہم ہیں، بندوں کا اختیار، نیک نامی کی طلب، لباس اور اشیائے خوردنی میں احتیاط وغیرہ۔ہم یہاں اپنے قارئین کے روبرو صرف اختیاراتِ عبد پر مختصر کلام کرتے ہیں، باقی مضامین بہت حد تک واضح ہیں۔

ایک بندۂ مومن کو باور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے راہ ہدایت اور راہ ضلالت دونوں متعین فرمادی ہے، کامیابی اور ناکامی کے طریقے اور اسباب بھی مقرر فرمادیئے ہیں۔اس تعیین وتقدیر کے بعد اللہ عزوجل نے انسان کو ان کے طرق واسباب کے اختیار کرنے کی قدرت دی ہے۔انسان پر ہدایت وکامیابی کے اسباب اختیار کرنا واجب اور گمرہی وناکامی کے اسباب سے اجتناب کرنا لازم ہے۔البتہ اسباب وطرق اختیار کرنے کے بعد نتیجہ پیدا کرنا اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے، اس لیے اسباب خود اختیار کرنا چاہیے اور نتیجہ اللہ تعالی پر چھوڑ دینا چاہیے۔

❁ خوف خدا سے رونے والی آنکھیں:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے زیر تشریح فرمان کے تیسرے اور آخری پیراگراف میں بنیادی مضمون راہ خدا میں اشک بہانا ہے۔اس مضمون پر نہایت اختصار کے ساتھ چند کلمات عرض ہیں:

اللہ کی یاد میں رونے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا انسان دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ دودھ تھن میں واپس نہ چلا جائے۔''[۱]

یعنی جس طرح تھن سے نکلے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس جانا ناممکن ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد میں رونے والے بندے کا جہنم میں جانا ناممکن ہے۔اس میں کوئی عقلی

۱۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح ہے۔دیکھئے: جامع ترمذی: ج:۱،ص:۱۸۵ حدیث نمبر ۱۷۰۱، جہاد کا بیان-

استحالہ بھی نہیں ہے، کیوں کہ جو بندہ یادالٰہی میں روتا ہے، خوف خدا سے تڑپتا ہے، وہ کب اللہ کا نافرمان ہوسکتا ہے؟ یقیناً اس کی زندگی اللہ عزوجل کی اطاعت میں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہی گزرے گی۔ اس لیے ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس کا جہنم میں جانا ناممکن ہے۔

ابن ابی الدنیا کی کتاب الرقۃ والبکا میں ہے:

''جس بندے کی آنکھیں خوف خدا کے آنسو سے بھر جائیں، اللہ تعالی اس کے جسم کو جہنم پر حرام کردیتا ہے پھر اگر وہ اس کے رخسار پر بھی بہہ پڑے تو اس کے چہرہ کو نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ذلت، اور اگر کوئی بندہ جماعتوں میں سے کسی جماعت میں رو پڑے تو اللہ عزوجل اس بندے کے رونے کی خاطر اس جماعت کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا، ہر عمل کا وزن اور ثواب ہے لیکن آنسو کے ثواب کی کوئی حد وحساب نہیں یہ تو جہنم کے دریاؤں کو بجھا کے رکھ دیتا ہے۔''[۱]

اس خاک دان گیتی میں بہت سے بندے ایسے ملیں گے جن کو خوف خدا کا ذرہ برابر پاس ولحاظ نہیں ہے۔ ایسے بندوں کے لیے بہادر شاہ ظفر کا یہ شعر یاد آیا:

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم وذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

خشیت الٰہی سے رونے والی آنکھوں اور ذاتوں کی فضیلت میں احادیث وآثار کثیر ہیں، تفصیل کے لیے کتب تصوف کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

❁

ارشاد نمبر: ۶۴

❁ اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ''حضرت پیر دست گیر سے میں نے سنا ہے، آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ:

''ایک وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک اینٹ اپنے سرہانے رکھے سوئے ہوئے

۱۔ کتاب الرقۃ والبکاء، ابن ابی الدنیا، باب ما اغرورقت عینا عبد من خشیۃ، ج:۱، ص:۱۶، دار الفکر، بیروت۔

تھے، اور شیطان ملعون ان کے گرد طواف کر رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے ملعون! کیوں میرے اطراف چکر لگا رہا ہے؟ شیطان نے جواب دیا: دنیا میرا حصہ ہے اور یہ اینٹ میرے حصے کی ہے، اس میں آپ نے تصرف کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اینٹ اس کی جانب پھینک دیا اور فرمایا کہ: اپنی دنیا کے ساتھ اسے لے لو۔ شیطان نے جواب دیا: فنم الراحة- بس آرام سے سو جایئے۔"[۱]

توضیح وتشریح

انبیائے کرام نے دنیا پر عقبیٰ کو ترجیح دی ہے:

انبیائے کرام علیہم السلام کو دنیا وعقبی کے انتخاب میں اختیار دیا جاتا تھا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبیٰ کا انتخاب فرمایا تھا۔

حضرت شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے انیس الغربا میں لکھا ہے کہ:

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرماتے تھے، اس چٹائی کا نشان آپ کے جسم مبارک پر پڑ گیا تھا، یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما عرض گزار ہوئے: اگر آپ فرمائیں تو ہم آپ کی استراحت کے لیے اس بوسیدہ وسخت چٹائی سے بہتر انتظام کر دیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"مالی وللدنیا وما أنا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم ترکھا وراح۔"[۲]

اس حدیث پاک میں "مالی" اور "ماأنا والدینا" میں لفظ 'ما' کا ترجمہ 'نہیں' اور 'کیا' دونوں کیا جاسکتا ہے۔ پہلی صورت میں حدیث پاک کا ترجمہ ہوگا: مجھ کو دنیا سے کوئی الفت ومحبت نہیں اور دنیا کو مجھ سے کوئی الفت ومحبت نہیں، جب محبت نہیں تو دنیا سے رغبت

---

[۱]۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۴، ص: ۵۷، ۵۸، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

[۲]۔ ترمذی، سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۳۷۷، ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے-ابن ماجہ صحیح ابن ماجہ: حدیث نمبر ۳۳۳۳، ۴۱۰۹، ۴۱۰۷، بغوی، شرح السنة: ۷ / ۲۸۴، بغوی نے حسن صحیح کہا ہے، سیوطی، الجامع صغیر: حدیث نمبر ۷۶۹۷، سیوطی نے صحیح کہا ہے۔ حلیة الاولیاء ۲ / ۱۱۹ اور شرح السنة ۷ / ۲۸۴ میں ان ہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مگر "ثم ترکھا وراح" کی بجائے "ثم راح فترکھا" اور "وترکھا" کی ترتیب ہے۔

نہیں۔اور دوسری صورت میں ترجمہ ہوگا؛ دنیا کے ساتھ میری محبت والفت کیا ہے؟ کہ میں دنیا سے رغبت رکھوں، میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرتا ہے اور درخت اور سایہ کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔[۱]

اللہ عزوجل کے محبوب بندوں کے اختیار میں پوری خدائی رہتی ہے مگر یہ حضرات اپنی ذات وصفات کے لیے اس کا استعمال بضرورت ہی کرتے ہیں، راحت وسکون کے لیے اس کا استعمال نہیں کرتے، وہ اپنے جسم وروح کو ذکر خدا سے سکون پہنچاتے ہیں۔

ارشاد نمبر:۶۵

اردو ترجمہ:

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے پیر ومرشد دست گیر سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ:

''ایک بزرگ بیمار ہوئے، لوگوں نے ان سے دریافت کیا: آپ کو صحت چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر لوگوں نے سوال کیا: مرض چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، پھر لوگوں نے سوال کیا: موت چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، پھر لوگوں نے دریافت کیا: آپ کو کیا چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: میں وہی چاہتا ہوں جو میرا رب چاہتا ہے۔''[۲]

توضیح وتشریح

رضائے الٰہی، دیدار الٰہی اور جنت سے بڑھ کر ہے

رضائے الٰہی کا مقام بہت بلند ہے۔قرآن شریف میں اللہ عزوجل نے اسے جنت سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔سورۂ توبہ میں ہے:

''وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔''

۱۔ دیکھئے: انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، ص:۸۹، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران، نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

۲۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۵، ص:۶۸، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

اور پاکیزہ مکانوں کا، بسنے کے باغوں میں، اور اللہ کی رضا سب سے بڑی۔[ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ توبہ:۷۲] رضائے الٰہی کے تعلق سے حضرت صدر الافاضل علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے ایک نہایت جامع جملہ لکھا ہے:

''تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور عاشقانِ الٰہی کی سب سے بڑی تمنا۔''

علما فرماتے ہیں کہ:

دیدار الٰہی سے بڑا رتبہ رضائے الٰہی کا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کریم اپنے بندوں کے سامنے تجلی فرمائے گا اور کہے گا: 'مجھ سے مانگو، وہ عرض کریں گے: تیری رضا چاہتے ہیں۔اسی رضائے الٰہی کی خاطر متوکلین بندے اپنے سارے معاملات خدا پر چھوڑ دیتے ہیں، اپنی ذاتی ضروریات کے لیے دعا بھی نہیں کرتے، یہی افضل بھی ہے۔

سب کو خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

حضرت علامہ مفتی نقی علی خان علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''جس بات میں حظِّ نفس کو دخل ہے وہاں سُکُوت وترکِ دعا افضل ہے اور جس میں دین وشرع کی ترقی یا کسی دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے اس کا مانگنا مناسب۔''

محشی نے حاشیہ لگایا ہے: یعنی جس بات کی دعا مانگنے میں ذاتی مفاد شامل ہو وہاں دعا کو چھوڑ دینا اور راضی برضائے مولیٰ رہنا افضل ہے اور جس بات کی دعا مانگنے میں دین متین کی سربلندی یا کسی مسلمان بھائی کا فائدہ ہو تو ایسی دعا مانگنا مناسب ہے۔''[۱]

ارشاد نمبر:۲۶

اردو ترجمہ:

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

''فقیر کے پیر دست گیر اس شعر پر مدتوں وجد وکیف میں رہے۔

[۱] أحسن الوعاء لآداب الدعاء و ذيل المدعاء لأحسن الوعاء، معروفہ بہ فضائلِ دعا، مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنان ص:۲۳۶، شارح: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ، تسہیل وتخریج: عبد المصطفیٰ رضا مدنی وغیرہ، ناشر؛ مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی، سن طباعت: ۱۴۳۰ھ بمطابق مارچ ۲۰۰۹ء۔

پیوستہ مرا بودے تسبیح ومصلائے ——— برباد شدہ آں تقوی اکنوں من ومیخانہ

جب تک مجھ سے تسبیح ومصلی ملا رہا، وہ سارا تقوی فنا ہوگیا، اب میں ہوں اور میخانہ ہے۔[۱]

توضیح وتشریح

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی زندگی میں انقلاب:

مخدوم العالم شیخ علاء الحق عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ، علم وعمل، تقویٰ پرہیز گاری میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کی ذات ہمہ جہت تھی، ہر خوبی ان میں موجود تھی، روایتوں میں آتا ہے کہ انہیں اپنے علم وفضل اور دنیاوی جاہ ومنزلت پر ناز تھا، وہ علمائے عصر اور فقہائے دہر سے بحث ومباحثہ کرنے میں دل چسپی لیتے تھے، صوم وصلوۃ کے پابند تھے، مختصر یہ ہے کہ زندگی خالص علمائے ظاہر کی طرح گزرتی تھی۔ آپ اپنی زندگی کے اسی دور کو ''تسبیح ومصلا سے اتصال'' کا دور کہہ کر بیان کیا ہے اور اپنی کسر نفسی کی وجہ سے اسے 'برباد' قرار دیا ہے۔

خلیفۂ سلطان الاولیا شیخ نظام الدین بدایونی ثم دہلوی، آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ بنگال آئے، حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے ان سے بیعت وخلافت حاصل کی، علم باطن وتصوف، آداب طریقت وسلوک اور منازل ہجر ووصال کی تعلیم پائی، پھر آپ کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا، عالمانہ زندگی میں صوفیانہ رنگ بھر گیا۔ خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ: ''شیخ علاء الحق ابتدائی زندگی میں بہت خوشحال، دنیادار علمائے وقت اور اکابر زمان کی حیثیت سے رہتے تھے مگر جب سلسلہ نظامیہ میں داخل ہوئے تو سب شان وشوکت چھوڑ کر صرف یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔''[۲]

حضرت محمد بن محمد حسین مولائے روم علیہ الرحمہ نے سچ کہا ہے:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم ——— تا غلام شمس تبریزی نہ شد

---

[۱]۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۶، ص: ۲۷، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

[۲]۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج: ۲، ص: ۲۴۶، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

اپنی حیات مبارکہ کے ان ہی ایام کے بارے میں حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے مستی میں جھوم کر کہا ہے:

''اکنوں من و میخانہ''- اب میں ہوں اور میخانہ ہے۔

ارشاد نمبر: ٦٧

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اپنے پیر دست گیر سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ:

''بزرگوں نے حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ [۱] سے پوچھا کہ: آپ خدا تک کیسے پہنچے؟ آپ نے جواب دیا: جس دن میں نے چار تکبیر کہی، پھر دریافت کیا گیا: وہ چار تکبیر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایسا ہے کہ میں نے یقین کر لیا کہ تمام مخلوق مردہ ہے اور میں نے ان کے جنازہ پر چار تکبیر کہ دیا کہ نہ مجھ کو ان سے کوئی حاجت و کام، نہ ان کو مجھ سے۔''

ما را دیگر معاملہ با ہیچ کس نماند بیعے کہ بے حضور تو کردم اقالۂ مدت

مجھ کو دوسرا کوئی معاملہ کسی کے ساتھ نہ رہا، تیری موجودگی کے بغیر جو خرید و فروخت کیا، وہ سب فسخ ہے۔[۲]

۱۔ شیخ ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ [ولادت: ۲۴۷ھ - وفات: ماہ ذوالحجہ ۳۳۴ھ بمطابق ۹۴۵ء] حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید تھے، علوم متداولہ میں مہارت تھی، فقہ مالکیہ میں تبحر تھا، امام مالک کی مؤطا پوری کی پوری یاد تھی، توحید اور خداشناسی میں یکتا تھے، زندگی کے مرحلہ اول میں شاہی ملازمت اختیار کی، نہاوند کے والی کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر طوق غلامی اتار پھینکا، گناہوں سے توبہ کی اور تلاش حق میں نکل کھڑے ہوئے، حضرت خیر نساج کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور معصیتوں سے توبہ کی۔ حضرت نسّاج بڑے صاحب معرفت بزرگ تھے، انھوں نے آپ کو حضرت جنید علیہ الرحمہ کی صحبت و خدمت میں بھیجا، حضرت شیخ جنید علیہ الرحمہ نے خدارسیدہ بنا دیا۔ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ کہتے تھے: ''پرہیزگاری تین طرح کی ہوتی ہے: [۱] زبان سے یعنی جس امر سے کچھ تعلق نہ ہو اس میں انسان خاموش رہے۔ [۲] ارکان سے یعنی شبہات چھوڑ دیے جائیں اور اس چیز کی طرف رجوع کیا جائے جس میں شک و شبہ نہ ہو۔ اور [۳] دل سے یعنی ذلیل و حقیر ارادوں اور برے خیالات سے پیچھا چھڑا لیا جائے۔

۲۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۷، ص: ۷۷، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

توضیح وتشریح

دنیا سے بے نیازی:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا یہ فرمان بظاہر ایک حکایت ہے لیکن اس حکایت کے دامن میں ایک حقیقت پوشیدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کریم کے نیک بندوں کے یہاں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔

اللہ عزوجل کے نیک بندوں کے قلوب سلیم ہوتے ہیں۔ قلب سلیم کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا کے سب غم اس طرح بھلا دیتا ہے جیسے کوئی غم تھا ہی نہیں۔ وہ دل کبھی بھی غیر سے مانوس نہیں ہوتا۔ اس کو انس، رغبت، راحت، سکون اور لذت جب بھی آتا ہے، اللہ عزوجل اور اللہ کے رسول ﷺ کی یاد میں آتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو مردہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک مردہ بکری دیکھی جو اپنا پاؤں اوپر اٹھائے ہوئے پڑی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم کیا سمجھتے ہو؟ یہ بکری اپنے مالک کے لئے بیکار (ذلیل) ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک جتنی حقیر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی حیثیت اور قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس دنیا سے کبھی بھی ایک قطرہ پینے کو نہ دیتا۔''[۱]

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں دنیا کی قدر و منزلت کی مثال مردہ بکری سے دی ہے۔ جس طرح بکریوں کا مالک مردہ بکری کو بے کار سمجھ کر اپنے ریوڑ سے باہر پھینک دیتا ہے اسی طرح اللہ عزوجل کے ہاں اس دنیا و مافیہا کی قدر ہے۔ اللہ کریم کے نیک بندے بھی اپنے دل سے دنیا اور اہل دنیا کو نکال باہر کر دیتے ہیں۔ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ کا شمار ان ہی لوگوں میں ہیں جن کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں تھی۔

۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب مثل الدنیا، حدیث نمبر: ۴۱۱۰، ناشر دار احیاء الکتب العربیہ۔

ارشاد نمبر:٦٨

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

فقیر کے پیر و مرشد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:

چناں در اسم او کن جسم پنہاں　　　　کہ می گرد الف در بسم پنہاں

اس کے نام کے ذکر کے وقت اپنے آپ کو اس طرح محو کر دو جیسا کہ بسم اللہ کے بسم میں الف پوشیدہ ہے۔[١]

توضیح و تشریح

اس شعر کی تشریح کے لیے ارشاد نمبر ۴۹ کی طرف رجوع کریں۔

ارشاد نمبر:٦٩

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ: حضرت پیر دست گیر قدس سرہ سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ: ایک وقت مجنوں[٢] کی آستین پھٹی ہوئی تھی اور وہ جسم میں پہنے ہوئے تھا، اسی حالت میں مجنوں نے درزی کو آستین سلنے کو دیا، درزی کے سلنے کے درمیان مجنوں نے درزی سے کہا: ذرا ہوش کے ساتھ سلنا، ایسا نہ ہو کہ آستین کے ساتھ لیلیٰ کو بھی سی دینا۔ درزی نے کہا: لیلیٰ اس جگہ کہاں ہے؟ مجنوں نے جواب دیا کہ: میں سراپا لیلیٰ ہوں۔ اس لیے کہ مغلوب، غالب کے مقابل عدم کے حکم میں ہے۔"[٣]

---

[١]۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ١١، ص: ٨٨، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ٢٠١۵ء مطابق ١۴٣٧ھ۔

[٢]۔ قیس بن ملوح، ملقب بہ مجنونِ لیلی [ولادت: ٢۴ھ مطابق ٦۴۵ء - وفات: ٦٨ھ مطابق ٦٨٨ء] نجد کا رہنے والا تھا، عربی غزل گو دیوانہ شاعر تھا۔ خلافت مروان بن الحکم و عبد الملک بن مروان کا زمانہ پایا۔ لیلیٰ بنت مہدی ابن سعد عامریہ سے بے پناہ محبت کی وجہ سے مجنوں کا لقب ملا۔

[٣]۔ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ١١، ص: ٨٨، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ٢٠١۵ء مطابق ١۴٣٧ھ۔

توضیح وتشریح

مجنوں کا عشق لیلیٰ:

تجربہ شاہد ہے کہ جب عشق مجازی کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان انجام سے بے خبر ہوجاتا ہے۔عشق حقیقی اس سے کہیں اعلی مقام رکھتا ہے۔جب انسان عشق حقیقی کی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اسے اپنے وجود کا احساس نہیں رہتا، اس مقام کو صوفیا کی زبان میں 'فنا' کہاجاتا ہے۔حضرت مجنون بھی عشق لیلیٰ میں فنا کی منزل پر پہنچ چکے تھے۔حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کا مقصد بھی یہی ہے کہ آدمی حق تعالیٰ سے ایسا عشق کرے کہ اسے اپنا وجود، وجود ہی نہ لگے۔

ع: عشق سکون وثبات، عشق حیات وممات

ارشاد نمبر:۷۰

اردو ترجمہ:

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

میرے شیخ نے رہنمائی فرمائی ہے، ان کا قول ہے:

''رزق العوام فی یمینھم ورزق الخواص فی یقینھم ''عوام کا رزق ان کے یمین یعنی ان کی کمائی میں ہے اور اسباب ظاہر میں غور وفکر کرنے میں ہے اور خواص کا رزق خداوند قدوس پر یقین رکھنے میں ہے۔''[۱]

توضیح وتشریح

اس قول کی تشریح ارشاد نمبر ۷۵ میں دیکھیں۔

---

[۱] ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مکتوب نمبر ۱۳، ص: ۹۲، ۹۳، مولانا طبیب الدین اشرفی، زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

فصل سوم

منتخب ارشادات از مونس الفقرا

مختصر تعارف کتاب مستطاب مونس الفقرا

پسر مخدوم عالم شیخ احمد نور معروف بہ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصنیفات میں:

[۱] مجموعۂ مکتوبات؛

[۲] انیس الغربا؛

[۳] مونس الفقرا؛

[۴] خانوادۂ چشت؛ اور

[۵] شاعر فارسی کا ذکر ملتا ہے۔

مونس الفقرا ایک عرفانی رسالہ ہے۔ تصوف وسلوک کا گراں مایہ خزانہ ہے۔ ہمارے پاس جو نسخہ موجود ہے، وہ ایک سو سترہ صفحات پر مشتمل ہے۔ رسالہ میں انتیس فصلیں ہیں۔ ابتدائی پندرہ فصول میں مشائخ چشت اہل بہشت سے منقول اوراد و وظائف کا بیان ہے اور باقی فصلوں میں تصوف کے مسائل و شمائل کا بیان ہے۔

فصل اول- در ذکر حضور دل در نماز۔

فصل دوم- در خواندنیہا وقت صبح و پیش از سنت فجر و بعد سنت فجر و وقت رفتن مسجد۔

فصل سوم- در ذکر ادعیہ کہ بعد نماز فجر باثر آمدہ است۔

فصل چہارم- در ذکر نماز اشراق و ادعیہ آں و نماز تسبیح و ادعیہ آں۔

فصل پنجم- در ذکر نماز چاشت و ادعیہ آں-

فصل ششم- درذکر نماز ظہر ونوافل وادعیہ آں کہ بعدہ باید خواند-
فصل ہفتم - درذکر نماز وادعیہ کہ بعد عصر است-
فصل ہشتم - درذکر نماز مغرب واوابین ونوافل ودیگر ادعیہ آں-
فصل نہم- درذکر نماز عشا ونوافل وادعیہ کہ بعد عشا است-
فصل دہم- درذکر نماز تہجد ونوافل دیگر وادعیہ کہ بعد تہجد است-
فصل یازدہم- درذکر نماز ودعائے قضائے حاجات وکفایت مہمات-
فصل دوازدہم- درذکر نماز وادعیہ برائے وقت جمال باکمال رسول خداوند ذوالجلال رویت حضرت رسالت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-
فصل سیزدہم- درذکر فضائل روز جمعہ-
فصل چہاردہم- درذکر وردو وظائف شب وروز جمعہ وذکر ساعت مرحوم-
فصل پانزدہم- درذکر توبہ وشرائط آں-
فصل شانزدہم- درذکر ارادت وتعریف شیخ وشرائط آں-
فصل ہفدہم- درذکر خلوۃ وعزلت واربعین-
فصل ہژدہم- درذکر بیان [مرشد] کامل وشرائط وخلوت وعزلت-
فصل نوزدہم- درذکر فضل ذکر-
فصل بستم - درذکر اختیار کردن وکیفیت وازیں ذکر-
فصل بیست ویکم- درذکر تجرید وتفرید ونفی خواطر-
فصل بیست ودوم- درذکر تجسس وتفقد احوال-
فصل بیست وسیوم- درذکر علاج تفرقہ دل-
فصل بیست وچہارم- درذکر فقر وقناعت-
فصل بیست وپنجم- درذکر تجرید وتفرید-
فصل بیست وششم- درذکر نفس وروح ودل وسر-
فصل بیست وہفتم - درذکر سماع-
فصل بیست وہشتم- درذکر شرائط وآداب سماع وذکر تخریق ثوب واحکام خرقہ

مسقوط در سماع-

فصل بیست ونہم- در ذکر گرفتن فتوح وجائزہ از سلطان وغیروی وخوردن وبخشیدن آن-

رسالہ کی مذکورہ بالا فہرست خود شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے مرتب فرمائی ہے۔فہرست سے مضامین رسالہ کا پتہ چلتا ہے۔مصنف علام علیہ الرحمہ نے اس رسالہ کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''بعضے فرزندان ومعتقدان ازیں فقیر ورد ووظائف مشائخ کہ ایں فقیر بداں مواظبت می نمود اقتراح کرد، خاصہ دریں وقت فرزند نور دیدہ بلکہ دیدہ نور امام اجل عالم باعمل حسام الملت والدین کہ از مانک پور بقصد ارادت وصحبت بریں فقیر پیوست بتجدید اقتراح نمود باعث اجابت مؤکد ومؤید گشتہ مستعیناً باللہ ومتوکلاً علی اللہ اجابت آں شروع کردم ونامش مونس الفقرا نہادم تا مریدان مبتدیان را دستوری بود وبداں مشغول باشند۔''

چند فرزندوں اور عقیدت مندوں نے اس فقیر سے مشائخ کے ان اوراد ووظائف کو لکھ دینے کی گزارش کی جن پر اس فقیر کا دائمی عمل تھا، نورچشم بلکہ چشم نور امام اجل عالم باعمل حسام ملت ودین [شیخ حسام الدین] جو مانک پور سے آکر فقیر کی ارادت وصحبت میں اختیار کر چکے تھے، انہوں نے خصوصاً پرزور گزارش کی ،ان کی گزارش کی وجہ سے تاکید وتائید حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی ذات پر بھروسہ کر کے لکھنا شروع کر دیا- اس کا نام'' مونس الفقرا'' رکھا، امید ہے کہ یہ کتاب مبتدی مریدین کے لیے ایک دستور ہوگی اور وہ اس پر عمل کریں گے۔[۱]

راقم سطور کو بفضل مولی تعالیٰ شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کی کتاب انیس الغربا پر کام کرنے کی توفیق ملی تھی- ترجمہ وتخریج اور حواشی کے ساتھ اردو ایڈیشن اور بنگلہ ترجمہ کے ساتھ بنگالی ایڈیشن شائع کیا گیا تھا- مونس الفقرا کا اردو ترجمہ مع تخریج وحاشیہ اشرفیہ اسلامک فائڈیشن حیدرآباد کی طرف سے شائع کیا جائے گا ان شاءاللہ تعالیٰ-

❁❁❁

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:46، مخطوطہ۔

کتاب مستطاب- مونس الفقرا سے منتخب ارشادات

ارشاد نمبر:۱۷

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است:

''سلطان العارفین شیخ بایزید-قدس اللہ سرہ العزیز- گفت: یا عباد! اصحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا فاصحبوا مع من صحب اللہ''[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے اپنے پیر دست گیر سے خود سنا ہے کہ:''سلطان العارفین شیخ بایزید قدس سرہ نے کہا ہے کہ: اے بندگان خدا! اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو اگر تم اس کے ساتھ نہیں رہ سکتے تو ان کی صحبت میں اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کے مصاحب ہیں''۔

توضیح وتشریح

شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد و والد گرامی مخدوم عالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کی وضاحت خود ان لفظوں میں فرمائی ہے:

''ہر کہ ذاکر حق وشاغل بحق آن مصاحب حق است ۔ قال النبی -ﷺ- : 'من أراد أن يجلس مع الله تعالىٰ فليجلس مع اهل الذكر 'بدیں قضیۂ مرضیہ صحبت شیخ صحبت حق است''۔

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:98، مخطوطہ۔

جوشخص بھی حق تعالیٰ کا ذاکر ہے، اس کی یاد میں مشغول ہے، وہ حق تعالیٰ کا مصاحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے اسے اہل ذکر کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ صحبت شیخ حق تعالیٰ کی صحبت ہے۔''[۱]

ارشاد نمبر: ۷۲

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است کہ:

''**عین القضاۃ** می گوید: جواں مرد اگر مور چہ خواہد کہ از خراسان بکعبہ رود خود را بہ بر کبوتری کہ آں جا آمد وشد دارد جا کند ہر اینہ بکعبہ رود۔''

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

پیر دست گیر سے میں سنا ہے کہ:

شیخ عین القضاۃ کہتے تھے کہ سالک راہ طریقت اگر رنگ تصوف چاہتا ہے کہ تو اسے چاہیے کہ خراسان [اپنے وطن اصلی] سے جب بھی کعبہ پہنچے، وہاں آنے، گھونسلا بنانے اور رہنے والی کبوتری کی صحبت سے سیکھے۔

مور مسکیں ہوسی داشت کہ در کعبہ رسد — دست در بال کبوتر زد ناگاہ رسد

کمزور چیونٹی کی کعبہ پہنچنے کی جب خواہش ہوتی ہے بال کبوتر پر سوار ہو کر اچانک پہنچ جاتی ہے۔[۲]

توضیح وتشریح

پرندوں کی بھی ایک دنیا ہے بالکل انسانوں کی طرح، اسی طرح ہر نوع جانور کی اپنی اپنی دنیا ہے، اور وہ اپنے آپ میں کامل ہیں۔ انسانوں کے سیکھنے کی بہت سی چیزیں اللہ

۱۔ مرجع سابق، نفس صفحہ۔

۲۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص: 98، مخطوطہ۔

تعالیٰ نے ان جانوروں میں رکھ دی ہیں۔اللہ کریم نے قرآن کریم میں مچھر کی مثال بیان فرمایا ہے۔ چیونٹی کے نام پر سورہ نازل فرمایا ہے۔یہ سب انسانوں کے سیکھنے کے اسباب ہیں۔دررسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہنے والے پرندوں اور جانوروں کی عادتیں عام جانوروں سے قدرے مختلف ہیں۔کہتے ہیں کہ: ذوالحجہ کے ابتدائی پانچ دنوں میں نیلے، سبز پروں والے یہ کبوتر مدینہ سے مکہ جاتے ہیں اور حج کے بعد واپس مدینہ لوٹ آتے ہیں۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: یہ کبوتر اُن کبوتروں کی نسل سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غارِثور میں قیام کے دوران غار کے دروازے پر گھونسلے بناڈالے تھے۔

۞

ارشادنمبر:۷۳

۞فارسی متن:

پیردست گیرایں فقیردرج ذیل ارشادوایں حکایت فرمودکہ:

''درابتداءحال پیش مولانانظام الدین صیرفی کہ استاذمولانانصیرالدین بحاث بودندمی خواندم، درمدرسہ ہرروز ہزدہ سبق قراءۃً وسماعاًمی شدودراوان تعلم باعث درویشی دردل پیدا آمد، کفنی بوسیدم وترک دراع ودستارکردم، روزدرگورستان وشب بیداری بودم، کتب سلوک بیش نہادم درہمہ کتاب سلوک دیدم کہ سیرسلوک دیدم کہ سیرسلوک بی پیربیم ضلالت وہلاکت است، درطلب پیرشدم آں روزہاخدمت شیخ سلیمان قدس اللہ سرہ العزیزدرمَیْ بُوْن ارشادمی کردند، درکتب می دیدم کہ پیرعالم باید اطمینان قلب نشدکہ جائے پیوندکنم، درآں وقت طبل شاہی ونوبۃ سجزی سلطان المشایخ نظام الحق والشرع والدین دراطراف واکناف می زدندعشق غالب شدکہ دربلدآں قطب خودراوبرم سبب عیال واطفال رخصت سفرنیافتم وشبہابعجز وزاری ازخدائے می خواستم تادرسلک مریدان ایشاں منسلک کردم ہمدریں بودم کہ روزے گورستان نمازگاہ لکھنوتی زیارت می کردم پیری نورانی دیدم کہ انوارصلاحیت درجبین ایشاں لامع ولائح بوداز احوال ایشاں استفساری کردم فرمودکہ ماچندمریدشیخ نظام الحق والشرع والدین بحکم حرمان شیخ برابرخلیفہ شیخ برابرخلیفہ ایشاں شیخ سراج الحق والدین ازدہلی رسیدہ ایم ،شکرخدائے تعالیٰ بجاآوردم برابرایشاں بخدمت شیخ رفتم درخاطرگزشت، چنداں بخوانم کہ

عالم خواہند بود، بیان خواہند فرمود چند آیہ از'' والذین جاھدوافینا لنھدینھم سبلنا''خواندم، شیخ تفسیر وشان نزول بیان فرمودند فی الحال فرخاستم وسر درقدم آوردم ودست بیعت کردم ازاں روز باز تاغایہ ہر ہیچ شیخی آمد وشدنکردم۔''[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

میں نے اپنے پیر دست گیر سے سنا ہے:

مولانا نصیر الدین بحاث کے استاد مولانا نظام الدین صیرفی سے ابتدائی دور میں میں، میں نے پڑھا ہے۔ مدرسہ میں روزانہ اٹھارہ سبق سنے سنائے جاتے تھے، تعلیم کے دوران دل میں درویشی کا جذبہ جاگا۔ جبہ و دستار چھوڑ کر کفنی پہنا۔ دن قبرستان میں اور رات بیداری میں گزرنے لگی۔ میرے پاس تصوف وسلوک کی بہت سی کتابیں تھیں۔ ہر کتاب تصوف میں ''سیر سلوک'' کا بیان میں نے پڑھا، دیکھا کہ پیر کے بغیر راہ سلوک چلنا ضلالت و ہلاکت ہے۔ میں نے پیر کی تلاش شروع کردی۔ ان دنوں شیخ سلیمان قدس سرہ ''مَیٔ بُون'' میں مصروف ارشاد وہدایت تھے۔

کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ عالم کو کسی ایک جگہ استقرار پر، اطمینان دل نہیں کرلینا چاہئے۔ اس زمانے میں سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین کا شاہی طبل اور سجزی نقارہ اطراف واکناف میں بجتا تھا، اس قطب کے شہر میں جانے کا عشق دل میں غالب ہوا۔ اہل وعیال کے سبب سفر نہ کرسکا، رات ودن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتا تھا کہ وہ مجھے ان کے مریدوں میں شامل کردے۔ اس کیفیت میں ایک روز لکھنوتی کے قبرستان کی عبادت گاہ میں ایک نورانی شکل والے بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کی بلند پیشانی سے صلاح وفلاح کی نورانیت روشن وتاباں تھی۔ میں نے حالات دریافت کئے۔ فرمایا: کہ میں شیخ نظام الحق والشرع والدین کا مرید ہوں، شیخ کے حکم پر ان کے خلیفہ شیخ سراج الحق والدین کے ساتھ دہلی سے آیا ہوں۔ میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور ان کے ساتھ شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے پڑھا ہے کہ پیر کو عالم ہونا

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:100،101، مخطوطہ۔

چاہئے۔ میں نے ''آیت: ''والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا'' کے تعلق سے چند باتیں پوچھیں۔ شیخ نے شان نزول اور تفسیر بیان کردی میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قدموں میں سر رکھ دیا اور بیعت کرلی۔ اس دن سے لیکر آج تک جو بھی شیخ آئے ان کی طرف میں رجوع نہ ہوا۔

توضیح وتشریح

اس ارشاد میں مخدوم عالم شیخ علاء الحق پنڈوی نے اپنے مرید ہونے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ ازیں قبل ان کے مرید ہونے کے سلسلے میں متعدد باتیں بیان کی جاتی تھیں۔ ہم نے بھی اپنی کتاب ''حیات مخدوم عالم'' میں ان باتوں کو لکھا ہے۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

ارشاد نمبر: ۷۴

فارسی متن:

''وفرمود وقتی شیخ نظام الحق والشرع والدین نشسہ بودند باد سخت بود، امیر خسرو تختۂ درگرفتہ ایستادہ بود، شیخ فرمود خسرو چہ گرفتہ؟ امیر خسرو گفت درخواجۂ خویش گرفتہ ام، شیخ فرمود یک درگیر محکم گیر۔''[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

میرے پیر نے فرمایا کہ:

ایک بار شیخ نظام الحق والشرع والدین بیٹھے ہوئے تھے، ہوا تیز چل رہی تھی، امیر خسرو دروازہ کا تختہ پکڑ کر کھڑے تھے، شیخ نے فرمایا: خسرو کیا پکڑے ہوئے ہو، جواب دیا: اپنے خواجہ کا در پکڑا ہوا ہوں۔ شیخ نے فرمایا: ''ایک در پکڑ، مضبوط پکڑ۔''

توضیح وتشریح

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی زبان سے سلطان المشایخ کے ارشاد کے

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص: 101، مخطوطہ۔

بیان کا مطلب یہ ہے کہ: مرید کو ''یک دیر گیر محکم گیر'' پر کامل عمل کرنا چاہیے۔ جو ایک در سے وابستہ ہو کر اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اسی در کی خاک بنے رہتے ہیں وہ اپنے مالک کی قبولیت کی سند حاصل کر لیتے ہیں۔

مرید کو چاہیے کہ مرشد کی محبت میں کھویا رہے، اپنی صفات کو شیخ کی صفات سے بدل ڈالے، اپنی ہر رضا کو رضائے مرشد میں گم کر دے، ہر اعتبار سے اپنے مرشد کی مکمل صورت بن جائے۔

ارشاد نمبر: ۷۵

فارسی متن:

مخدوم عالم پیر دست گیر ایں فقیر فرمود:

''ہر کرا در دل درد نیست او مرد نیست۔''[۱]

دل مردان دین پر درد باید　　　زمحنت فرق شان پر گرد باید

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

اس فقیر کے پیر دست گیر مخدوم عالم نے فرمایا کہ:

جس کے دل میں درد نہیں ہے وہ مرد نہیں ہے۔

دین دار انسان کا دل درد سے بھرا ہونا چاہئے۔ محنت و مجاہدہ سے اپنی مانگ بھر لینی چاہئے۔

توضیح و تشریح

صوفی کا دل ہمہ وقت اللہ عزوجل کی یاد میں روتا رہتا ہے۔ اس کے ذکر و فکر میں مگن رہتا ہے۔ وہ محبوب کی لقا و رضا کی طلب میں گراں بار رہتا ہے۔ جس صوفی کے دل میں درد نہیں ہوتا وہ صوفی نہیں ہے۔

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص: 106، مخطوطہ۔

ارشاد نمبر:۷۶

فارسی متن:

سماع است از مخدوم عالم پیر دست گیر خود طاب ثراہ:

''می نوش و می خروش و می جوش و می فروش بتضرع وابتھال از حضرت ذو الجلال شوق و محبت ولقا و رضا خواہند و اگر اندیشہ دون حق تعالیٰ در دل ابراران گذرد، استعاذہ نمایند والتجا بخدا ے تعالیٰ کنند و پیران را شفیع آرند وایں دعا بعجز وزاری در سجدہ بخوانند- اللھم انی اعوذ بك من تفرقت القلب- ومطلوبی ومقصودی جز حق تعالیٰ نباشد۔''[۱]

توئی مطلوب من از ہر چہ پرسی سوال گور را ہم ایں جوابست

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

اپنے پیر دست گیر مخدوم عالم- طاب اللہ ثراہ- سے میں نے سنا ہے کہ

''کھاتے پیتے، خوشیاں مناتے، خرید وفروخت کرتے [ہر لمحہ ہر وقت] عجز و انکساری اور ولولہ و جوش کے ساتھ بارگاہ رب ذو الجلال سے اس کی محبت وشوق اور لقا و رضا مانگتے رہو۔ نیک کاروں کے دل میں اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا خیال گزرے تو خدائے تعالیٰ کی پناہ لینا چاہئے، اس سے التجا کرنا چاہئے، پیران طریقت کو سفارشی بنانا چاہئے اور نہایت عاجزی وزاری کے ساتھ سجدہ میں یہ دعا پڑھنا چاہئے۔ اے اللہ عز وجل! دلوں میں پھوٹ ڈالنے والوں سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میرا مطلوب ومقصود صرف اور صرف تو ہی ہے۔

جس چیز کا سوال ہو تو ہی میرا مطلوب ہے۔ سوال قبر کا جواب بھی یہی ہے۔

توضیح وتشریح

جس کے دل میں ہمہ وقت یاد الٰہی بسی رہتی ہے۔ اصل میں وہی مرد کامل ہے۔ معمولات زندگی میں بھی جو خدا کو فراموش نہیں کرتا ہے، اللہ عز وجل اس کی نگرانی فرماتا رہتا ہے۔ اس کے دل میں انوار واسرار الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اسے نیک کاموں کی توفیق ملتی

[۱] مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:106، مخطوطہ۔

ہے۔ برائیوں سے وہ دور رہتا ہے۔

ارشاد نمبر:۷۷

فارسی متن:

ایں مناجات بندگی مخدوم پیر دست گیر ایں فقیر می خواندند با رقت قلب و در سجدہ بسیار بخواندند۔

''الھی الدنیا حجابی الھی العقبیٰ حجابی الھی نفسی حجابی الھی قلبی حجابی الھی روحی حجابی فارفع الحجاب یا صاحب الحجاب۔''[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

اس فقیر کے پیر دستگیر بندگی مخدوم عالم اس دعا کو رقت قلب کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور حالت سجدہ میں تو بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے:

اے اللہ عز وجل! دنیا و عقبیٰ، میری روح و جاں اور میرا دل یہ سب میرے لئے حجاب ہیں۔ اے حجابوں کے مالک! میرے حجابات کو دور کر دے۔

توضیح وتشریح

اس ارشاد کی تشریح وتوضیح کے لیے ارشاد نمبر 61 کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

ارشاد نمبر:۷۸

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است:

خود ہیچ دلی نگشت گویا   تا مرد زبان نکرد خاموش

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:106، مخطوطہ۔

پیر دستگیر سے میں نے کہا ہے کہ:

کوئی دل اس وقت تک گویا نہیں ہوتا جب تک انسان اپنی زبان کو خاموش نہ کر لے۔

توضیح وتشریح

انسان بول کر بار ہا شرمندہ ہوتا ہے، چپ رہ کر کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔جس کی زبان زیادہ بولتی ہے،اس کا دل مردہ ہوجا تا ہے۔

کسی حکیم نے کہا ہے کہ:

انسانی بدن کے تین حصے ہیں ؛ان میں سے ایک دل ہے ،دوسرا زبان اور تیسرا اعضاء وجوارح ہیں۔اللہ عزوجل نے ہر ایک جز کو ایک شرافت وکرامت بخشی ہے۔دل کو اپنی معرفت وتوحید سے شرف بخشا ہے،زبان کو کلمہ شہادت اور تلاوت قرآن کریم کی بزرگی عطا فرمایا ہے اور سارے اعضاء وجوارح کو نماز،روزہ اور کل عبادتوں سے فضیلت بخشی ہے،اور ہر حصۂ بدن پر ایک محافظ ونگہبان مقرر فرما دیا ہے،قلب انسانی کی حفاظت خود اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ کرم میں لے لیا ہے،لہذا بندے کے دل میں کیا ہے اس کا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی بندے کو نہیں ہے،اور زبان کی نگرانی کے لیے محافظ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے،فرمان باری تعالی ہے:''**وما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید**''اور جوارح بدن پر''امر ونھی'' کا نظام لاگو فرمایا ہے۔پھر اللہ تعالی ہر حصہ بدن سے وفاداری چاہتا ہے،دل کی وفاداری یہ ہے کہ وہ ایمان پر ثابت رہے،حسد نہ کرے،خیانت نہ کرے،مکر نہ کرے۔زبان کی وفاداری یہ ہے کہ چغلی نہ کرے،جھوٹ نہ بولے اور لایعنی باتوں سے گریز کرے۔اور جوارح بدن کی وفاداری یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کرے،کسی کو ایذا نہ پہنچائے۔لہذا انسان کو چاہیے کہ دل کے ذریعہ نفاق،زبان کے ذریعہ کفر اور اعضاء کے ذریعہ معاصی میں مبتلا نہ ہو۔[1]

---

[1]۔ خاموشی کے محاسن وفوائد،علی ظریف اعظمی عراقی،ترجمہ،عبد الخبیر اشرفی مصباحی،ناشر تاج الاصفیا دار المطالعہ،مخدوم اشرف مشن،پنڈوہ شریف،مالدہ،بنگال،سال اشاعت،2009ء،ص:46،47،خاموشی کے فضائل ومناقب کے لیے یہ کتاب لاجواب ہے۔مطالعہ کے قابل ہے۔

ارشاد نمبر:۷۹

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است کہ:

''الرضا بالقضاء باب الله الاعظم'' ہر کہ بباب رسد دخل بر در والبتہ میسر شود پس ہر کہ راضی بود بقضاء حق تعالیٰ بقرب حق تعالیٰ برسد البتہ۔''[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: پیر دستگیر سے میں نے سنا ہے کہ:

رضا اللہ عزوجل کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ جو دروازہ تک پہنچ جاتا ہے بلا تردد اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ لہذا جو اللہ تعالیٰ کے قضا سے راضی ہو جاتا ہے وہ اس کے قرب تک بالیقیں پہنچ جاتا ہے۔

توضیح وتشریح

رضائے الٰہی کے تعلق سے مکمل گفتگو ارشاد نمبر 65 میں کی گئی ہے وہیں رجوع کرنا چاہیے۔

ارشاد نمبر:۸۰

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است: ''درویشی مریض بود گفتند صحت خواہی گفت نی گفتند مرض خواہی گفت نی گفتند موت خواہی گفت نی گفتند حیات خواہی گفت نی گفتند پس چہ خواہی گفت ہر چہ خدائے من خواہد۔''[۲]

هوائی له فرض تعطف او جفا　　من الله عذب تکدرا وصفا
وکلت الی المحبوب امری کله　　ان شاء احیانی وان شاء اتلفا

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:111، مخطوطہ۔
۲۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:111، مخطوطہ۔

۞اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: پیر دستگیر سے میں نے سنا ہے کہ:

ایک درویش بیمار ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ صحت چاہئے؟ بولے: نہیں، پوچھا مرض چاہئے؟ بولے: نہیں، تو پھر کیا چاہئے؟ بولے: جو میرا خدا چاہے۔

میری خواہشیں اسی کے سپرد ہیں، وہ مہربانی کرے یا جفا کرے۔ جام اسی کا پینا ہے۔ گدلا عطا کرے یا صاف ستھرا دے۔

میں نے اپنے سارے کام محبوب کے سپرد کردیئے ہیں اب وہ چاہے تو جلائے یا مارے۔

توضیح وتشریح

اس ارشاد کی مکمل توضیح ارشاد نمبر 65 میں کر دی گئی ہے۔

۞

ارشاد نمبر:۸۱

۞فارسی متن:

پیر دست گیر ایں فقیر ارشاد فرمودہ:[۱]

چناں در اسم او کن جسم پنہاں — کہ می کرد الف در بسم پنہاں

۞اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

اس فقیر کے پیر دست گیر نے ارشاد فرمایا ہے:

اس کے نام میں اپنے جسم کو اسی طرح چھپا دے جس طرح بسم اللہ کے اسم میں الف پوشیدہ ہے۔

توضیح وتشریح

اس ارشاد کی توضیح وتشریح ارشاد نمبر 50 میں گزر گئی، وہیں دیکھ لینا چاہیے۔

۞

---

[۱] مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:115، مخطوطہ۔

ارشاد نمبر: ۸۲

فارسی متن:

از پیر دست گیر خود سماع است:

''رزق العوام فی یمینهم و رزق الخواص فی یقینهم۔''[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: پیر دستگیر سے میں نے سنا ہے کہ: عوام کا رزق انکی محنت و مشقت سے ملتا ہے اور خواص کا رزق ان کے یقین پر ملتا ہے۔

توضیح وتشریح

اس ارشاد کی تشریح ارشاد نمبر 58 میں گزر گئی۔

ارشاد نمبر: ۸۳

فارسی متن:

ہم از پیر دست گیر خود سماع است:

''مہتر موسیٰ صلوات اللہ علیہ را فرمان شد یا موسیٰ ہر چہ خواہی از ما خواہ اگر چہ در خمیرت نمک بباید و یا بند نعلین بگسلد۔ وقتی مہتر موسیٰ صلوات اللہ علیہ در دشت گشت می کرد، ناگاہ بند نعلین شکست، مہتر موسیٰ مناجات کرد الٰہی فرمان شدہ بود، ہر چہ خواہی از ما خواہ و از شکست بند نعلین ہم تو ئی آگاہ، فرمان شد سر بالا کن قدرت ما ببین، چوں سر بالا کرد رسی از مشرق تا مغرب دید در آں ہمہ بند ہائے نعلین آویختہ و مقدار حاجت بگیر۔''[۲]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: میں نے اپنے پیر دست گیر سے سنا ہے: پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا، اے موسیٰ! جو بھی چاہئے مجھ سے مانگ، اپنی خمیر میں نمک یا اپنے نعلین کا ٹوٹا ہوا بند بھی مجھ ہی سے طلب کر۔ ایک بار پیغمبر موسیٰ صلوات

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص: 160، مخطوطہ۔

۲۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص: 160، مخطوطہ۔

اللہ علیہ صحرا میں گشت کر رہے تھے۔ اچانک نعلین کا بند ٹوٹ گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، الٰہی! تیرا فرمان تھا کہ جو بھی چاہیئے مجھ سے مانگ، میرے شکستہ بند نعلین کی ہم فریاد کرتے ہیں۔ حکم ہوا سر اٹھا، میری قدرت دیکھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر اٹھایا، دیکھا کہ ایک رسی مشرق تا مغرب نمودار ہے۔ حکم ہوا اس رسی سے اپنی ضرورت کے مقدار لے کر نعلین کی ساری بندشوں کو درست کر لے۔

توضیح وتشریح

اللہ عزوجل پر کامل یقین کرنے والوں کی ہر خواہش وہ خود ہی پوری فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کاملین سے ہیں، انہیں کسی اور سے طلب کی کرنی ضرورت نہیں ہے۔ عام انسانوں کا یقین متزلزل ہوجاتا ہے۔ اس لیے عام انسانوں کو دوسروں سے طلب کرنا، اس ارشاد کے منافی نہیں ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے تعلیم امت کے بندوں سے طلب کیا بلکہ قرض بھی لیا ہے۔

❁

ارشاد نمبر: ۸۴

❁ فارسی متن:

پیر فقیر فرمود از زبان دربار پدر خود شنیدم کہ:

”الفقیر لا یسئال من اللہ شیئا۔“[۱]

❁ اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

اس فقیر کے پیر اپنے والد گرامی کی موتی برسانے والی زبان سے ہم نے سنا ہے کہ فقیر اللہ عزوجل سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔

توضیح وتشریح

اس ارشاد کی توضیح وتشریح کے لیے ارشاد نمبر 15 کی طرف رجوع کریں۔

❁

۱۔ مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:160، مخطوطہ۔

ارشادنمبر:۸۵

❁فارسی متن:

از پیردست گیرخودمسموع است:

’’جماعتی بحضرت شیخ بایزیدقدس سره رسیدند گفتند نفسی بخش تا طلب رزق شویم، شیخ گفت، بطلبید اگر بدانید کہ خداے شمارا فرموش کردہ است، گفتند، ما الحیلة؟ شیخ گفت ’’ترك الحیلة۔‘‘[۱]

حیلہ رہا کن عاشقا دیوانہ شو دیوانہ شو　　　دو دیدہ درآتش درآ پروانہ شو پروانہ شو

❁اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نورقطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

پیردستگیر سے میں نے سنا ہے کہ:

حضرت بایزیدقدس سرہ کے پاس ایک جماعت آئی۔ بولی: ہمیں آزاد چھوڑ دیجیے تا کہ ہم تلاش رزق کرسکیں۔ شیخ نے کہا: اگر یقین ہے کہ خداوند کریم نے آپ لوگوں کو فراموش کردیا ہےتو جایئے، رزق تلاش کیجیے! انھوں نے پوچھا: پھر معاش کا حیلہ کیا ہے؟ بولے: حیلہ! ترک حیلہ ہے۔

عاشقو! حیلہ چھوڑ دو، دیوانے بن جاؤ۔ شک وشبہ کو نذرآتش کردو، پروانے بن جاؤ۔

توضیح وتشریح

❁توکل اسباب ترک کرنے کا نام نہیں ہے:

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا‘‘[۲]

’’اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح خالی پیٹ نکلتے اور شام کو سیر ہو کر

[۱]۔ مونس الفقرا، شیخ نورقطب عالم پنڈوی، ص:161، مخطوطہ۔

[۲]۔ جامع الترمذي، کتاب الزہد، باب في التوکل علی اللہ، حدیث نمبر:2344، مکتبہ شاملہ۔

واپس لوٹتے ہیں۔‘‘

مذکورہ حدیث میں توکل کرنے والوں کو پرندوں کی مثال دکھائی گئی ہے۔مطلب یہ ہے کہ انسان اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے دل سے سچا توکل رکھے، نفع حاصل کرنے اور نقصان دور کرنے میں صرف اسی پر کلی طور پر اعتماد کرے،مفید اسباب بھی اختیار کرے، وہ ادنیٰ سبب سے بھی رزق دے گا،جس طرح وہ پرندوں کو صبح وشام تلاش کے نتیجہ میں رزق دیتا ہے۔ پرندوں کا صبح وشام اپنے گھونسلوں سے نکلنا بھی تلاش رزق ہی کی ایک قسم ہے، گو یہ بہت معمولی کوشش ہے۔

اس ارشاد میں ترک حیلہ کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسباب پر بھروسہ نہ کرے،اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل ضروری ہے۔صرف حیلہ کرنا اور توکل چھوڑ دینا مہلک ہے۔اور توکل ترک اسباب کا نام نہیں ہے۔

ارشاد نمبر:۸۶

فارسی متن:

ہم از پیر دست گیر خود شنیدہ شدہ کہ:

’’یکی بحضرت بایزید آمد، وگفت ایں جا عیش تنگ دارم در شہر دیگر بروم تا وسعتی بود شیخ گفت خدائے آں شہر را سلام من برسانی او گفت شیخا خدا ایک خدا ست در شہر دیگر خدائے کجا است شیخ گفت چوں میدانی کہ خدا یک خدا است ہموں رازق ہمہ جا است رفتن در شہر دیگر چرا است۔‘‘[۱]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ:

پیر دستگیر سے یہ بات بھی میں نے سنی ہے کہ:

حضرت بایزید قدس سرہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ بولا: اس جگہ زندگی تنگ ہے، دوسرے شہر میں جاؤں گا، امید ہے وسعت ملے گی۔شیخ نے فرمایا: اس شہر کے خدا سے میرا

ا۔ مونس الفقرا،شیخ نور قطب عالم پنڈوی،ص:161،مخطوطہ۔

سلام کہہ دینا۔اس نے کہا: شیخ! خداایک ہے۔اس شہر میں دوسرا خدا کہاں ہے؟ شیخ نے کہا: جب تو یہ جانتا ہے کہ خداایک ہے، وہی ہر شہر میں رزق دینے والا ہے تو پھر دوسرے شہر میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟

توضیح وتشریح

اس ارشاد کا مطلب بھی یہی ہے کہ بندہ کسی بھی شہر میں رزق تلاش کرے، اللہ عزوجل پر کامل اعتماد رکھے،محض شہر کو رزق کا ذریعہ تصور نہ کرے۔قرآن کریم میں زمین میں پھیل کر تلاش رزق کا حکم آیا ہے:''فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ''جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤاور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

ارشاد نمبر:۸۷

فارسی متن:

حکایتی از پیر دست گیر خود شنیدہ شد کہ:

''شیخی بود ہر چہ از فتوح آمدی ایثار کردی وچیزے نداشتی، ملازمان شیخ را دشوار نمود وایشاں را دریں قضیہ بر شیخ انکار بود، شیخ بنور فراست دانست، روزی اصحاب را طلبید، گفت مرا جاے باید رفت کاردی ورسنی باید ستدن، اصحاب شیخ فرمان برداری کردند، شیخ با ملازمان خود از شہر خود بیرون آمد، درصحراے رسید کہ آں جا مر آدمی نہ، مریدان را فرمود کوکی بکاوید، مریدان بحکم اشارۃ شیخ کوکی کافتند، گفت رسن بیارید، وشیخ گفت شما مریدان ویاران من ہستید وآں چہ گویم آں را اطاعت کنید، ہمہ گفتند فرمان داری کنیم ومخالفت امر تو نکنیم، شیخ گفت وثیقت وعہدی با من بکنید، مریدان وثیقہ وعہدی کردند کہ ہر چہ بفرمائی کنیم، شیخ گفت دست وپائے من بدین ریسمان بندید ودرین کوکی درارید، اصحاب متحیر گشتند وگفتند شیخا مقدور ما نیست ایں چنیں جرأت، شیخ گفت شما از مریدی واطاعت بیرون می آئید، مریدان اطاعت نمودند، پیر را بستند، گفت مرا دریں کوکی درآرید ونی نیزہ وبوریا دادہ بگل مسمار کنید، مریدان با دیدۂ گریان ودل بریان فرمان برداری کردند، وہر یک با دل پر درد کوشیدز یرسنگہا

نشستہ ماندند، ناگاہ شبانگاہ قافلہ آں جا رسید، سرقافلہ گفت مشعلہا برآرید بہ بینید مبادا کوئی یا چاہی باشد، شتران واسپان مان را زیان رسد، دیدند گل تازہ انباشتہ اند، گفت نباید کہ عدوی حرکت کردہ باشد، آں گل دور کردند، نی نیزہ و بوریا یافتند آں را نیز دور کردند، درون کوئی نظر کردند پیری دست و پائے بستہ یافتند، برگرفتہ برسردار قافلہ بردند، پیری با محاورہ وخوب انوار صلاحیت درجبین وی طالع ولامع بود، گفتند پیر را حال چیست؟ شیخ دم نمی زد، گفتند ایں پیر را دشمنان درکوئی کردہ اند وسبب سردی وبی طعامی سخن نمی تواند کرد، وسردار قافلہ فرمود، برائے پیر آشامی از بادام وجوز وچلغوزہ وخرما ومویز باروغن پختہ بیارید، چوں آشام آوردند، شیخ دہن نمی کشاد، گفتند از سرما دہن نشستہ است، گفت انبور بیارید ودر دندان بدارید وآشام بخورانید، انبورآوردند، شیخ دید ودر خاطر گزارنید کہ نباید در دندان من مضرتی رسد زبان کشاد وگفت تفحص کنید زیر سنگہا اگر کسے باشد بیارید، وایں حال مریدان معاینہ می کردند چوں مریدان را آوردند شیخ گفت ای سست یقینان چرا غم رزق می خورید اعتماد بر رزاق نمی کنید وبہ بینید کہ رزق کہ برائے ما داشتہ اند بتکلیف می خوراند وبی خواست ما میرسانند، مریدان مستغفر وتائب گشتند۔"[1]

اردو ترجمہ:

سیدی شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ: پیر دستگیر سے ایک حکایت میں نے سنی ہے کہ: ایک درویش تھے، جو بھی نذر و نیاز آتا، ایثار کردیتے، اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتے، شیخ کے مریدوں کو دشواری تھی، ان کو شیخ کی یہ عادت پسند نہیں آئی۔ شیخ کو نور فراست سے مریدین کی کیفیت کا علم ہوگیا۔

شیخ نے ایک دن اصحاب کو طلب کیا۔ بولے: مجھے ایک جگہ جانا ہے چھری اور رسی ساتھ میں رکھ لو۔ اصحاب نے حکم کی تعمیل کی اور شیخ اپنے اصحاب کے ساتھ شہر سے باہر نکل گئے۔ ایک ایسے صحرا میں پہنچے جہاں انسانوں کا گزر نہیں تھا۔ شیخ نے مریدین سے کہا: ایک گڈھا کھودیئے۔ مریدوں نے گڈھا کھودے۔ شیخ نے کہا: رسی لے آیئے۔ مزید فرمایا کہ آپ لوگ میرے مرید واحباب ہو، جو کہوں اس کی اطاعت کرو۔ سبھوں نے ایک سُر میں

---

[1] مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، ص:163، مخطوطہ۔

جواب دیا: ہم فرماں برداری کریں گے، آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔ شیخ نے کہا: میرے ساتھ عہد و پیمان کرو۔ مریدوں نے عہد و پیمان کیا کہ ہر حکم کی بجا آوری کریں گے۔

شیخ نے کہا: میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے اس گڈھے میں ڈال دو۔ احباب حیران وششدر رہ گئے۔ بولے: شیخ! ایسی جرأت ہماری قدرت سے باہر ہے۔ شیخ بولے: آپ لوگ میرے مرید ہو اور میرے حکم سے سرتابی کرتے ہو۔ مریدوں نے اطاعت کی۔ شیخ کو رسیوں سے باندھ دیا۔ شیخ بولے: مجھے اس گڈھا میں ڈال کر بانس بلی و بوریا رکھ کر برابر کردو۔ مریدوں نے نم ناک آنکھوں اور پُر درد دلوں سے اس کام کو انجام دیا۔

ہر شخص شکستہ دل ہو کر پہاڑ کے پیچھے بیٹھا رہا۔ اچانک اس جگہ رات کو ایک قافلہ پہنچا۔ سردار قافلہ نے کہا: مشعل لے آؤ۔ دیکھو! شاید کوئی گڈھا یا کنواں ہے۔ ہمارے اونٹوں اور گھوڑوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ دیکھا: تازہ مٹی ہموار کی ہوئی ہے۔ بولے: ہوسکتا ہے کہ کسی دشمن نے یہ حرکت کی ہو۔ مٹی دور کی گئی۔ بوریا و بانس بلی ملی۔ اس کو بھی ہٹا دیا گیا۔ گڈھے کے اندر دیکھا تو ایک ضعیف شخص ہاتھ پیر بندھا ہوا پڑا ہے، سردار قافلہ کے پاس اس کو لایا گیا۔ اس کی پیشانی میں انوار صلاحیت روشن وتاباں تھے۔

بولے: اس ضعیف کا کیا معاملہ ہے؟ شیخ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ بولے: دشمنوں نے اس ضعیف کو گڈھا میں ڈال دیا ہے، وہ بھوک اور ٹھنڈک کی وجہ سے بات نہیں کر پا رہے ہیں، اس کے لئے بادام، اخروٹ، چلغوزہ، کشمش گھی میں ابال کر جوس بنا کر لاؤ۔ جب جوس آیا۔ شیخ نے منہ نہیں کھولا۔ لوگوں نے کہا: سردی کی وجہ سے دانت بیٹھ گئے ہیں۔ چمٹا لا کر دانتوں کھول دیجئے اور جوس پلا دیجئے۔ شیخ نے چمٹا دیکھا، دل میں خیال آیا کہ دانتوں میں کہیں نقصان نہ پہنچ جائے، منہ کھول دیا۔ اور کہا کہ: دیکھو پہاڑی کے عقب میں کوئی ہے؟ اگر کوئی ملے تو انھیں یہاں لے آؤ۔ مریدوں نے اپنی آنکھوں سے اس حال کا معائنہ کرلیا تھا۔ جب مریدوں کو لایا گیا۔ شیخ نے کہا: سست یقینو! کیوں رزق کا غم کھائے ہوئے ہو۔ رزاق پر بھروسہ نہیں کرتے ہو۔ دیکھو جو رزق میرے لئے مقدر ہے بتکلف مجھے کھلایا جا رہا ہے اور میرے مانگے بغیر مجھ تک پہنچایا جا رہا ہے۔ مریدوں نے استغفار کیا اور توبہ کرلی۔

❀❀❀

باب سوم

ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی
از
"اخبار الاخیار فی اسرار الابرار"
و
ضیاء النور
ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم سے انتخاب

تمہید

یہ باب بہت وسیع ہے، معاصرین قطب الاقطاب، گنج نبات، مخدوم العالم، علاء الحق والدین، شیخ عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ کی تصنیفات کے مطالعہ کا تقاضا کرتا ہے۔ سلسلۂ نظامیہ سراجیہ علائیہ کے مشائخ کی کتابوں اور اس سلسلۂ عالیہ پر لکھی گئی کتابوں میں ارشادات مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی تلاش و جستجو کا خواہاں ہے۔ یہ کام کتنا وقت طلب اور دقت طلب ہے، اہل قلم و قرطاس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس لیے گزشتہ ابواب کی طرح اس باب کو بھی ہم نامکمل کہہ سکتے ہیں۔

اس باب کا تقاضا تھا کہ ہم سیرت و سوانح کی کتابوں میں حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے ارشادات کی جستجو کرتے، انہیں یکجا کرتے پھر ہر ایک ارشاد کے مضمون کی وضاحت کرتے مگر وقت اور وسائل کی کمی مانع رہی، ہم ایسا نہیں کر سکے۔

قطب الاقطاب، گنج نبات، مخدوم العالم، علاء الحق والدین شیخ عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشادت و فرمودات کا ایک بڑا ذریعہ محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف **''اخبار الاخیار فی اسرار الابرار''** ہے۔ تصنیفات مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر اور تصنیفات شیخ نور قطب عالم پنڈوی کے بعد، ہمارے پاس موجود مآخذ و مراجع میں سے کسی کتاب میں یکجا اتنے ارشادات دست یاب نہیں ہوئے جتنے اس کتاب میں دست یاب ہوئے۔ اسی طرح حضرت مولانا طبیب الدین اشرفی سہرساوی کا مضمون ''مختصر حالات زندی شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ'' بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جانے کے لائق ہے۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے اپنے اس مضمون میں متعدد اقوال پیش کئے ہیں۔ لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ گزشتہ کی طرح یہاں بھی پہلے کتاب اور صاحب

کتاب کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے، پھر ارشادات مخدوم العالم علیہ الرحمہ سے اکتساب کیا جائے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی- ایک مختصر تعارف

سلطان علاء الدین خلجی کا دور حکومت تھا، سال تھا ۱۲۹۴ء، آغا محمد ترک بخارا سے بھارت تشریف لائے، بادشاہ نے ارکان حکومت میں شامل کیا، گجرات کا علاقہ دیا، انہوں نے اپنی محنت سے نیک نام کمایا۔ کثیر الاولاد تھے مگر ان کی حیات ہی میں سارے لڑکے راہی عدم ہوئے، ایک لڑکا شیخ معز الدین زندہ بچا، ان ہی کی نسل سے محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی پیدا ہوئے۔ سال ولادت ۱۵۵۱ء ہے۔

تین ماہ کی قلیل مدت میں شیخ نے پورا کلام پاک ختم کیا، ایک ماہ میں لکھنا پڑھنا سیکھا، تیرہ سال کی عمر میں منطق وکلام پر مکمل عبور حاصل کیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں جملہ مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع ہو گئے۔

حجاز مقدس کا سفر ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۸ء میں کیا اور کئی سال تک حرمین شریفین کے اولیائے کبار اور علمائے زمانہ سے استفادہ کیا۔ بالخصوص شیخ عبد الوہاب متقی خلیفۂ شیخ علی متقی کی صحبت میں علم حدیث کی تکمیل کی۔

حجاز مقدس سے واپس آ کر دہلی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور اکبری الحاد وبے دینی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، علم حدیث کی نشر واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

اپنے والد محترم کے ہاتھ پر ہاتھ دیا، بیعت وارادت کا شرف پایا، طریقت وسلوک کا علم حاصل کیا، پھر ان ہی کی ایما پر سلسلہ قادریہ میں موسیٰ پاک شہید ملتان کے دست اقدس پر طالب ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں شیخ عبد الوہاب متقی سے سلاسل چشتیہ، قادریہ، شاذلیہ کی اجازت وخلافت حاصل کی۔

شیخ دہلوی علیہ الرحمہ نے ۹۶ سال کی عمر پائی، پورے فضائے ہندوستان کو نور علم سے روشن کر دیا، ۲۱ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۹ جون ۱۶۴۲ء میں وصال فرمایا۔

مختصر تعارف اخبار الاخیار

اخبارالاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی بلند پایہ تصنیف ہے، فارسی زبان میں لکھی گئی۔اس میں پاک و ہند کے تقریباً تین سو اولیاء کرام کے سوانحی خاکے ہیں۔شیخ دہلوی نے زمانۂ حیات کے اعتبار سے اس کتاب میں صوفیائے کرام کے تین طبقے مقرر کئے ہیں۔پہلے طبقہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ سے حضرت شیخ فخر الدین علیہ الرحمہ تک ۲۰ اولیائے کرام کا تذکرہ شامل ہے۔دوسرے طبقہ میں حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ سے حضرت مولانا حافظ احمد علیہ الرحمہ تک ۴۳ صوفیائے کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے اور تیسرے طبقہ میں حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمہ سے حضرت مولانا شیخ احمد بخشی علیہ الرحمہ تک ۱۹۲ صوفیائے کرام کے حالات شامل ہیں۔اس کے علاوہ چند مجاذیب اور خواتین صالحات کے تذکرے ہیں۔کتاب میں اکثر چشتی مشائخ کے احوال لکھے گئے ہیں اور دیگر سلاسل کے بزرگوں کے احوال نہایت قلیل ہیں۔کتاب کی مقبولیت کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ زمانۂ تالیف سے لے کر موجودہ دور تک برابر پڑھی جاتی رہی ہے۔ہمارے پاس فارسی کے دو نسخے اور اردو ترجمہ کا ایک نسخہ موجود ہے۔آیئے اس کتاب مستطاب میں درج حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ارشادات سے قلب و ذہن کو روشن کرتے ہیں۔

۞

فصل اول

منتخب ارشادات
از- کتاب اخبار الاخیار فی اسرار الابرار

محقق علی الاطلاق، شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب ''اخبار الاخیار'' میں درج ارشادات مخدوم العالم علیہ الرحمہ میں سے بعض پر ہمارا اعتماد کلی ہے کہ یہ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہی کے ارشادات ہیں، ان کے شواہد بھی موجود ہیں۔ بعض ارشادات ایسے ہیں جن پر ہمیں کلام ہے، اس پر مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

ارشاد نمبر:۸۸

فارسی متن:

روزے قلندران درخانقاہ شیخ علاء الحق فرود آمدہ بودند، گربہ ہمراہ داشتند، برفت قلندران گفت: شیخ گربۂ ما بیار، شیخ گفت: ''گربہ کجا یابید''؟ قلندرے گفت برشاخ یا ہوی نمائی، فرمود: ''ہم از شاخ بیابی''، ودیگرے خصیہ نمود، فرمود: ''از خصیہ بیابی۔''[۱]

اردو ترجمہ:

منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ علاء الدین کی خانقاہ میں کچھ قلندر آئے، ان کے ساتھ ایک بلی تھی جو یہاں آکر گم ہوگئی، قلندروں نے شیخ سے کہا کہ: ہماری بلی تلاش کیجئے، شیخ نے کہا کہ: ''تم بلی کہاں سے لائے تھے''؟ ایک نے کہاں کہ: ہرن کے سینگ سے، آپ نے فرمایا: تم کو سینگ ہی مارے گا۔'' دوسرے نے خصیہ دکھادیا [ہم یہاں سے لائے تھے]

[۱] اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ۱۴۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

آپ نے فرمایا کہ: ''تجھے یہی ملے گا۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی اس گفت وشنید کے بعد وہ قلندران خانقاہ علائیہ سے باہر آئے، ان کے ساتھ جو حادثہ پیش آیا وہ ملاحظہ کریں:

گفتۂ اوگفتہ اللہ بود:

''جب قلندر خانقاہ سے روانہ ہوئے تو سامنے سے ایک طاقتور بیل آ رہا تھا، اور جس قلندر نے شاخ آہو سے بلی لانے کو کہا تھا اسے اپنے سینگوں پر اٹھالیا اور زمین پر دے مارا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اور جس نے خصیوں سے بلی لانے کو کہا تھا اس کے خصیے اس قدر سوج گئے کہ وہ اسی وقت مر گیا۔ یہ دونوں قلندر اپنی گستاخی کی سزا کو پہنچ گئے۔''[۲]

قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ قابل احترام شخصیات کی گستاخی کی سزا اللہ عزوجل دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ سورۂ لہب اور ان جیسی آیتوں کی شان نزول یہی بتاتی ہے۔ کتب اسلامی کے شائقینِ مطالعہ سے یہ باتیں پوشیدہ نہیں ہیں۔ مقبولانِ بارگاہ الٰہی کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو اللہ عزوجل رد نہیں فرماتا، قبول فرماتا ہے۔ نفاذ میں دیر ممکن ہے، اندھیر نہیں ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے   پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ارشاد نمبر: ۸۹

فارسی متن:

خادم را فرمود: ''ہر روز خرچ از آنچہ داشت دو چنداں کند۔''[۳]

اردو ترجمہ:

شیخ علاء الحق پنڈوی نے اپنے خادموں سے فرمایا کہ:

---

[۱]۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۱۰، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

[۲]۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج: ۲، ص: ۲۴۷، ۲۴۸، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱، محدث عبد الحق دہلوی، اخبار الاخیار، ص: ۳۱۰، ۳۱۱، دانش بکڈپو دیوبند، سن اشاعت ندارد۔

[۳]۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ۱۴۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

”پہلے جتنا خرچ کرتے تھے اب اس سے دوگنا خرچ کرو۔“[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کا پس منظر درج ذیل تحریر میں پڑھئے اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی خدمات کا اندازہ کیجئے:

❁ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی فیاضی:

خانقاہ درویشوں اور مشائخ کی رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں، خانقاہ ایک روحانی تربیت گاہ یا بعد وصالِ شیخ مقبرۂ شیخ کی زیارت گاہ ہوتی ہے؛ مگر حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی خانقاہ علائیہ صرف روحانی تربیت گاہ نہیں تھی۔ یہ علم دین حاصل کرنے والے طلبہ، تحقیق و تدقیق کرنے والے علما وفضلا اور سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرنے والے صوفیا وعرفا کا مسکن تھی۔ یہ غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور بے سہاروں کی بھوک مٹانے کا لنگر خانہ تھی۔ یہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی، دیگیں گرم رہتی تھیں۔ یہاں ہمہ وقت حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی اور کرم وبخشش کا دریا موجزن رہتا تھا۔ یہاں کی ضیافت ومہمانی کی دور ودراز علاقوں میں شہرت تھی۔ یہاں کا آوازہ رفتہ رفتہ دربار سلطانی تک پہنچ چکا تھا، اس بے پناہ سخاوت وفیاضی نے بادشاہ کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیا تھا کہ شیخ علاء الحق پنڈوی کے والد وزیر خزانہ ہیں، ان کا بیٹا سلطنت کا مال دریا دلی سے بہاتا ہے، بادشاہ اس دریا دلی کو دیکھ کر حواس باختہ ہوگیا، آپ کو پنڈوہ شریف چھوڑ دینے کا حکم صادر کر دیا۔ سنار گاؤں[۲] میں قیام کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ سنار گاؤں میں پہنچنے کے بعد حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے اپنے خادموں کو حکم دیا: ”پہلے جتنا خرچ کرتے تھے اب اس سے دوگنا

---

[۱]۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۱۰، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

[۲]۔ سنار گاؤں مسلمانوں کے عہد میں مشرقی بنگال کا دار الحکومت تھا، اب یہ مقام، غیر معروف مقام ہے جو کسمپرسی میں پڑا ہوا ہے اور پینام [Painam] کے نام سے ضلع ڈھاکہ میں شامل ہے، دریائے برہمپتر اس سے دو کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے، سنار گاؤں کے اطراف میں ویران مسجدوں کے نشانات پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بڑا اسلامی شہر تھا، یہ اس شاہی سڑک کا منتہیٰ تھا جس کو شیر شاہ نے بنوایا تھا۔ تاریخ دعوت وعزیمت ج: ۳، ص: ۱۸۰، ابو الحسن علی ندوی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو، سن اشاعت جولائی ۲۰۰۶ء۔

خرچ کرو۔‘‘[۱]

ع: ہے برکت کا ذریعہ سخاوت کا سایہ

ارشاد نمبر:۹۰

فارسی متن:

می گفت: ’’کہ عشر عشیر آنچہ مخدوم من داشت از خرچ ندارم۔‘‘[۲]

اردو ترجمہ:

شیخ علاء الحق پنڈوی فرمایا کرتے تھے:

’’میرے شیخ جتنا خرچ کرتے تھے، میں اس کا عشر عشیر بھی خرچ نہیں کرتا۔‘‘[۳]

توضیح وتشریح

آئینۂ ہند اخی سراج الدین عثمان کی بے مثال سخاوت:

غوث العالم، مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:

’’مرید تابع صفات پیراست۔‘‘

مرید صفاتِ پیر کا تابع ہوتا ہے۔قارئین کرام نے شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی کے بارے میں پڑھا، ان کی یہ فیاضی اپنے پیرومرشد کی اتباع میں تھی، ان کے مرشد گرامی آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ بہت بڑے سخی تھے۔ شیخ علاء الحق پنڈوی نے اپنے مرشد برحق کی سخاوت وفیاضی کا بیان ایک ہی جملہ میں کر دیا۔ آئے اس ایک جملہ کی مختصر تشریح مورخین کی زبانی سن لیں:

آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کی خانقاہ، ضلع مالدہ کے قریب سعد اللہ پور نامی جگہ میں تھی، متلاشیان معرفت کے لیے واقعی خانقاہ تھی، غربا ومساکین

۱۔ تفصیل ہماری کتاب ’’حیات مخدوم العالم‘‘ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ۱۴۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

۳۔ اخبار الاخیار مترجم، ص:۳۱۰، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

اورلاچار ومجبوروں کے لیے سرائے تھی، کھانا، پینا، اڑھنا، بچھونا سب مفت میں ملا کرتا تھا، دووقت کا کھانا ملتا تھا، شاہی مہمانوں کی طرح کھلایا جاتا تھا۔

جناب محمد غلام رسول صاحب نے اپنی کتاب ''چشتی نظامی صوفی آرڈر آف بنگال'' میں لکھا ہے کہ:

''The Shaikh also started a free kitchen where the beggars and mendicants used to get food at all times.''

حضرت شیخ اخی سراج نے ایک لنگر خانہ جاری کیا تھا جہاں فقرا اور بے سہارا لوگوں کو ہمہ وقت مفت میں کھانا ملتا تھا۔''[۱]

انٹرنیٹ کی مشہور ویب سائٹ صوفی ویکی ڈاٹ کام میں لکھا ہے کہ:

''After settling down in Lakhnauti, he established a huge langar(kitchen) where free food was distributed to the poor and destitute.''.

لکھنوتی میں قیام پذیر ہونے کے بعد آپ نے ایک بہت بڑا لنگر خانہ قائم کیا تھا جہاں غربا وفقرا کو مفت میں کھانا ملتا تھا۔''[۲]

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اس قسم کے اخراجات کے بارے میں فرمایا کہ:

میرے مخدوم (اخی سراج) کے اخراجات کا دسواں حصہ بھی میں خرچ نہیں کرتا۔''

حضرت اخی سراج علیہ الرحمہ کے رفاہی اور فلاحی کاموں کی جانکاری کے لیے ہماری کتاب **''آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان-احوال وآثار''** کا مطالعہ کریں۔

آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان اودھی رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانہ کا اثر

---

[۱]۔ چشتی نظامی صوفی آرڈر آف بنگال، غلام رسول، ص: ۸۳، مملوکہ ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری دہلی، ایسوسیشن نمبر ۱۲۸۳۳۲، مندرجہ بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۱ء۔

[۲]۔ دیکھئے: sufiwiki.com صفحہ akhi_siraj۔

آج بھی روضۂ پاک پر دیکھنے کو ملتا ہے، درگاہ معلیٰ میں روزانہ بالخصوص جمعرات و یکشنبہ کو اتنی قربانیاں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہیں کہ کوئی بھی اجنبی مسافر وہاں سے بھوکا نہیں لوٹتا۔اور باطنی فیوض اس قدر عام ہے کہ ان کا وسیلہ لے کر مانگنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔

ع: نفس نفس پہ یہاں رحمتوں کی بارش ہے

ایک اہم اور ضروری نوٹ:

درج ذیل سات ارشادات شمار نمبر ۷۳ تا ۸۰ ہم نے اخبار الاخیار سے منتخب کیا ہے۔ان ارشادات کو مترجمین اخبار الاخیار نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی طرف منسوب کیا ہے، ترجمہ سے یہی ظاہر و باہر ہے۔ہم نے اصل فارسی نسخہ میں غور کیا، ہمارا غالب گمان یہ ہے کہ یہ ارشادات واقوال جانشین مخدوم العالم ،نور قطب عالم شیخ احمد پنڈوی علیہ الرحمہ کے ہیں۔ یہ گمان ہی ہے یقین نہیں۔اس کی تین وجہیں ہیں:

[۱] اصل فارسی عبارت ''شیخِ نور الحق والدین فرمودہ'' بکسر 'شیخ' پڑھا جائے تو ترجمہ ہوگا 'نور الحق والدین کے شیخ کا فرمایا ہوا ہے، مترجمیں اخبار الاخیار نے یہی ترجمہ کیا ہے۔اور'' شیخ نور الحق والدین فرمودہ'' بسکون 'شیخ' پڑھا جائے تو ترجمہ ہوگا: نور الحق والدین کا فرمایا ہوا ہے۔ ہمارا گمان اسی طرف ہے۔

[۲] ان میں سے بعض قلیل اقوال کا انتساب دوسری کتابوں میں شیخ علاء الحق پنڈوی کی طرف اور بعض کثیر کا انتساب شیخ نور الحق والدین کی طرف کیا گیا ہے۔

[۳] جگہ جگہ ''می گوید'' کا لفظ آیا ہے، اس کا فاعل شیخ نور قطب عالم نہیں بلکہ آپ کے مرید وخلیفہ شیخ حسام الدین مانک پوری ہیں۔ہم نے ان اقوال کو شامل کتاب کرلیا ہے، اس کی بھی دو وجہیں ہیں:

[۱] افادۂ عام مقصود ہے اور

[۲] اس بات کا لحاظ کیا گیا ہے کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے اقوال غیر یقینی صورت حال کی بنا پر شامل کتاب ہونے سے رہ نہ جائے۔ان اقوال کے حقیقی قائل کا فیصلہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، مزید تحقیق جاری ہے۔-والله أعلم بحقيقة الحال-

ارشاد نمبر: ۹۱

فارسی متن:

وہم وی می گوید کہ شیخِ نور الحق والدین فرمودہ:

''مشائخ پیشینیہ نود و نہ منزل قرار دادہ اند تا سلوک تمام گردد بعدد اسمائے الٰہی، وپیران ما پانزدہ منزل متعین کردہ اند، ایں فقیر سہ منزل اختیار کرد۔ منزل اول: **حاسبوا قبل أن تحاسبوا**۔ منزل دوم: **من استوی یوماہ فھو مغبون**۔ منزل سوم: **عبادۃ الفقیر نفی الخواطر**۔ بدیں عملہا کار سالک تمام گردد ان شاء اللہ تعالیٰ۔''[۱]

اردو ترجمہ:

''شیخ نور قطب عالم فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ نے فرمایا کہ:

''بزرگانِ سلف نے اسماء الحسنیٰ کی طرح سلوک کی بھی ننانوے منزلیں مقرر کی ہیں تاکہ سالک ان تمام مراحل پر چل کر مکمل ہو سکے، اور ہمارے بزرگوں نے سلوک کی پندرہ منزلیں مقرر کی ہیں اور اس فقیر نے مختصر کر کے صرف تین مقرر کر دی ہیں۔

منزل اول: یہ کہ خدا کے ہاں حساب ہونے سے پہلے ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا جائے۔

منزل دوم: یہ کہ جس کے دو دن برابر رہے [نیکی نہ کرنے میں] وہ خسارے میں ہے۔

منزل سوم: یہ ہے کہ فقیر اس طرح عبادت کرے کہ دل کے تمام خیالات ختم ہو جائے۔''[۲]

توضیح و تشریح

سلوک کے منازل کثیر ہیں، ننانوے اور پندرہ کی تعداد تلاش کرنے میں ہم ناکام رہے۔ قرآن شریف میں ہے:

''اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ'' [سورۂ شوریٰ: ۱۳]

اللہ جسے چاہتا ہے اپنے حضور میں [قرب خاص کے لیے] منتخب فرما لیتا ہے اور اپنی طرف راہ دکھا دیتا ہے [ہر] اس شخص کو جو [اللہ کی طرف] قلبی رجوع کرتا ہے۔ جب

---

[۱]۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۲، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

[۲]۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۲۷، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

اللہ کریم کسی بندہ کا انتخاب کرلیتا ہے اس کے لیے ہر منزل آسان فرما دیتا ہے۔اس ارشاد میں جن تین منزلوں کا بیان ہے اس کی قدرے تفصیل یہ ہے:

محاسبۂ نفس وقت کی اہم ضرورت:

محاسبۂ نفس کیا ہے؟ نفس کے احوال وکیفیات کو ٹٹولنا، روحانی خطرات کی نگرانی کرنا اور ہمہ وقت اس کو شر سے بچائے رکھنے کی فکر کرنا۔

قرآن کریم میں نفس کی کئی قسموں کا بیان ہے؛ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ، نفس راضیہ، نفس مرضیہ وغیرہ۔سب سے خطرناک نفس امارہ ہے۔سورۂ حشر میں اللہ عزوجل نے عمومی طور پر فرماتا ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔''

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔

[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ حشر:۱۸]

اور نفس امارہ کے بارے میں فرمایا:

''وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي''

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، بیشک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔[ترجمۂ کنزالایمان: سورۂ یوسف:۵۳]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس کو شر سے بچائے رکھنے کو صدقہ قرار دیا ہے۔حدیث شریف میں ہے:

''احبِس نَفسَكَ عَنِ الشَّرِّ فإنَّها صَدَقَة تَصَدَّقُ بها على نَفسِكَ'' رواہ احمد ورجالہ ثقات۔

اپنے نفس کو شر سے بچا کر رکھو، بلاشبہ یہ تمہاری جان کا صدقہ ہے۔امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے، سارے راوی ثقہ ہیں۔[۱]

آج ہمارے اندر خوبیاں کم خامیاں زیادہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو آئینہ کی طرح صاف وشفاف سمجھ لیا ہے اور دوسروں کو غلطیوں کا پلندہ خیال

۱۔ مجمع الزوائد، بیہقی، ج:۷، ص:۲۶۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، سال اشاعت ۱۴۰۸ء، مطابق ۱۹۸۸ء۔

کرلیا ہے۔خود احتسابی، محاسبۂ نفس اور اپنے اندر کی کوتاہیوں کی جستجو کرنا چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ ''ہم چنیں دیگرے نیست'' کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ایک عقل منداور دانا انسان کی علامت یہ ہے کہ وہ گاہے گاہے اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔یہ تصوف کی پہلی منزل ہے۔

ہر عمل کا محاسبہ کرلے   پاس آتی ہوئی قضا سے ڈر

❁ نیکی کرنے میں ترقی چاہیے:

قرآن کریم میں زندگی کے بہترین اصول بتائے گئے ہیں، ان میں سے ایک کا بیان اس آیت کریمہ میں ہوا ہے:

''فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ۔وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔''

جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔'' [ترجمہ کنز الایمان، سوۂ زلزلہ:۷،۸-]

مذکورہ آیت پاک سے ثابت ہوا کہ نیکی اور بھلائی کا کوئی کام نہ چھوڑا جائے کہ اس کا ثواب ملنا ہے اور بدی و برائی کا کوئی کام نہ کیا جائے کہ اس کا عقاب ملنا ہے۔حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔''

البتہ نیکیاں زیادہ سے زیادہ کرے کہ یہی سامان آخرت ہے۔نیکیاں جب زیادہ ہوں گی تو یہ ثمرات حاصل ہوں گے:

❁ کثرت نیک اعمال کی فضیلت لمبی عمر اور کثرت مال سے زیادہ ہے، وہ ملے گی۔
❁ نیکیاں زیادہ کرنے سے دنیا کی رغبت کم ہوگی، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔
❁ ہر دن نیکیوں میں اضافہ کرنے والا شخص اس بندہ سے زیادہ خوش نصیب ہے جس کی نیکیاں گناہوں کے برابر ہیں۔
❁ نیکیاں زیادہ ہوں گی تو جنت میں درجات بھی بلند ہوں گے۔
❁ نیکیاں زیادہ ہوں گی تو میزان عمل میں نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔
❁ نیکیاں زیادہ ہوں گی تو بعض گناہ نیکیوں کے بدلے معاف کرانے کے بعد بھی باقی

بچیں گی، بخشش کا سرمایہ ہوں گی۔

حضرت امام محمد بن محمد غزالی فرماتے ہیں:

''جس کی غیبت کی (اُس کو پتا چل گیا اور اب) وہ مر گیا یا غائب ہو گیا اُس سے کس طرح مُعافی مانگے؟ یہ مُعامَلہ بہت دشوار ہو گیا! لہٰذا اب چاہیے کہ خوب نیکیاں کرے تا کہ قِیامت میں اگر اِس کی نیکیاں غیبت کے بدلے دے دی جائیں جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رَہ جائیں۔[۱]

حضرت سیِّدُ نا شیخ عبدُ الوَہّاب شَعرانی نقل کرتے ہیں:

میرے بھائی افضلُ الدّین فرماتے ہیں:

نیک اعمال زیادہ کرتا ہوں تا کہ قیامت کے دن میرے پاس اعمال میں سے کچھ نہ کچھ ہو، جو کہ ان کو دیا جا سکے جن کا میرے ذمّے (حقوقُ العباد کے تعلّق سے) مال یا عزّت کا کچھ مطالبہ ہو۔[۲]

۞عبادت میں خشوع وخضوع چاہیے:

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھتے تھے، ان کی حالت اس طرح ہوتی تھی گویا ان کے سر پر چڑیا بیٹھی ہو۔ ابوداؤ شریف میں ہے، حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہ حولہ کأَنَّ علی رؤسھم الطیر''

میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔''[۳]

یعنی صحابۂ کرام دنیا کے سارے خیالات سے آزاد ہو کر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین سنا کرتے تھے، اس سے بڑھ کر خشوع وخضوع کی مثال شاید کہیں ملے۔

حدیث جبریل میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[۱]۔ غیبت کی تباہ کاریاں، ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری، ناشِر مکتبۃُ المدینہ، بابُ المدینہ، کراچی، سال اشاعت ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء بحوالہ رَدُّ المُحتار، ج:۹، ص:۶۷۷۔

[۲]۔ مرجع سابق، نفس صفحہ، بحوالہ تَنبِیہُ المُغتَرِّین، ص:۱۹۱۔

[۳]۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب الرجل یتداوہ، ج:۲، ص:۱۸۳، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور۔

''اعبدِ اللہ کانّك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك'' اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے۔''[۱]

عبادات میں ترک خشوع و خضوع سے اعادہ مستحب نہیں:

عبادات میں خشوع و خضوع ترک ہو جائے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''فی الاشباہ لاتحسب اعادتہا لترک الخشوع[۲]و فی الغمز عن الملتقط قول بعض الزھاد من لم یکن قلبہ فی الصلاۃ (مع الصلٰوۃ) لا قیمۃ لصلاتہ لیس بشیئ'[۳]

اشباہ میں ہے ترکِ خشوع کی بنا پر نماز کا اعادہ مستحب نہیں، اور غمز میں ملتقط کے حوالے سے ہے کہ بعض زاہدوں کے اس قول کی کوئی حقیقت نہیں کہ جس کا دل نماز میں حاضر نہ ہو اس کی نماز کی کوئی قیمت نہیں''، ہاں نماز کا کمال، نماز کا نور، نماز کی خُوبی، فہم و تدبّر و حضور قلب پر ہے۔''[۴]

ارشاد نمبر: ۹۲

فارسی متن:

فرمود: ''خدائے تعالیٰ چندیں خلق راسخر ما گردانیدہ است بعضے سجدہ می کنند و بعضے پائے می لیسند و بوسہ می زنند و مصافحہ می کنند و بناید کہ فردائے قیامت سر ما پایمال ایشاں گردانند۔''[۵]

۱۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الایمان، ج:۱ص:۱۲، قدیمی کتب خانہ، کراچی؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج:۱ص:۲۹، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

۲۔ الاشباہ والنظائر، کتاب الصّلوٰۃ، ج:۱ص:۲۱۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔

۳۔ غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر، کتاب الصّلوٰۃ، ج:۱ص:۲۱۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔

۴۔ تفصیل دیکھئے: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الصلوۃ، ج:۶، ص:۵۱، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

۵۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

❁ اردو ترجمہ:

شیخ نے فرمایا کہ: ''اتنی مخلوق میری فرماں بردار ہے، ان میں سے بعض لوگ سجدہ کرتے ہیں اور بعض میرے پاؤں دباتے ہیں اور بوسے دیتے ہیں اور بعض مصافحہ کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز یہی لوگ میرا سر کچل دیں۔''[۱]

توضیح وتشریح

صفحات گزشتہ پہ ہم لکھ آئے ہیں کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ جب نماز جمعہ وعیدین سے واپس ہوتے تھے تو ہزاروں لوگ آپ سے مصافحہ اور پابوسی کرتے تھے، جو قریب نہیں پہنچ پاتے تھے وہ دور ہی سے سر زمین پر رکھ دیتے تھے۔ رجوع خلق کے اس ازدہام سے حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ خوف زدہ ہیں کہ اللہ کریم کی بارگاہ میں اگر کوئی میرے خلاف استغاثہ کرے تو میں کیا جواب دوں گا۔

❁ ماتحتوں کے بارے میں سوال:

بروز حشر اللہ کریم بندوں سے ان کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کرے گا۔ بادشاہ سے رعایا کے بارے میں، استاد سے شاگرد کے بارے میں، شیخ سے مرید کے بارے، والدین سے اولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، آدمی اپنے اہلِ خانہ پر نگہبان ہے اور اس سے قیامت کے دن ان کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔''[۲]

اس لیے بیٹا کو سعادت مند، مرید کو صادق، شاگرد کو مثالی اور بیوی کو فرماں بردار ہونا چاہیے، اسی طرح والد کو شفیق، شیخ کو مہربان، استاد کو رحمدل، شوہر کو مثالی، پڑوسی کو بے ضرر اور نگراں کو بہتر ہونا چاہیے۔ ہر ایک کو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنی چاہیے اور اس کا صلہ بندوں سے طلب نہ کر کے اللہ عزوجل سے کرنی چاہیے کہ وہی بہترین بدلہ دینے والا ہے۔

---

[۱]۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۲۸، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔
[۲]۔ صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث نمبر: ۸۹۳، ص ۰۷، بدون ''یوم القیامۃ''۔

ہم بزرگوں کی روایت سے جڑے ہیں بھائی　　　　نیکیاں کر کے کبھی پھل نہیں مانگا کرتے

۞

ارشاد نمبر:۹۳

۞ فارسی متن:

وہم می گوید کہ شیخ می فرمود: ’’نہایت ریاضت آنست کہ ہر وقت کہ دل را بجوید ملازم حق سبحانہ یابد چہ درخواب وچہ در بیداری چناں چہ طفل چوں بر محبت چیزے خواب کند بعد از انتباہ ہماں چیز را طلبد۔‘‘[۱]

۞ اردو ترجمہ:

میرے شیخ علاء الحق فرمایا کرتے تھے کہ:

’’ریاضت کی آخری حد یہ ہے کہ فقیر ہر وقت سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے اپنے قلب کو یادِ الٰہی میں مشغول رکھے، جیسے وہ بچہ جو سوتے وقت کھیل میں مصروف تھا اور سو گیا جب وہ بیدار ہوگا تو اسی کھیل کی تلاش کرے گا پھر اسی میں مشغول ہو جائے گا۔‘‘[۲]

توضیح وتشریح

ریاضت ومجاہدہ، مراقبہ ومحاسبہ وغیرہ کا نتیجہ یہ ہے کہ بندہ کو اللہ عزوجل سے حقیقی دوستی ہو جاتی ہے۔ حقیقی دوستی کی ایک علامت یہ ہے کہ دوست ہمہ وقت اپنے دوست کے ذکر وفکر میں رہتا ہے، یہی ریاضت ومجاہدہ کی انتہا ہے اور یہی اللہ عزوجل سے پکی دوستی کی علامت ہے۔

۞

ارشاد نمبر:۹۴

۞ فارسی متن:

وہم می گوید کہ در وقتے کہ مرا وداع کرد فرمود:

’’در سخا ہم چوں آفتاب باشی و در تواضع ہم چوں آب و در تحمل چوں زمین وجفائے

---

[۱]۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

[۲]۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۲۸، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

خلق بکش۔''[۱]

اردو ترجمہ:

شیخ نورقطب عالم کہتے ہیں کہ میرے شیخ نے مجھے رخصت کرتے وقت یہ فرمایا تھا کہ: ''اے نورالحق! سخاوت میں سورج کی مانند، تواضع وانکساری میں پانی کی مثل اور بردباری میں مٹی کی طرح ہوکر لوگوں کے جوروستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہنا۔''[۲]

توضیح وتشریح

حضرت شیخ احمد نورالحق پنڈوی علیہ الرحمہ جب خرقۂ خلافت سے سرفراز کئے گئے تو حضرت مخدوم العالم شیخ علاءالحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے آپ کو سنارگاؤں میں خدمت دین میں مشغول ہونے کا حکم دیا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ سنارگاؤں میں حضرت شیخ نورقطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں پچاس ہزار غیر مسلموں نے کلمہ پڑھا۔ اگر مذکورہ بالا ارشاد شیخ علاءالحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہی کا ہے جیسا کہ مترجمین اخبارالاخیار نے ترجمہ کیا ہے تو رخصت سے مراد یہی رخصت ہے۔ اور اگر یہ ارشاد شیخ نورقطب عالم پنڈوی کا ہے تو مخاطب شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمہ ہیں اور رخصت سے پنڈوہ شریف سے مانک پور رخصت ہونا مراد ہے۔

مخدوم العالم شیخ علاءالحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد بہت جامع ہے۔ اسی مفہوم کا ایک قول عطائے رسول خواجۂ خواجگان معین الدین غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی منقول ہے۔

سختیاں برداشت کرنا حوصلہ مندی کی دلیل:

اس قول میں سخاوت، عاجزی اور بردباری کا درس دیا گیا ہے۔ لوگوں کی سختیاں برداشت کرتے رہنے کا سبق سکھایا گیا ہے۔ ہرایک کی تشریح وتوضیح طوالت سے خالی نہیں، لہٰذا صرف صعوبتوں کو برداشت کرنے پر چند سطریں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اخبارالاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

۲۔ اخبارالاخیار مترجم، ص: ۳۲۸، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

اس عدم برداشت کے دور میں لوگوں کی سختیوں کو برداشت کرنا، مجاہدۂ نفس سے کم نہیں ہے۔ معاشرہ میں دوطرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خیرخواہی کی امید وابستہ ہوتی ہے، ان کے قرب سے امن وآمان مستفاد ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خیرخواہی کی امید نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے قرب سے اَمن مستفاد ہوتا ہے۔ پہلی قسم کی بہ نسبت دوسری قسم کے افراد کی باتیں برداشت کرنا بلند حوصلہ ہونے کی نشانی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی سختیاں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں کہ اگر وہ پہاڑوں پڑتیں تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتے، دنوں پر اتاری جاتیں تو رات بن جاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہزاروں واقعات ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ایذاؤں کا برداشت کرنا اور مجرموں کو قدرت کے باوجود بغیر انتقام کے چھوڑ دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا، ہاں اللہ عزوجل کی حرام کی ہوئی چیزوں کا اگر کوئی مرتکب ہوتا تو ضرور اس سے مواخذہ فرماتے۔[۱]

کسی کی سختیوں کو برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، نفس پر گراں ہے، ذہنی تناؤ کا باعث ہے، شروع شروع میں بہت دُشوار محسوس ہوگا، لیکن بعد میں قدرے آسان لگے گا، پھر جب عادت بن جائے گی مکمل آسان ہوجائے گا۔

رنج سے خوگر ہُوا انساں تو مِٹ جاتا ہے غم ۔۔۔ مشکلیں اِتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

ارشاد نمبر: ۹۵

فارسی متن:

وہم می گوید شیخ من ہرگز گلیم نمی پوشند مگر در زمستان و بر سجادہ نمی نشست و می گفت:

---

[۱] بخاری، ج:۸، ص:۱۷۴، حدیث نمبر ۶۸۵۳، ناشر دار طوق النجاۃ، سال اشاعت ۱۴۲۲ھ۔

’’حق سجادہ نشستن آنست کہ ہر کہ بران نشیند چپ وراست نہ بیند۔‘‘[۱]

❁ اردو ترجمہ:

شیخ نور قطب عالم کہتے ہیں کہ:

میرے شیخ علاء الدین سخت سردیوں کے زمانے میں صرف گدڑی ہی پہنا کرتے تھے اور سجادہ پر کبھی نہ بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ سجادہ پر بیٹھنے کا حق وہ رکھتا ہے جو اپنے دائیں بائیں نہ دیکھے۔‘‘[۲]

توضیح وتشریح

❁ درویشانہ لباس پہننے کی حقیقت:

گلیم اونی، موٹا کمبل نما کپڑا کو کہتے ہیں، بعض صوفیائے کرام ایسا موٹا، پرانا اونی لبادہ پہنا کرتے تھے جس سے فقر اور درویشی کا اظہار ہوتا تھا۔ صوفیہ کرام کا یہ طبقہ اپنے اس عمل کے لیے سورۂ مزمل کی ابتدائی آیت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردائے مبارک اوڑھنے کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اکثر صوفیائے کرام نے اس قسم کے لباس پہننے سے گزیر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسا لباس اگر رضائے الٰہی کے لیے پہنا جائے تو بے فائدہ ہے کیوں کہ اللہ کریم دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور اگر انسانوں کو دکھانے اور فقر وفاقہ کے اظہار کے لیے پہنا جائے تو بھی بے معنی بلکہ ریا ہے۔ شیخ علاء الحق یا شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہما الرحمہ عادتاً اس قسم کا لباس نہیں پہنتے تھے۔ موسم سرما میں بضرورت گلیم پہنا کرتے تھے، اس کا مقصد اظہار درویشانہ ہوتا تھا اور نہ ہی رضائے الٰہی کی طلب، بلکہ ٹھنڈک اور سردی سے حفاظت مطلوب ہوتی تھی۔ [خرقہ پوشی اور لباس درویشانہ کی اس سے زیادہ تفصیل ہماری کتاب ’’شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے‘‘ میں ملے گی]

❁ سجادئہ شیخ پر بیٹھنے کے آداب:

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی یا نور قطب عالم شیخ احمد پنڈوی علیہما الرحمہ کا فرمان ’’سجادہ پر بیٹھنے کا حق وہ رکھتا ہے جو اپنے دائیں بائیں نہ دیکھے‘‘ کا ایک مطلب یہ

---

[۱] ۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

[۲] ۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۲۸، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

ہوسکتا ہے کہ شیخ کا سجادہ مسند تلقین وارشاد ہوتا ہے۔اس کی جانشینی کا حق وہی ادا کرسکتا ہے جو عملِ شیخ سے سرمو انحراف نہ کرے، اس مسند پر جلوہ فگن ہونے کے بعد اپنی مکمل توجہ تلقین وارشاد پر گامزن کرے، ہنسی، مذاق، اور ٹھٹھا نہ کرے، بلاوجہ دائیں بائیں، آگے پیچھے نہ جھانکے، بے مقصد اور مہمل باتیں نہ کرے؛ بلکہ اپنی پوری توجہ چاہنے والوں اور مریدوں کی نصیحت وارشاد پر مرکوز رکھے۔

اس فرمان عالی شان کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سجادۂ شیخ پر بیٹھنے کے بعد سرنگوں رکھے، دائیں بائیں التفات نہ کرے، تصور شیخ میں محو ہوکر ذکر وفکر میں ڈوب جائے۔ مجھے یاد آتا ہے شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی معروف بہ قادری میاں صدر وسربراہ اعلی مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال نے یہی بات مجھ سے بیان فرمائی تھی۔

۞

ارشاد نمبر:۹۶

۞فارسی متن:

روزے شخصے آمد ہر چہ خواست از جنس دشنام گفت وشیخ ہمہ را شنید وہیچ تغیر بحال اوراہ نمی یافت وآخر سخن آں شخص ایں بود کہ؛ بیادوز دخدا، شیخ دست اوبگرفت وگفت: ''ماباخدائیم وخدابامااست''، ودر جماعت خانہ نشستند اوگفت: ایں زمین حرام است، بخادم فرمود: ''طعام بیار''، اوگفت: ایں گوشت خوک مانمی خوریم ،فرمود: ''متکہ بیار'' گرفت وباز گشت۔بعد رفتن اوفرمود: ''یاراں دیدند کہ درویش چہ شوریدگی کرد۔''[۱]

۞اردو ترجمہ:

ایک روز ایک آدمی نے شیخ علاء الدین کو ہر قسم کی گالیاں دیں، اس کی تمام گالیاں سننے کے بعد بھی شیخ کے چہرے پر کوئی تبدیلی نہ آئی، اس گالیاں دینے والے نے آخر میں کہا: بیادزدخدا! [آ اے خدا کے چور] تو شیخ نے کھڑے ہوکر اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ: ''ہم خدا کے ساتھ ہیں اور خدا ہمارے ساتھ ہے''، اتنا فرمانے کے بعد شیخ بیٹھ گئے اور اس کو بھی

---

[۱] اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچارشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

بیٹھنے کے لیے فرمایا، تو اس نے کہا کہ یہ زمین حرام ہے، پھر آپ نے خادم سے کھانا لانے کو کہا، چناں چہ دسترخوان بچھایا گیا[اور اس سے کھانے کو کہا گیا] تو اس نے کہا کہ: یہ مینڈک کا گوشت ہے میں نہیں کھاتا، آخرکار شیخ نے اسے ایک تنکہ دیا، وہ اسے لے کر چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد شیخ نے لوگوں سے فرمایا کہ: ''دیکھا فقیر نے کتنا شور کیا۔''[۱]

توضیح وتشریح

خانقاہ علائیہ مرجع صوفیا:

خانقاہ علائیہ میں ہر قسم کے درویشوں کا ورود ہوتا تھا، بعض اپنے حال وقال سے خوب صورت اور نیک سیرت ہوتے تھے اور بعض کا حال وقال پراگندہ مگر دل اُجلا ہوتا تھا۔ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی نگاہ باطن سے ان بزرگوں کو پہچان جاتے تھے، یہی صفت اللہ کریم نے آپ کے جانشیں شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کو عطا فرمائی تھی۔ مذکورہ بالا واقعہ میں جس فقیر کا ذکر ہوا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ان ہی بندوں میں شامل تھے جن کا حال اور قال بظاہر بہتر نہیں تھا مگر باطن صاف اور ستھرا تھا، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ایسے بندوں کو قلندر کہا جاتا ہے۔ ہندو پاک میں حضرت لعل شاہ شہباز سہروردی اور حضرت بوعلی شاہ پانی پتی علیہما الرحمہ سر براہانِ قلندراں تھے۔

ع: اللہ اللہ حسن کی یہ پردہ داری دیکھئے

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی کی خانقاہ میں نو وارد درویش کی گفتگو کی حقیقت سے ہم ناواقف ہیں۔ حلال گوشت کو مینڈک کا گوشت اور حلال زمین کو حرام کہنا وغیرہ کی تاویل کیا ہوسکتی ہے؟ ماہرین تصوف اور مشائخین تصوف بہتر بتا سکتے ہیں۔

ارشاد نمبر:۹۷

فارسی متن:

وہم می گوید کہ کسے از خانۂ کعبہ پیش شیخ آمد، گفت کہ: مخدوم مرا با شما در باب السلام ملاقات شد، فرمود:

۱۔ اخبار الاخیار مترجم، ص:۳۲۸، ۳۲۹، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

''ویاران ہرگز از خانہ بیروں نہ آمدم، مردم مشابہ یک دیگرے بیسار می باشد''
اوگفت: خیر مخدوم من شمارادیدہ ام ، اوراچیزے دادند ووداع کردند، ایں حکایت منع کردند۔''[۱]

اردو ترجمہ:

نیزفرماتے ہیں کہ ایک آدمی خانۂ کعبہ [کی زیارت کرکے دیارحبیب] سے واپس شیخ کے پاس آیااور کہنے لگا کہ حضرت آپ سے میری ملاقات باب السلام میں ہوئی تھی، اس پر شیخ نے فرمایا کہ:

''سب لوگ جانتے ہیں کہ میں نے آج تک گھر سے باہر قدم تک نہیں رکھا، [اس لیے مجھ سے ملاقات کا توسوال ہی پیدانہیں ہوتا] البتہ بعض لوگ ایک دوسرے کے ہم شکل وہم صورت ہوتے ہیں[اس لیے ہوسکتا ہے کہ آپ نے میری ہم شکل کسی اور آدمی سے ملاقات کی ہو] اس نے کہا کہ حضرت بھلاایسا ہوسکتا ہے؟ میں نے تو آپ کو خانۂ کعبہ میں بھی دیکھا ہے۔ آخرکار شیخ نے اسے کچھ دے کر رخصت کیااور فرمایا کہ یہ واقعہ کسی سے نقل نہ کرنا۔''[۲]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا تصرف:

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ بلند پایہ ولی تھے، اللہ عزوجل کے محبوب تھے، زبردست روحانی قوت کے مالک تھے، اللہ عزوجل نے انہیں یہ قدرت دی تھی کہ جس جگہ چاہیں پلک جھپکتے جائیں، پھرواپس اپنی جگہ آجائیں، وہ متعدد روحانی وجود کے ساتھ متعدد جگہوں پر جلوہ آرا ہوسکتے تھے۔

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''میرے مخدوم (شیخ علاء الحق پنڈوی) کے حکم سے اکثر لوگ پہاڑوں میں رہتے تھے اور ایک دوسرے سے فصل بھی تھا، جب وہ لوگ خدمت معینہ کے بعد حضرت علاء الحق

۱۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نور یہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچارشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔
۲۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۲۹، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بیان کیا کرتے تھے کہ فلاں روز شیخ ہمارے پاس آئے تھے حالانکہ مخدومی ایک ساعت کے لیے بھی خانقاہ سے باہر نہیں گئے۔''[۱]

امرا و سلاطین خوش عقیدت جب میدان جنگ سے آپ کو امداد کے لیے پکارتے تھے تو آپ وہاں حاضر ہوتے تھے۔ بعد میں علم ہوتا کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ خانقاہ علائیہ سے اپنی روحانی طاقت وقوت سے طرفۃ العین میں پہنچے تھے اور جسم اطہر خانقاہ ہی میں موجود تھا۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''ہمارے حضرت مخدوم (شیخ علاء الدین گنج نبات قدس سرہ) کو ان کے بعض مرید سلاطین اور نامدار بادشاہوں نے جنگ وجدال اور میدان کارزار میں اپنی مدد کے لیے یاد کیا ہے تو انھوں نے فریق مخالف سے جدال وقتال اور باغیوں سے مقابلہ کیا ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ حضرت نے تو خانقاہ سے ایک قدم بھی نہیں نکالا تھا۔''[۲]

لطائف اشرفی کی مذکورہ عبارتوں سے شیخ نور قطب عالم یا شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمہا الرحمہ کی نقل کردہ روایت کی توثیق ہوتی ہے کہ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا روحانی تصرف امتیازی وصف کا حامل تھا۔ اللہ کریم نے آپ کو اپنی خدائی میں بے پناہ تصرف کا متحمل کیا تھا۔

رطب و یابس میں ہے تصرف عشق   آنکھ دریا ہے دل جزیرہ ہے

ارشاد نمبر: ۹۸

فارسی متن:

وہم می گوید پیش شیخ عرضہ داشت کرد کہ چہ سر است کہ مشائخ بعد از سلام نماز فریضہ مصافحہ می کنند؟ فرمود:

''سنت بریں است کہ چوں مسافرے اند سفر باز می آید با دوستاں مصافحہ می کند

---

[۱] لطائف اشرفی، ج:۱، ص: ۲۳۸، ۲۳۹، ترجمہ سید شاہ عبد الحئ اشرف کچھوچھوی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

[۲] حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ چہارم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص: ۱۵۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

وچوں درویش درنمازمی ایستد مستغرق می گرددواز بیروں می آید سفر باطن حاصل می شود وچوں سلام می دہد بخود بازمی آید ضرورت مصافحہ می کند۔‘‘[۱]

❁ اردو ترجمہ:

کچھ لوگوں نے دریافت کیا کہ مشائخ جوفرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرتے ہیں اس میں راز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا ہے تو وہ اپنے دوستوں سے مصافحہ کرتا ہے [یہ سنت ہے] اور درویش جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اس میں اس قدر مستغرق ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھی بھول جاتا ہے۔اور جب نماز ختم کرتا ہے تو گویا اس نے باطنی سفر طے کرلیا ہے اور نماز میں سلام پھیرنے کے بعد اس کو اپنا شعور ہونے لگتا ہے اس لیے مشائخ باہم بیک دیگر سلام ومصافحہ کرتے ہیں۔[۲]

توضیح وتشریح

❁ بعدنماز مصافحہ کی شرعی حیثیت

ہر ملاقات پر مصافحہ کرنا سنت ہے۔قیام جماعت سے قبل جن سے مصافحہ کرچکا ہے بعدنماز ان سے پھر مصافحہ کرنا مستحب ہے۔جونمازی قیام جماعت کے بعد مسجد میں آئے، جماعت میں شریک ہوئے، ان سے ملاقات ہوئی اور نہ مصافحہ ہوا،ان سے بعدنماز مصافحہ کرنا سنت ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

’’جولوگ بعد قیام جماعت یا شروع تکبیر آکر نماز میں شامل ہوئے کہ امام ودیگر مقتدین سے قبل نماز ملاقات نہ کرنے پائے، انھیں تو ان سے بعد سلام مصافحہ کرنا قطعاً سنت، لانہا سنة لانہا عند ابتداء کل لقاء و ھذا ابتداء لقائہم ھذا، کہ ہر ملاقات پر مصافحہ کرنا سنت ہے (یعنی ملاقات کا آغاز مصافحہ سے کرنا مسنون ہے) اور وہ جو بے لحاظ اس تخصیص کے مصافحہ بعد فجر وعصر یا بعد عصر ومغرب مطلقا صدہا سال سے مسلمین میں معتاد و مرسوم، اس بارے میں اصح یہی ہے کہ جائز ومباح ہے۔

کما حققه المولی المحقق سیدنا الوالد قدس سره الماجد فی بعض

۱۔ اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، ص: ۱۵۳، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچار شید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

۲۔ اخبار الاخیار مترجم، ص: ۳۲۹، ناشر اکبر بک سیلرز، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۴ء۔

فتاواہ وذکرھھنا المولی الفاضل زینۃ عصرنا محب الرسول عبدالقادر القادری فی رسالتہ المناصحۃ فی تحقیق المصافحۃ تحقیقا جمیلا یتضح بہ الصواب توفیقا انیقا یندفع بہ الاضطراب۔

ترجمہ:

جیسا کہ ہمارے والد بزرگوار قدس سرہ الماجد نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تحقیق فرمائی، یہاں ہمارے دور کی ایک نفیس اور خوبصورت ہستی، عاشق زار رسول، والاتبار، مولانا فاضل عبدالقادر قادری نے اپنے رسالہ'' المناصحہ فی تحقیق مسائل المصافحۃ'' (یعنی باہم خیر خواہی کرنا ہاتھ ملانے کے احکام کی تحقیق بیان کرنے میں) تحقیق پیش فرمائی ہے اور خوبصورت موافقت پیدا کی ہے جس سے حقیقت واشگاف ہوتی ہے۔ اور اضطراب دور ہوتا ہے۔

علامہ شہاب الدین مصری شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

الاصح انھامباحۃ ترجمہ: زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ مصافحہ کرنا مباح ہے۔[۱]

ہاں جہاں مداومت سے خوف ہو کہ جہال اس خصوصیت خاصہ کو واجب یا سنت بخصوصہا نہ سمجھنے لگیں وہاں اہل علم کو مناسب کہ ان اوقات میں کبھی کبھی ترک بھی کر دیں۔ ھذا ھو الانصاف فی امثال الباب۔ ترجمہ: اس قسم کے باب میں یہی انصاف ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔[۲]

۱۔ نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض، الباب الثانی، فصل فی نظافۃ جسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ج:۲، ص:۱۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۲۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کتاب الحظر والاباحہ، ج:۲۲، ص:۱، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

فصل دوم

ضیاء النور
ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم سے انتخاب

مکتوبات نور قطب عالم علیہ الرحمہ کا ترجمہ علامہ طبیب الدین صدیقی اشرفی سہرساوی نے کیا ہے۔ابتدائیہ کے بعد آپ نے شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی مختصر حالات زندگی بھی سپرد قرطاس کیا ہے۔ہم اسی سوانحی مقدمہ سے اشارات مخدوم العالم کا گل دستہ لے کر قارئین کرام کا استقبال کرتے ہیں۔ایک بات ذہن نشیں رہنا چاہیے کہ حضرت مولانا طبیب الدین صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ نے اپنے نقل کردہ ہر ارشاد کا ماخذ نہیں دیا ہے،ان کی علمی شخصیت کو دیکھتے ہوئے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ انہوں نے ضرور کسی نہ کسی معتبر کتاب سے ان ارشادات کو نقل کیا ہے۔

ارشاد نمبر:۹۹

عبارت متن:

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی نے فرمایا:

''یہ میرے آقا کا معجزہ ہے کہ خواب میں بھی تشریف لائیں تو اپنے وجود مبارک کی شرینی چھوڑ جاتے ہیں۔''[۱]

توضیح وتشریح

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد ایک پیش منظر اور ایک پس منظر اپنے دامن میں لیا ہوا ہے۔پیش منظر یہ ہے کہ پنڈوہ شریف کے سارے کنوؤں کا پانی نمکین

[۱] ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم،ص:۱۲،ناشر محمد ساجد قادری،سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

تھا، اور پس منظر یہ ہے کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میٹھا ہو گیا۔ یہ ارشاد رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب میں دیدار کے بعد شیخ علاء الحق پنڈوی کی زبان پر جاری ہوا تھا۔ اس کی قدرے تفصیل درج ذیل سطروں میں ملاحظہ کریں۔

شیخ نور قطب عالم کی ولادت کی بشارت:

حضرت مولانا طبیب الدین اشرفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''تذکرۃ الاولیا بنگال میں ہے کہ حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے چند ماہ پیش تر حضرت شاہ علاء الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

''علاء الدین تمہارے گھر ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جس سے خلیج بنگال کے دونوں جانب اسلام کی روشنی پھیلے گی، اس کا نام میرے نام پر رکھنا اور اس کی تربیت پر خاص توجہ دینا۔''[۱]

اس مبارک خواب کے چند ماہ بعد حضرت شیخ احمد نور ملقب بہ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ پیدا ہوئے۔

پنڈوہ شریف کا پانی میٹھا ہو گیا:

پنڈوہ شریف کا پانی کھارا تھا، ذائقہ غیر مانوس تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خواب میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کی برکت سے پانی میٹھا ہو گیا۔ میں نے اپنی نظروں سے دیکھا ہے کہ خانقاہ معلیٰ علائیہ کے شمال جانب ایک کنواں تھا، اس کا پانی میٹھا تھا، [شاید اب بھی موجود ہے] پورے گاؤں کے لوگ پینے کے لیے اسی کنواں کا پانی استعمال کرتے تھے۔ اکثر اوقات پانی بھرنے والی خواتین کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ خانقاہ علائیہ کے احاطہ میں ایک تالاب ہے، اس کا پانی بھی میٹھا ہے؛ بلکہ لوگ باگ اس تالاب کو میٹھا تالاب کہا کرتے ہیں۔

مولانا طبیب الدین صاحب نے پانی کے میٹھا ہونے کی بات ان لفظوں میں بیان کی ہے:

۱۔ مرجع سابق، نفس صفحہ۔

''تاریخی روایت ہے کہ جس وقت حضرت شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نور الحق کی پیدائش کی بشارت ملی تھی، اس وقت پنڈوا اور اطرافِ پنڈوا کا پانی تلخ تھا۔ لوگ کئی میل دور سے پینے کا پانی لایا کرتے تھے۔ سید عالم ﷺ کی بشارت و خواب میں آمد کے بعد پنڈوا اور اس کے اطراف کا پانی شیریں ہو گیا۔''[۱]

ارشاد نمبر:۱۰۰

عبارت متن:

''ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت مولانا شاہ علاء الحق قدس سرہ سے [خانقاہ علائیہ میں بعد رخصت] مسافروں کے پلٹ آنے کی شکایت کی، تو حضرت شیخ نے جواب دیا:

''کیا اس نے تمہارا حصہ کھا لیا یا اپنا رزق زیادہ حاصل کر لیا؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔''[۲]

توضیح و تشریح

خانقاہ علائیہ میں مہمان نوازی کا دستور:

مرزا محمد اختر دہلوی نے لکھا ہے کہ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں ہزاروں آدمی بلا معاوضہ روزانہ کھانا کھایا کرتے تھے۔

''آپ کی خانقاہ میں بہت خرچ تھا، ہزاروں آدمی، خادم و مسافر آتے اور رہتے تھے، سب کو کھانا ملتا تھا، اور جو کچھ جو مانگتا آپ اس کو عطا کرتے۔[۳]

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ کے قلم حق رقم نے لکھا ہے کہ اکثر طالبان سلوک و معرفت اپنے اہل خانہ کے ساتھ خانقاہ علائیہ میں آجاتے تھے اور حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ ان سب کے اخراجات پورے کرتے تھے، چنانچہ آپ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ:

۱۔ مرجع سابق، نفس صفحہ۔

۲۔ ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم، ص: ۱۴، ناشر محمد ساجد قادری، سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

۳۔ تذکرۂ اولیائے برصغیر معروف بہ تذکرۂ اولیائے ہند و پاکستان، مرزا محمد اختر دہلوی، جلد اول، ص: ۱۹۵، ناشر ملک اینڈ کمپنی لاہور، سن اشاعت ندارد۔

’’اگر بعض کو داعیۂ سلوک میں لیتے تو اولاً اسے کسب حلال کا حکم دیتے، اور اگر اپنی خانقاہ میں اسے روزمرہ کے وظائف تعین فرماتے تو اکثر ایسے لوگ ہوتے جو اہلِ عیال ہوتے اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لاتے۔‘‘

ان مہمانوں کی دیکھ بھال اور انتظام وانصرام کے لیے سات سو لوگ با تنخواہ ملازم رکھے گئے تھے وہ خانقاہ کے اندروباہر کی ضرورتیں پوری کیا کرتے تھے، چنانچہ مخدوم سید اشرف جہاں گیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

’’جس وقت یہ درویش آں حضرت کے پابوس کے شرف سے مشرف ہوا اس وقت سات سو آدمی اس خانقاہ میں وظائف متعینہ کی ملازمت میں معمور تھے، اور ان میں سے ہر شخص تنہا تنہا باہر جاتے اور اپنی ذمہ داری پوری کرتے۔[۱]

خانقاہ علائیہ میں وارد ہونے والے مہمانوں میں دو طرح کے لوگ ہوتے تھے؛ بعض لمبی مدت تک رہتے، تعلیم وتربیت حاصل کرتے اور تکمیل سلوک کے بعد واپس چلے جاتے۔ بعض مختصر مدت کے لیے آتے، شیخ سے ملاقات کرتے، بھوکے پیاسے، کھاتے پیتے۔ خانہ بدوش، شب باشی کرتے۔ مسافر راحت وسکون لیتے، پھر واپس چلے جاتے۔ واپسی کے وقت زادراہ اور پہننے کے دو جوڑے کپڑے ہر مسافر کو دیئے جاتے تھے۔

قلیل مدتی مہمانوں کو تین دن تک بحیثیت مہمان رکھا جاتا تھا، تین دن سے زیادہ قیام کی صورت میں مہمانوں جیسی سہولت ختم کردی جاتی تھے۔ بعض لوگ رخصت ہوتے وقت رخصتی کا توشہ، جوڑا لینے کے بعد، خانقاہ سے باہر نکل جاتے، پھر مہمانوں جیسی سہولت لینے کے لیے تھوڑی دیر بعد خانقاہ میں داخل ہو جاتے۔ مولانا طبیب الدین صدیقی صاحب نے خانقاہ علائیہ کے مہمانوں کا حال ان لفظوں میں لکھا ہے:

’’مسافروں کو تین دن کے بعد جب رخصت کرتے تو ان کے مناسب حال زادِراہ اور دو جوڑے کپڑے دے کر رخصت کرتے۔ اور کبھی کوئی مسافر پلٹ کر واپس آجاتا تو اس کے ساتھ پھر ویسا ہی سلوک کیا جاتا کہ تین دنوں کے بعد رخصت کرتے وقت زادِ راہ اور

۱۔ مکتوبات اشرفی، ۳۳واں مکتوب، ص: ۳۴۲، ۳۴۳، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

کپڑے دئے جاتے۔''[۱]

خانقاہ علائیہ میں پلٹ کر آنے والے مسافروں کے بارے میں جب کسی نے شکایت کی تو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

''کیا اس نے تمہارا حصہ کھا لیا یا اپنا رزق زیادہ حاصل کر لیا۔''

مہمان نوازی کے لیے کشادہ قلب ہونے کی ضرورت ہے، اس کے لیے سخاوت وفیاضی جیسے اوصاف مطلوب ہوتے ہیں۔ جب بندہ کے اندر یہ دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں تو اللہ کریم مہمان اور میزبان دونوں کا انتظام فرما دیتا ہے۔

چاہیے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی   شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز

ارشاد نمبر: ۱۰۱

عبارت متن:

حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدہ وریاضت کے دوران غذا ہری مرچی کی چٹنی اور روٹی دی جاتی، بارہ سال پورا ہونے کے بعد حضرت شیخ علاء الحق قدس سرہ نے حضرت نور علیہ الرحمہ سے فرمایا: ''زمین کی طنابوں پر تمہارے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر دی گئی ہے۔ یاد رہے ان طنابوں پر گرفت مضبوط رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی خواہشات پر گرفت مضبوط رکھنا، بادشاہوں سے دور رہنا کہ ان کا قرب فتنہ ہے۔ غریبوں، مسکینوں کے قریب تر رہنا کیوں کہ قیامت کے دن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کے درمیاں اٹھیں گے۔''[۲]

توضیح وتشریح

شیخ احمد نور معروف بہ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی گرفت زمین کی طنابوں پر کس قدر مضبوط کر دی گئی تھی۔ ذیل کے واقعہ سے اندازا کیجیے۔

زمین کی طنابیں شیخ نور قطب عالم کی گرفت میں:

''حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پوتے علامہ حضرت شاہ زاہد بندگی

---

[۱]۔ ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم، ص: ۱۴، ناشر محمد ساجد قادری، سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

[۲]۔ ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم، ص: ۱۴، ناشر محمد ساجد قادری، سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

علیہ الرحمہ کو تبلیغ دین کے لیے لنکا، برما اور دیگر مختلف جزائر کی جانب روانہ فرمایا، ان کے ساتھ مبلغین کی ایک جماعت بھی روانہ فرمایا۔ لنکا کے راجا کو جب اس جماعت کے آنے کی خبر ملی تو اس نے چند جادوگروں کو جمع کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس آنے والی جماعت کو لنکا آنے سے روکا جائے، چناں چہ ان جادوگروں کے ذریعہ راجا نے جماعت کو صحیح راستہ سے دور کر دیا۔ تاریخ بنگال کی روایت ہے کہ یہ قافلہ صحیح راستہ سے دور ہو کر تین دنوں تک جنگل میں بھٹکتا رہا اور انہیں جنگل سے باہر آنے کا راستہ نہیں مل سکا۔ چوتھے دن یہ لوگ بھوک سے عاجز اور نڈھال ہو گئے تو مجبور ہو کر ہاتھی کے بچہ کو پکڑ لیا اور اسے ذبح کرنے لگے، حضرت شاہ زاہد علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو منع کیا کہ ہاتھی حرام ہے، اس سے بچو۔ جماعت میں ایک ایک شخص نے کہا:

حضرت تین دنوں کے فاقہ کے بعد تو حرام بھی مباح ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ زاہد علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ یہ حکم اور رعایت عام مسلمانوں کے لیے ہے، صوفیا کے لیے نہیں ہے، ہمارے یہاں تو ہر حال میں توکل کی تلقین کی گئی ہے۔ لیکن وہ لوگ نہیں مانے اور ذبح کر کے بھونا اور کھا گئے۔ حضرت شیخ زاہد ان سے علیحدہ ایک درخت کے نیچے مصروفِ عبادت ہو گئے اور یہ لوگ ایک درخت کے نیچے کھانے کے بعد سو گئے۔ رات میں ہاتھیوں کا ایک جھنڈ آیا اور سونڈ سے تمام سونے والوں کے منہ سونگھا، جتنے کھانے والے تھے، ان تمام کو روند کر ختم کر ڈالا۔ ایک ہاتھی حضرت شیخ زاہد بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ان کو سونگھ کر اپنی پشت پر اٹھا کر ڈالا اور جنگل کے باہر لے جا کر چھوڑ دیا۔.... اسی وقت حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اور فرمایا: جانِ عزیز! تم نے صوفیا کا بھرم رکھ لیا، راجا کا جادو اسی وقت ختم ہو گیا جب تم نے فاقہ کے باوجود گوشت نہیں کھایا۔.... حضرت شیخ زاہد بندگی نے دیکھا کہ حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سمندر میں پانی کی سطح پر تیز تیز قدموں سے جا رہے ہیں، آپ نے آواز دینے کی کوشش کی لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا۔"[۱]

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ میں اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے زمین اور اہل زمین پر آپ کا تصرف ظاہر ہوتا ہے۔

---

[۱] ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم، ص: ۲۵، ۲۶، ناشر محمد ساجد قادری، سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

✿ خواھشات نفس پر کنٹرول ضروری ھے:

موجودہ دور میں بھوک کی غریبی کا تقریباً خاتمہ ہو چکا ہے۔ خواہشات نفس کی غریبی کا غلبہ ہو چکا ہے۔ بڑی بڑی بلڈنگیں ناکافی ہورہی ہیں، پیدل کی بات ہی کیا، سائیکل، موٹرسائیکل کی سواریاں بے وقعت ہوچکی ہیں، چار پہیا والی آرام دہ ائیرکنڈیشن والی سواریاں مطلوب ہیں، مختصر یہ ہے کہ نفس کی خواہشات نے انسان کو اتنا پریشان کر دیا ہے کہ رات ودن محنت ومشقت کرنے کے باوجود حوائج زندگی کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔ قرآن شریف میں ہے:

''وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ''۔ اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں''۔ [ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ نساء:۱۲۸]

اس لالچ کے پھندے سے محفوظ رہنے کے لیے اس آیت کریمہ پر عمل ضروری ہے:

''زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ''

لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت، عورتیں اور بیٹے، اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر، اور نشان کئے ہوئے گھوڑے، اور چوپائے، اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے۔ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔ [ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ آل عمران: ۱۴]

اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

انسان کو چاہئے کہ متاع دنیا کو ایسے کام میں خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادتِ آخرت ہو۔ جنّت چاہیے تو اس کی رغبت کی جائے اور دُنیائے ناپائیدار کی فانی مرغوبات سے دل نہ لگایا جائے۔''

✿ شاھانِ زمانه سے دوری کی اھمیت:

مشائخِ سلسلہ چشتیہ کا معمول رہا ہے کہ وہ شاہان زمانہ سے کبھی قریب نہیں ہوئے۔

سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی سجزی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر سلطان المشائخ سید محمد نظام الدین بدایونی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک بڑی سختی کے ساتھ اس پر عمل رہا۔ سلطان المشائخ نے پانچ سلاطین کا زمانہ پایا، مگر کبھی دربار سلطانی میں حاضر نہیں ہوئے اور نہ ہی کبھی کسی بادشاہ کو اپنے یہاں آنے کی اجازت دی۔[۱]

خلیفۂ سلطان المشائخ آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ بھی شاہان زمانہ سے قریب نہیں ہوئے۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ قبلِ بیعت وارادت سلطنت سے قریب رہے مگر جب شیخ اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے تو بالکل تعلقات منقطع کر لئے، اپنے جانشیں وخلیفہ شیخ احمد نور معروف بہ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کو بھی آپ نے یہی نصیحت فرمائی: ''بادشاہوں سے دور رہنا کہ ان کا قرب فتنہ ہے۔''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کو بادشاہوں کے تعلق سے چند نصیحتیں فرمائی تھیں۔ آیئے! ان نصیحتوں کا مطالعہ کر لیتے ہیں:

1-''اے یعقوب! بادشاہ کی عزت وتوقیر کرنا، اس کے منصب کی عظمت کا لحاظ رکھنا اور اس کے سامنے جھوٹ بولنے سے اجتناب کرنا۔

2- جب تک بادشاہ سے تجھے کوئی علمی حاجت درپیش نہ ہو بلا ضرورت اس کے دربار میں نہ جانا کیونکہ اگر تو اس کے ساتھ زیادہ میل جول رکھے گا تو وہ تجھے ہلکا اور حقیر جاننے لگے گا اور تیری قدر ومنزلت اس کی نظر میں کم ہو جائے گی۔ اس لئے بادشاہ سے آگ جیسا برتاؤ کر کہ دُور رہ کر اس سے نفع حاصل کر اور جس طرح جلنے اور تکلیف میں مبتلا ہونے کے ڈر سے آگ کے قریب کوئی نہیں جاتا اسی طرح بادشاہ کے قریب جانے سے بھی کتراتے رہنا اور اس کی ایذاء سے خود کو بچاتے رہنا کیونکہ وہ اپنے علاوہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔

3- بادشاہ کے سامنے کثرتِ کلام سے گُریز کرنا کیونکہ وہ اپنے مصاحبوں اور درباریوں کے سامنے تجھ پر اپنے علم کی برتری جتانے کے لئے تمہاری باتوں پر پکڑ کریگا اور تمہاری غلطیاں نکالے گا جس کی وجہ سے تم لوگوں میں ذلیل ہو جاؤ گئے۔

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: سیر الاولیا فارسی، مولانا محمد بن مبارک علوی کرمانی، مطبوعہ مطبع محب ہند دہلی، سن اشاعت ۱۳۰۲ھ دیکھیں۔

4-اس بات کا خیال رکھنا کہ جب تم بادشاہ کے دربار میں جاؤ تو وہ تمہارے اور عام لوگوں کے مقام ومرتبہ میں فرق پہچانتا اور اس کا لحاظ کرتا ہو۔

5-بادشاہ کے پاس جاتے ہوئے اس بات کا لحاظ رکھنا کہ اس کے دربار میں ایسے اہلِ علم حضرات موجود نہ ہوں جن کے علمی مقام کی تمہیں خبر نہ ہو کیونکہ ایسی صورتِ حال میں خدشہ ہے کہ تمہیں ان سے زیادہ عزت ومقام بخشا جائے حالانکہ وہ تم سے زیادہ علم والے ہوں تو یہ بات تمہیں نقصان دے گی یا ہوسکتا ہے تمہارا مقام ومرتبہ کم کردیا جائے حالانکہ تم علم میں ان سے بڑھ کر ہو۔تو اس وجہ سے تم بادشاہ کی نظر سے گر جاؤ گے۔

6-جب تمہیں کوئی شاہی عہدہ پیش کیا جائے تو اس وقت تک قبول نہ کرنا جب تک تم یہ نہ جان لو کہ بادشاہ علم اور فیصلوں میں تمہارے مسلک ومذہب سے راضی ہے تاکہ حکومتی معاملات میں کسی دوسرے کے مسلک کی طرف رجوع نہ کرنا پڑے۔[۱]

ہم اپنے دور کے سیاسی لیڈروں اور عہدہ داروں کو بادشاہ تصور کر کے ان نصیحتوں پر عمل کرسکتے ہیں۔موجودہ دور کے اہل سیاست کی قربت ان سے دوری کی بنسبت زیادہ مضر ہے اور ان سے دوری قربت کی بنسبت کم مفید ہے۔

ع: ہجر اچھا ہے حسینوں کا نہ وصال اچھا ہے۔

۞غربا ومساکین سے محبت:

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''سردارانِ کُفّار کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ:ہمیں غُرباء اور شکستہ حالوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ انھیں صحبت سے جدا کردیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے خَلقِ کثیر اسلام لے آئے گی۔اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی:

''وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔''

۱۔ وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم،ترجمہ بنام امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں،مصنف امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت،شعبہ تراجمِ کتب دعوت اسلامی،ص:۴،سن طباعت ۱۹ ربیع النور ۱۴۳۰ھ بمطابق 17 مارچ ۲۰۰۹ء۔

اور اپنی جان ان [غربا] سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں، کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے۔" [ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ کہف:۲۸]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی:

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔"

اے اللہ! مجھے مسکینی کی زندگی اور مسکینی کی موت عطا فرما اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔[۱]

شفیع محشر دو جہاں کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مساکین سے محبت کرو اور اُن کی صحبت اختیار کرو۔"[۲]

ارشاد نمبر: ۱۰۲

عبارت متن:

"انہوں [شیخ علاء الحق قدس سرہ] نے حضرت نور الحق کو نصیحت فرمائی:

"بیٹے! فقیروں کو غصے سے کیا کام؟ فقیروں کو سورج کی طرح سخاوت، پانی کی طرح تواضع اور زمین کی طرح خدمت کرنی چاہیے۔ غصہ تو صرف رب ذوالجلال کو زیب دیتا ہے۔"[۳]

توضیح وتشریح

یہ قول گزر چکا ہے۔ یہاں انداز بیاں الگ اور کچھ اضافہ ہے۔ اس ارشاد کا پس منظر یہ ہے کہ جن دنوں شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ سنار گاؤں میں قیام فرما تھے، لوگ جوق در جوق آپ کی تبلیغ سے داخل اسلام ہو رہے تھے۔ وہاں کے راجا نے آپ کی تبلیغ روکنے کے

۱۔ ترمذی، کتاب الزھد، حدیث نمبر: ۲۳۵۹، ج: ۴، ص: ۱۵۷، دار الفکر للطباعة والنشر، بیروت۔

۲۔ حُسن اخلاق، ترجمہ مکارم الاخلاق، ص: ۱۰، مؤلف امام طبرانی علیہ الرحمۃ، مترجم مولانا محمد عاصم العطاری المدنی، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیۃ، ناشر مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ، کراچی، سن طباعت ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء۔

۳۔ ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم، ص: ۱۵، ناشر محمد ساجد قادری، سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

لیے فوجی طاقت کا استعمال کیا اور بزورِ شمشیر آپ کو پنڈوہ شریف واپس کرنا چاہا، جب بادشاہ کی فوج آپ کی طرف آ رہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ:

''یہ بدبخت گھوڑوں پر سوار نہیں موت پر سوار آ رہے ہیں، ابھی راجا اور اس کا لشکر خانقاہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ گھوڑے بپھر گئے اور سواروں کو گرا کر ان کے سروں کو کچل ڈالا۔''[۱]

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے جب شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے پنڈوہ شریف بلا کر یہ نصیحت فرمائی:

''بیٹے! فقیروں کو غصے سے کیا کام، غصہ تو صرف رب ذوالجلال کو زیب دیتا ہے۔''

ناحق غصہ کرنا برا عمل ہے:

غصہ کرنا، بات بات پر روٹھ جانا، چھوٹی موٹی بات پر منہ پھلانا بہت برا ہے۔ بے محل اور بے موقع بات پر غصہ خراب عادت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان غصہ میں آ کر دنیا کے بہت سے بنے بنائے کاموں کو بگاڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی غصہ کی جھلاہٹ میں خداوند کریم کی ناشکری کے الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں۔ غصہ پی جانا متقی بندوں کی صفت ہے۔ قرآن شریف میں ہے:

''الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔''

وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں، اور غصہ پینے والے، اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ، اللہ کے محبوب ہیں۔'' [ترجمۂ کنز الایمان، سورۂ آل عمران: ۱۳۴]

دعوت اسلامی کی ''سنت رسول سے محبت'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ:

''غصہ کرنا، انسان کے لیے ہلاکت خیز ہے، غُصیلے انسان کو شیطان اس طرح اچھالتا اور پھینکتا ہے جیسے بچے گیند کو اچھالتے اور پھینکتے ہیں، غُصیلا شخص علم و عمل کے کتنے ہی بڑے مرتبے پر فائز ہو، خواہ اپنی دعاؤں سے مردے تک زندہ کر سکتا ہو، شیطان اس سے

۱۔ مرجع سابق، نفس صفحہ۔

کبھی مایوس نہیں ہوتا، اسے امید ہوتی ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ غصّے میں بے قابو ہوکر کوئی ایسا جملہ کہہ دے گا جس سے اس کی آخرت تباہ ہو جائے گی، لہٰذا غصّہ کا علاج کرنا ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غصّے کے سبب شیطان سارے اعمال برباد کردے۔

غصّہ کی تعریف کرتے ہوئے مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان اشرفی فرماتے ہیں:

''غضب یعنی غُصّہ نفس کے اُس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اُسے دفع (دور) کرنے پر ابھارے۔[۱]

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی فرماتے ہیں:

''غصّہ کا علاج اور اس باب میں محنت ومشقت برداشت کرنا فرض ہے، کیونکہ اکثر لوگ غصّے ہی کے باعث جہنّم میں جائیں گے۔''[۲]

ارشاد نمبر:۱۰۳

عبارت متن:

مرشد گرامی [شیخ علاء الحق قدس سرہ] کا آخری وقت تھا، [شیخ نور کو] اپنا جانشیں بنایا اور نصیحت فرمائی کہ:

''جانِ عزیز! بنگال کا دریا دن میں تین بار اپنا رخ بدلتا ہے، لیکن اپنی حقیقت نہیں بدلتا۔ اگر تم نے بھی یہی کیا تو تم اور دریا میں کیا فرق رہے گا؟ لہذا، اے عزیز! اپنی حقیقت یاد رکھو، اپنا رخ نہ تبدیل کرو، یہی درویشوں کی شان ہے۔ فقیروں کو غرور وتکبر، غیظ وغضب سے پرہیز کرنا چاہیے، کیوں کہ عوام الناس اپنے حکمرانوں کی سختیوں اور مظالم سے تنگ آکر خانقاہوں کا رخ کرتے ہیں۔ اگر انہیں یہاں بھی غیض وغضب دکھائی دے تو وہ مایوس ہو جائیں گے اور مایوسی کفر ہے۔ فقیروں کو ہمیشہ رحمت وشفقت کا بحر بیکراں رہنا چاہیے، خلق خدا کے ساتھ نفرت وحقارت اور غیظ وغضب کا برتاؤ خدا کو دعوت غیظ وغضب دینے کے

۱۔ مراۃ المناجیح، ۴/۶۵۵۔

۲۔ سنت رسول سے محبت، دعوت اسلامی، المدینہ لائبریری، ورژن ۲۰۱۶ء بحوالہ کیمیائے سعادت، ج:۲، ص:۶۰۱۔

مترادف ہے۔''[۱]

توضیح وتشریح

۞ مایوسی کفر ہے کا مطلب:

قرآن شریف میں ہے:

''وَمَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ۔''

اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے۔[ترجمہ،سورہ الحجر:۵۶]

اللہ کریم کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ ہے۔علمائے کرام نے اسے کبائر میں شمار کیا ہے۔''تفسیر ابن منذر میں حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیم سے مروی ہے:

''عن علی: أنه سئل ما أكبر الكبائر؟ قال: "الأمن من مكر الله، والإياس: من روح الله، والقنوط: من رحمة الله"۔ابن المنذر۔''سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف اور اُس کی رحمت سے مایوس اور نااُمید ہونا ہے۔''[۲]

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کا ایک قول مروی ہے۔

مایوسی جان وایمان دونوں کے لیے خطرہ ہے۔ماہرین نفسیات بتاتے ہیں کہ جب انسان ذِہنی دباؤ یعنی ٹینشن اور مایوسی یعنی DEPRESSION کے آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا دماغ کام کرنا بند کردیتا ہے اور وہ ٹینشن اور مایوسی سے جان چھوڑانے کے لیے اپنی جان گنوادیتا ہے،موت کو گلے لگالیتا ہے۔خودکشی کرلیتا ہے۔

مایوسی ایمان کے لیے خطرہ بایں معنی ہے کہ بعض لوگ طویل عرصے تک بڑے بڑے گناہوں میں مُبتَلا رہتے ہیں،گناہوں کے دلدل میں پھنسے رہنے کی وجہ سے شیطان ان پر حاوی رہتا ہے،ان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہوں کے بعد تجھے معافی نہیں ملے گی یا اب تیری بخشش ہونا مشکل ہے۔علمِ دین سے محروم یہ افراد

---

[۱]۔ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم،ص:۱۶،ناشر محمد ساجد قادری،سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

[۲]۔کنز العمال،علی متقی ہندی،کتاب الاذکار،قسم الافعال،فصل فی التفسیر،سورۃ النساء، حدیث نمبر:۴۳۲۵،ج:۲،ص:۳۸۷، بیروت،بار پنجم،۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء۔

مایوسی کا شکار ہوکر مزید گناہ کرنے لگتے ہیں۔ یہ گناہ اس کے ایمان وعمل کو کمزور سے کمزورتر بنادیتے ہیں۔

اللہ کریم نے بندوں کو بیش بہا نعمتیں دی ہیں اور اتنی دی ہیں جس کا حساب خود بندہ کے پاس نہیں ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ۔''

اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے ۔[ترجمۂ کنزالایمان، سورۂ نحل:۱۸] اللہ عزوجل کی ان بیشمار نعمتوں کے ساتھ اگر کوئی مصیبت آتی ہے، اللہ کریم کی رحمت پر اس کا اعتماد کمزور ہوجاتا ہے، وہ مایوس ہوجاتا ہے، یہ کفرانِ نعمت ہے۔

مایوس ہونا مومن بندوں کا کام نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر مایوس ہوا کرتے ہیں۔قرآن شریف میں ہے:

''اِنَّهٗ لَا يَاْيۡئَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ''

ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ[ترجمہ، سورۂ یوسف:۸۷]

انسان کے سارے دن یکساں نہیں ہوتے، کبھی بہار کھلتا ہے تو کبھی خزاں آتا ہے۔ حالات کبھی حوصلہ بخش ہوتے ہیں تو کبھی مایوس کن ہوتے ہیں۔ انسان کو راحت کے دنوں کا مزہ لینا پسند ہے، سختی کے دنوں کی کٹھنیاں سہنا گوارا نہیں۔ وہ مایوس کن حالات، پریشان کن مسائل، اور سخت آلام ومصائب سے جلد گھبرا جاتا ہے۔ وہ یہ سوچنے سے قاصر رہتا ہے جو مالک وخالق کانٹوں بھری ٹہنیوں پر نرم ونازک، خوش رنگ اور خوشبودار پھول کھلاتا ہے وہ یقیناً اس کی کٹھنائیوں کو دور کرے گا، آسانیاں پیدا کرے گا۔ وہ حالات کی سنگینی سے پریشاں ہوجاتا ہے، اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہوجاتا ہے، اس کا دل بے قابو ہوجاتا ہے، زبان بہکنے لگتی ہے، ایسے عالم میں بعض نادان بندے رب کی قدرت ورحمت ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مایوسی گناہ ہے، مایوسی کافروں کا عمل ہے۔ مایوسی کفر کا سبب ہے، مایوسی کفران نعمت ہے۔ اور اگر بندہ مایوس ہوکر اللہ عزوجل پر اعتماد کرنا چھوڑ دے، اس کے علم وقدرت اور اختیار کا انکار کردے تو یہ کفر ہے۔

❁کرو مہربانی تم اہل زمیں پر:

اللہ کریم نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بنایا ہے۔قرآن شریف میں ہے: ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔''

مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔[ترجمہ،سورۂ حجرات:۱۰]

حضرت صدرالافاضل کہتے ہیں کہ:

''آپس میں دینی رابطہ اور اسلامی محبّت کے ساتھ مربوط ہیں، یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے قوی تر ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: "الْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ وَإِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ''

سب مسلمان ایک جسدِ واحد کی طرح ہیں،اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا سارا جسم دکھ محسوس کرتا ہے،اسی طرح اس کے سر میں تکلیف ہو تو بھی تمام بدن تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔[۱]

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ پوری امت مسلمہ گویا ایک جسم و جان والا وجود ہے،اس کے افراد اس کے اعضاء ہیں،کسی ایک عضو میں اگر تکلیف ہو تو اس کے سارے اعضاء تکلیف محسوس کرتے ہیں،اسی طرح پوری ملت اسلامیہ کو ہر مسلمان فرد کی تکلیف محسوس کرنی چاہیے،ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیے۔

انسانی ہمدردی و غم خواری بہت بڑا اعزاز ہے۔اس سے کہیں بڑا اعزاز اہل زمین سے ہمدردی کا ہے۔حیوانات،نبات اور جمادات سبھی اللہ کی مخلوق سے ہیں۔ان پر مہربانی سے اللہ عزوجل مہرباں ہوتا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''عن عبد اللہ بن عمرو یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "الراحمون یرحمھم الرحمن،ارحموا أهل الأرض یرحمکم من فی السماء۔'' رحم کرنے والوں پر رحمان رحم فرماتا ہے۔تم زمین

۱۔صحیح مسلم،باب تراحم المومنین،جز:۸،ص:۲۰،حدیث نمبر:۶۷۵۴،مطبوعہ دارالآفاق الجدیدہ،بیروت۔

والوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔[۱]

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر   خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

بخاری و مسلم نے متفقہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

''لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاس'' اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔[۲]

مخلوق خدا پر شفقت و مہربانی کرنے کے سلسلے میں احادیث مبارکہ کا ذخیرہ موجود ہے۔ صحابۂ کرام اور ائمۂ کرام کے آثار کثیرہ وارد ہیں۔ صوفیا و مشائخ نے خدمت خلق اور شفقت مخلوق پر اپنی زندگیاں قربان کردی ہیں۔

ارشاد نمبر: ۱۰۴

قطب الاقطاب، خواجہ علاء الحق والدین چشتی گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ:

''میری وفات کے بعد میرے جنازے کی نماز مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پڑھائے۔''[۳]

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی نماز جنازہ:

قطب الاقطاب، گنج نبات، مخدوم العالم، علاء الحق والدین شیخ عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ مخدوم جہاں نیان جہاں گشت شیخ جلال الدین بخاری اوچی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، اس سے انکار کی گنجائش مشکل ہے۔ شیخ عبد الرحمان چشتی نے اپنی مشہور کتاب مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ:

''جب شیخ علاء الحق کا بنگال میں انتقال ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو وصیت کی کہ میری نماز جنازہ مخدوم جہانیاں پڑھائیں گے اور تم لوگ سبقت نہ کرنا، وہ لوگ حیران

۱۔ سنن ابوداؤد، باب فی الرحمہ، ج:۲، ص:۷۰۳، حدیث نمبر:۴۹۴۱، مطبوعہ دارالفکر، بیروت۔
۲۔ مسلم، بخاری بروایت حضرت عبداللہ بن جریر رضی اللہ عنہ۔
۳۔ ضیاء النور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم، ص:۱۷، ناشر محمد ساجد قادری، سال اشاعت ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۵ء۔

تھے کہ مخدوم جہانیاں اوچ میں ہیں، کس طرح یہاں آئیں گے؟ اسی فکر میں تھے کہ حضرت مخدوم پہنچ گئے اور نماز جنازہ کی امامت کی، اس کے بعد ان کے فرزند شیخ نور قطب عالم کی تربیت کی خاطر آپ نے چند روز قیام فرمایا اور اپنے سامنے ایک چلہ کرایا اور انواع واقسام کے فیوض سے مالا مال کر کے واپس چلے گئے۔"[۱]

مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیانِ جہاں گشت علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر تحقیقی نظر رکھنے والے پروفیسر ایوب قادری صاحب آپ کا سالِ وصال ان لفظوں میں لکھا ہے:

"حضرت مخدوم کی عمر شریف اٹھتر سال کی ہوئی، سال وفات ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۴ء ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ (۲ فروری ۱۳۸۴ء) عید قرباں چہار شنبہ کا دن تھا۔ نماز دوگانہ ادا کرنے کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور غروب آفتاب کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت، فلاح وخیر اور علم وفضل کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔"[۲]

حضرت مخدوم جہانیانِ جہاں گشت علیہ الرحمہ کے سن وصال کے اعتبار سے یہ کہنا بجانب حق ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا وصال ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ء سے پہلے ہوا۔ اس کی تعیین سید شاہ ابوالحسن مانک پوری نے کی ہے۔ وہ اپنی کتاب آئینۂ اودھ میں لکھتے ہیں کہ:

"سنہ ۷۸۰ھ میں انتقال حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی کا ہوا، تو حسب وصیت ان کی حضرت مخدوم جہانیاں نے ان کے بیٹے شاہ نور قطب عالم کو ان کا قائم مقام کیا اور کل مراسم تجہیز وتکفین ونماز جنازہ باہتمام سید مخدوم جہانیاں ادا ہوئی اور چندے بپاس خاطر شاہ نور قطب عالم قدس سرہ کے وہاں مقیم رہے۔"[۳]

۱۔ مرآۃ الاسرار ص: ۹۷۴، ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور، سال اشاعت ۱۹۹۳۔

۲۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ص: ۱۸۱، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، پاکستان چوک کراچی، بار دوم، سال اشاعت اپریل ۱۹۸۳۔

۳۔ سید شاہ ابوالحسن مانک پوری، آئینۂ آودھ، ص: ۱۶۹، مطبع نظامی کانپور ۱۳۰۳ھ۔؛ مزید تفصیل ہماری کتاب "حیات مخدوم العالم" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تعارف مصنف - ایک نظر میں

❁ **نام:** عبدالخبیر ابن مطیع الرحمان-

❁ **پیدائش:** ضلع اتر دیناج پور، ''مہان خاں'' علاقہ اسلام پور میں ۴/ اپریل ۱۹۷۹ء کو ہوئی-

❁ **مشاہیر اساتذہ:** ☆ بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ-/ ☆ نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ [شرف تلمذ ختم بخاری]-/ ☆ حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل اشرفی علیہ الرحمہ-/ ☆ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفی قادری۔/ ☆ صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی-/ ☆ حضرت علامہ عبد الخالق اشرفی، صدر المدرسین جامع اشرف کچھوچھہ شریف-/ ☆ حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی، سابق صدر المدرسین جامع اشرف-/ ☆ حضرت علامہ محمد قاسم اشرفی۔ خلیفۂ سرکارکلاں۔/ ☆ حضرت علامہ ممتاز عالم اشرفی، پرنسپل شمس العلوم گھوسی- وغیرہ مدظلہم العالی-

❁ **بیعت وخلافت:** بیعت کا شرف شیخ المشائخ سرکارکلاں حضرت علامہ مفتی محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے- موجودہ سجادہ نشیں سرکارکلاں قائدملت حضرت علامہ سید محمود اشرف الاشرفی جیلانی مد ظلہ العالی؛ جانشین محدث اعظم ہند، حضرت شیخ الاسلام، رئیس المحققین علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی اور خلیفۂ قطب مدینہ وحضور مفتی اعظم ہند- حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالحلیم اشرفی رضوی ناگپوری مدظلہ العالی نے اپنی خلافت واجازت سے نوازا ہے-

❁ **تالیف وتصنیف:**

[۱] شان اہل بیت، ترجمہ **علموا أولادكم محبة اهل بيت النبي** ﷺ-

[۲] خاموشی کے محاسن وفوائد، ترجمہ: **الدر والياقوت في محاسن السكوت** - مطبوعہ-

[۳] جنتی والدین، ترجمہ **التعظيم والمنة في أن ابوى رسول الله في الجنة**-

[۴] انیس الغرباء- فارسی، ترجمہ بزبان اردو- مطبوعہ بزبان اردو وبنگالی-

[۵] مختصر تذکرۂ امین شریعت، مطبوعہ بزبان ہندی- [۵] تذکرۂ امین شریعت اردو- غیر مطبوعہ

[۶] کھیل کود کے شرعی احکام- غیر مطبوعہ

[۷] ''**حیات مخدوم العالم**'' (تذکرۂ شیخ عمر علاء الحق والدین گنج نبات پنڈوی)، مطبوعہ-

[۸] آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان- احوال وآثار- مطبوعہ

[۹] جنت کی کنجی، ترجمہ **مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة**- غیر مطبوعہ

[۱۰] اہل شریعت وطریقت کی پہچان، ترجمہ **كشف الكربة في وصف اهل الغربة**- مطبوعہ

[۱۱] شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے- زیر ترتیب-

[۱۲] ارشادات مخدوم العالم- شیخ عمر علاء الحق پنڈوی- مع توضیح وتشریح- مطبوعہ

❁ اس کے علاوہ مختلف مضامین مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوئے اور سلسلہ جاری ہے-

❁❁❁

مصادر و مراجع
ارشادات مخدوم العالم

بنیادی مصادر

[1] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، حضرت نظام یمنی/مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی، فردوس کالونی، کراچی پاکستان، سال اشاعت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

[2] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، اردو ترجمہ: حضرت علامہ شمس بریلوی/ ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

[3] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، اردو ترجمہ: ترجمہ: پروفیسر ایم۔ایس لطیف اللہ، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان۔

[4] مکتوبات اشرفی، سید اشرف جہانگیر سمنانی، اردو ترجمہ: سید شاہ ممتاز اشرفی، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی ٹاؤن، کراچی پاکستان۔

[5] اخبار الاخیار، محدث عبد الحق دہلوی، اردو ترجمہ: سبحان محمود و محمد فاضل، مطبوعہ مکتبہ دانش، دیو بند، سن اشاعت ۲۰۱۴ء۔

[6] اخبار الاخیار فارسی مع مکتوبات، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۹ء۔

[7] انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، مطبع گلزار احمدی، مراد آباد، سال اشاعت ۱۸۹۲ء۔

[8] انیس الغربا، شیخ نور قطب عالم، مرکز تحقیقات فارسی، سفارت خانۂ ایران نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۱۰ء۔

[۹] مکتوبات نور قطب عالم، شیخ نور قطب عالم، اردو ترجمہ: مولانا طبیب الدین اشرفی، اشاعت: زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

[10] مقدمۂ ضیاء النور، ترجمہ مکتوبات حضرت نور قطب عالم، مولانا طبیب الدین اشرفی، اشاعت: زیر اہتمام ساجد قادری، سال اشاعت ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۷ھ۔

[11] مونس الفقرا، شیخ نور قطب عالم پنڈوی، مخطوطہ۔

مصادر و مراجع - توضیحات و تشریحات

[1] قرآن کریم۔

[2] کنز الایمان ترجمۂ قرآن، اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی۔

[3] خزائن العرفان تفسیر قرآن، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی۔

[4] صحیح بخاری، محقق، امام بخاری، مطبوعہ دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت، بار سوم، سال اشاعت ۱۴۰۷ھ مطابق، ۱۹۸۷ء - نیز نسخۂ قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[5] الصحیح لمسلم، امام مسلم، مطبوعہ دار الآفاق، بیروت- نیز نسخۂ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[6] سنن ترمذی، امام ترمذی، دار الفکر للطبع والنشر، بیروت۔

[7] سنن ابوداؤد، امام داؤد سجستانی، آفتاب عالم پریس، لاہور۔

[8]سنن ابن ماجہ،دار الفکر، بیرورت-نیز نسخہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی -نیز نسخہ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت۔

[9]مسند احمد، امام احمد بن حنبل، المکتب الاسلامی، بیروت۔

[10]مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، المکتبہ الحبیبیہ ،کوئٹہ، پاکستان۔

[11]درمنثور،مطبوعہ دار الفکر، بیروت سن اشاعت ۱۴۱۴ھ.

[11]مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶۔

[12]المدخل لابن الحاج، دار الکتب العربی، بیروت۔

[13]عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، علامہ بدرالدین عینی حنفی، مکتبہ شاملہ۔

[14]مصنف ابن ابی شیبہ فی الاحادیث والآثار، حافظ عثمان بن ابی بکر بن ابی شیبہ، مکتبۃ الدرسات والبحوث، دار الفکر، بیروت، لبنان۔

[15]المستدرک علی الصحیحین، حاکم نیشاپوری، دار الکتب علمیہ، بیروت، سال اشاعت، ۱۹۹۰ء مطابق ۱۴۱۱ھ۔

[16]مشکوٰۃ المصابیح، امام ولی الدین بابرتی، مجلس برکات، اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، سال اشاعت ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴۲۳ھ۔

[17]الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم، ناشر دار ابن حزم لبنان، بیروت، سال اشاعت ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء۔

[18] کنز العمال، علی متقی ہندی، بارپنجم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء۔

[19]مجمع الزوائد، بیہقی، دار الکتب العلمیہ ، بیروت، لبنان، سال اشاعت ۱۴۰۸ء، مطابق ۱۹۸۸ء۔

[20]المیزان الکبری، مصطفی البابی، مصر۔

[21] کشف الخفاء ومزیل الالباس ،اسماعیل بن محمد عجلوني ،دار الکتب العلمیہ ، بیروت-نیز مکتبۃ المقدسی، قاہرہ، سال اشاعت ۱۳۵۱ء-

[22]الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر، امام جلال الدین سیوطی، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت-

[23]عمدۃ القاری، عینی، دار احیاء التراث العربی، بیروت-

[24]البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، دار احیاء التراث العربی، سال اشاعت ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۹۸۸ء-

[25]المشور، ابن جوزی، مکتبہ شاملہ

[26]حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، ناشر: دار الکتاب العربي ،بیروت طبع چہارم، ۱۴۰۵ھ

[27]الآداب الشرعیۃ، محمد ابن مفلح، مطبوعہ عالم الکتاب، قاہرہ-

[28]شرح السنۃ امام حسین بن مسعود بغوی، دار النشر :المکتب الاسلامي ،بیروت ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء-

[29]العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، امام احمد رضاخان بریلوی، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل ،دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء-

[30]غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی

[31] کتاب معرفۃ النفس، حسن موسی، بحوالہ میزان الحکمۃ ،-

[32]الاشباہ والنظائر، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی-

[33] البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، ابن عجیبہ، مکتبہ شاملہ
[34] خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور لاہوری، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱-
[35] سید شاہ ابوالحسن، آئینۂ اودھ، مطبوعہ مطبع نامی کانپور، سن اشاعت ۱۳۰۳ھ۔
[36] شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر زخار، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔
[37] تذکرۂ اولیائے برصغیر معروف بہ تذکرۂ اولیائے ہند و پاکستان، مرزا محمد اختر دہلوی، جلد اول، ناشر ملک اینڈ کمپنی لاہور، سن اشاعت ندارد-
[38] اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، محمد غوثی شطاری ماندوی ترجمہ فضل احمد جیوری، ناشر دار النفائس کریم پارک لاہور، سن اشاعت ۱۴۲۷ھ-
[39] نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع و النواظر، عبد الحی لکھنوی، ج:۲، ناشر دار ابن حزم بیروت، لبنان سن اشاعت: ۱۹۹۹ / ۱۴۲۰۔
[40] مثنوی معنوی، جلد اول، مولانا روم، مؤسسۃ انتشارات اسلامی، لاہور-
[41] پیر پر اعتراض منع ہے بحوالہ الانوار القدسیۃ، الجزء الثانی، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، دعوت اسلامی، لاہور، ورژن ۲۰۱۶ء-
[42] تذکرۃ الاولیاء، ذکر بایزید بسطامی، مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور-
[43] حکایتیں اور نصیحتیں، شیخ شعیب حریفیش، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶ء، دعوت اسلامی، پاکستان-
[44] انفاس العارفین، شاہ ولی اللہ، ناشر المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور-
[45] جہنم کے خطرات، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجلس المدینۃ العلمیۃ، شعبہ تخریج، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ، کراچی، سن طباعت صفر المظفر ۱۴۲۷ھ، مارچ 2007ء-
[46] الوظیفۃ الکریمہ، امام احمد رضا المجلس العلمی، دعوت اسلامی، لاہور، سن طباعت: ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء-
[47] فیضان احیاء العلوم، المجلس العلمی، المدینۃ لائبریری، ڈیجیٹل، ورژن ۲۰۱۶ء، دعوت اسلامی، لاہور-
[48] سیر الاولیا فارسی، مولانا سید محمد بن مبارک علوی کرمانی، مطبوعہ مطبع محب ہند دہلی، سن اشاعت ۱۳۰۲ھ-
[49] احیاء العلوم، امام غزالی، کتاب آداب السماع والوجد، الباب الثانی، المقام الثانی، المشہد الحسینی قاہرہ،-
[50] مرأۃ الاسرار، شیخ عبد الرحمن چشتی، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔
[51] بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز، مجد الدین فیروز آبادی محمد ابن یعقوب، مکتبہ شاملہ-
[52] کتاب الرقۃ والبکاء، ابن ابی الدنیا، جلد اول، باب ما اغرورقت عینا عبد من خشیۃ،، دار الفکر، بیروت-
[53] تاریخ دعوت و ہزیمت جلد سوم، ابوالحسن علی ندوی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو، سن اشاعت جولائی ۲۰۰۶ء۔
[54] چشتی نظامی صوفی آرڈر آف بنگال، غلام رسول، مملوکہ ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری دہلی، ایسوسیشن نمبر ۱۲۸۳۳۲، مندرجہ بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۱ء-
[55] غیبت کی تباہ کاریاں، ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری، ناشر مکتبۃُ المدینہ، بابُ المدینہ، کراچی، سال اشاعت ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء-
[56] نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض، الباب الثانی فصل فی نظافۃ جسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جلد دوم دار الکتب

العلمیہ، بیروت-

[57] غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی حیات وخدمات ایک نظر میں، بشارت علی صدیقی حیدر آبادی، ناشر اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدر آباد، سن اشاعت ۲۰۱۶ء-

[58] مقدمۂ انیس الغربا، ترجمہ عبد الخبیر اشرفی مصباحی، مطبوعہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ بنگال، سال اشاعت ۲۰۱۲ء-

[59] وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم، ترجمہ بنام امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں، مصنف امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، شعبہ تراجمِ کتب دعوت اسلامی، سن طباعت ۱۹ ربیع النور ۱۴۳۰ھ بمطابق 17 مارچ ۲۰۰۹ء-

[60] حُسن اخلاق، ترجمہ مکارم الاخلاق، امام طبرانی علیہ الرحمۃ، مترجم مولانا محمد عاصم العطاری المدنی، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیۃ، ناشر مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ، کراچی، سن طباعت ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء-

[61] سنت رسول سے محبت، دعوت اسلامی، المدینہ لائبریری، ورژن ۲۰۱۶ء بحوالہ کیمیائے سعادت-

[62] پروفیسر محمد ایوب قادری، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، پاکستان چوک کراچی، باردوم، سال اشاعت اپریل ۱۹۸۳-

[63] حیات مخدوم اشرف سمنانی، سید وحید اشرف، ناشر مصنف خود، سن اشاعت ۱۹۷۵ء-

[64] ماہنامہ اشرفی، مضمون: تذکرہ پیران پیر آئینہ ہند حضرت شیخ عثمان اخی سراج قدس سرہ، محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی، قسط دوم۔ جلد ۲، شمارہ نمبر ۱۲، جمادی الاول ۱۳۴۳ھ مطابق دسمبر ۱۹۲۴ء-

[65] ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۸؛ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ/ اگست ۱۹۲۴ء- کچھوچھہ مقدسہ-

[66] ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔ کچھوچھہ مقدسہ-

[67] ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔ کچھوچھہ مقدسہ-

[68] أیها الولد، امام غزالی، ج:۱ص:۵، آن لائن، الاسلامیہ الدعویہ کی ویب سائٹ-

[69] دیکھئے: sufiwiki.com صفحہ akhi_siraj-]

[70] انٹرنیٹ کی مشہور ویب سائٹ ویکی پیڈیا اردو-

[71] خاموشی کے محاسن وفوائد، علی ظریف اعظمی، ترجمہ، عبد الخبیر اشرفی مصباحی، ناشر، تاج الاصفیا دار المطالعہ، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ-

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن،
حیدرآباد دکن

فہرست
ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی

صفحہ نمبر	مضامین	شمار نمبر
4-3	انتسابات	۞
5	**عرض دل** - بشارت علی صدیقی	۞
۞	**تأثرات مشایخ عظام**	۞
8	**گلہائے برکت** - حضرت شیخ الاسلام کچھوچھوی قبلہ	
10	**غنچہائے شفقت** - حضرت قائد ملت سید محمود اشرف قبلہ	
۞	**تأثرات پروفیسرز حضرات**	۞
12	**باران کرم** - ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی قبلہ	
15	**تقریظ جلیل** - ڈاکٹر عبد السلام جیلانی صاحب	
۞	**تأثرات مفتیان کرام**	۞
19	**کلمات تبریک** - علامہ مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی	
21	**کلمات تصدیق** - علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی	
24	**ارمغان محبت** - علامہ مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی	
29	**تقدیم** - علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی	
۞	۞	۞
38	مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی - ایک مختصر تعارف	1
۞	**باب اول**	۞
49	ارشادات مخدوم العالم بروایت غوث العالم علیہما الرحمہ	2
50	مخدوم سمناں سید اشرف جہاں گیر کچھوچھوی - ایک مختصر تعارف	3

۞	فصل اول	58
4	منتخب ارشادات از لطائف اشرفی فی طوائف صوفی	58
5	ارشاد نمبر: ۱	59
6	ارشاد نمبر: ۲	61
7	ارشاد نمبر: ۳	66
8	ارشاد نمبر: ۴	68
9	ارشاد نمبر: ۵	73
10	ارشاد نمبر: ۶	78
11	ارشاد نمبر: ۷	79
12	ارشاد نمبر: ۸	81
13	ارشاد نمبر: ۹	82
14	ارشاد نمبر: ۱۰	84
15	ارشاد نمبر: ۱۱	87
16	ارشاد نمبر: ۱۲	90
17	ارشاد نمبر: ۱۳	93
18	ارشاد نمبر: ۱۴	99
19	ارشاد نمبر: ۱۵	102
20	ارشاد نمبر: ۱۶	108
21	ارشاد نمبر: ۱۷	109
22	ارشاد نمبر: ۱۸	111
23	ارشاد نمبر: ۱۹	113
24	ارشاد نمبر: ۲۰	115
25	ارشاد نمبر: ۲۱	118

120	ارشادنمبر:۲۲	26
121	ارشادنمبر:۲۳	27
122	ارشادنمر:۲۴	28
125	ارشادنمر:۲۵	29
127	ارشادنمبر:۲۶	30
129	ارشادنمبر:۲۷	31
131	ارشادنمبر:۲۸	32
133	ارشادنمبر:۲۹	33
136	ارشادنمبر:۳۰	34
137	ارشادنمبر:۳۱	35
138	ارشادنمبر:۳۲	36
141	ارشادنمبر:۳۳	37
145	ارشادنمبر:۳۴	38
149	ارشادنمبر:۳۵	39
150	ارشادنمبر:۳۶	40
151	ارشادنمبر:۳۷	41
153	ارشادنمبر:۳۸	42
157	**فصل دوم**	✵
157	منتخب ارشادات از کتب غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ	43
157	مختصر تعارف مکتوبات اشرفی	44
158	ارشادنمبر ۳۹	45
162	ارشادنمبر:۴۰	46

47	ارشاد نمبر: ۴۱	163
48	ارشاد نمبر: ۴۲	164
49	ارشاد نمبر: ۴۳	165
۞	فصل سوم	167
50	انتخاب از رسالہ حجۃ الذاکرین	167
51	مختصر تعارف رسالہ حجۃ الذکرین	167
52	ارشاد نمبر: ۴۴	167
۞	باب دوم	۞
53	ارشادات مخدوم العالم بروایت شیخ نور قطب عالم پنڈوی	169
54	شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی - ایک مختصر تعارف	170
۞	فصل اول	174
55	منتخب ارشادات از کتاب انیس الغربا	174
56	مختصر تعارف انیس الغربا	174
57	ارشاد نمبر: ۴۵	176
58	ارشاد نمبر: ۴۶	178
59	ارشاد نمبر: ۴۷	179
60	ارشاد نمبر: ۴۸	182
61	ارشاد نمبر: ۴۹	185
62	ارشاد نمبر: ۵۰	187
63	ارشاد نمبر: ۵۱	189
64	ارشاد نمبر: ۵۲	190
65	ارشاد نمبر: ۵۳	194
66	ارشاد نمبر: ۵۴	197

200	ارشاد نمبر:۵۵	67
201	ارشاد نمبر:۵۶	68
205	فصل دوم	۞
205	منتخب ارشادات از مکتوبات شیخ نور قطب عالم پنڈوی	69
205	مختصر تعارف مکتوبات نور قطب عالم	70
206	ارشاد نمبر:۵۷	71
208	ارشاد نمبر:۵۸	72
210	ارشاد نمبر:۵۹	73
213	ارشاد نمبر:۶۰	74
214	ارشاد نمبر:۶۱	75
215	ارشاد نمبر:۶۲	76
216	ارشاد نمبر:۶۳	77
220	ارشاد نمبر:۶۴	78
222	ارشاد نمبر:۶۵	79
223	ارشاد نمبر:۶۶	80
225	ارشاد نمبر:۶۷	81
227	ارشاد نمبر:۶۸	82
227	ارشاد نمبر:۶۹	83
228	ارشاد نمبر:۷۰	84
229	فصل سوم	۞
229	منتخب ارشادات از مونس الفقرا	85
229	مختصر تعارف کتاب مستطاب مونس الفقرا	86
232	ارشاد نمبر:۷۱	87

صفحہ	عنوان	نمبر
233	ارشادنمبر:۷۲	88
234	ارشادنمبر:۷۳	89
236	ارشادنمبر:۷۴	90
237	ارشادنمبر:۷۵	91
238	ارشادنمبر:۷۶	92
239	ارشادنمبر:۷۷	93
239	ارشادنمبر:۷۸	94
241	ارشادنمبر:۷۹	95
241	ارشادنمبر:۸۰	96
242	ارشادنمبر:۸۱	97
243	ارشادنمبر:۸۲	98
243	ارشادنمبر:۸۳	99
244	ارشادنمبر:۸۴	100
245	ارشادنمبر:۸۵	101
246	ارشادنمبر:۸۶	102
247	ارشادنمبر:۸۷	103
	باب سوم	
250	منتخب ارشادات از کتب شتیٰ	104
252	شیخ عبدالحق محدث دہلوی-ایک مختصر تعارف	105
253	مختصر تعارف اخبار الاخیار	106
254	**فصل اول**	
254	منتخب ارشادات از کتاب اخبار الاخیار	107
254	ارشادنمبر:۸۸	108

255	ارشادنمبر:۸۹	109
257	ارشادنمبر:۹۰	110
260	ارشادنمبر:۹۱	112
264	ارشادنمبر:۹۲	113
266	ارشادنمبر:۹۳	114
266	ارشادنمبر:۹۴	115
268	ارشادنمبر:۹۵	116
270	ارشادنمبر:۹۶	117
271	ارشادنمبر:۹۷	118
273	ارشادنمبر:۹۸	119
276	فصل دوم	
276	ضیاءالنور ترجمہ مکتوبات نور قطب عالم سے انتخاب	120
276	ارشادنمبر:۹۹	121
278	ارشادنمبر:۱۰۰	122
280	ارشادنمبر:۱۰۱	123
285	ارشادنمبر:۱۰۲	124
287	ارشادنمبر:۱۰۳	125
291	ارشادنمبر:۱۰۴	126
293	تعارف مصنف - ایک نظر میں	127
294	مصادرومراجع - ارشادات مخدوم العالم	128